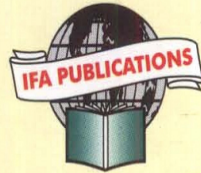


حالت نشہ کی طلاق

موجودہ حالات کے پس منظر میں



ایفا پبلیکیشنز

جدید فقہی تحقیقات

حالت نشہ کی طلاق

موجودہ حالات کے پس منظر میں

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے بارہویں فقہی سمینار منعقدہ
مؤرخہ ۱۱-۱۳ فروری ۲۰۰۰ء بمقام دارالعلوم اسلامیہ ہستی میں
پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات و مناقشات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی

جملہ حقوق بحرمہ ناسر محفوظ

نام کتاب	:	حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں
صفحات	:	۳۲۲
قیمت	:	۱۲۰ روپے
سن طباعت	:	جولائی ۲۰۱۰ء

ناسر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸

جامعہ گمر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

فون: 011-26983728, 26981327

ای میل: ifapublications@gmail.com

مجلس اولیٰ

- ۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی
- ۲- مولانا محمد برہان الدین سنہلی
- ۳- مولانا بدر الحسن قاسمی
- ۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
- ۵- مولانا عتیق احمد بستوی
- ۶- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فقہ رسالت

پیش لفظ ۹ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

باب اول: تمہیدی امور

۱۵	سوالنامہ
۱۸	اکیڈمی کا فیصلہ
۲۱	تلخیص مقالات مفتی احمد نادر القاسمی
۳۱	عرض مسئلہ مولانا بدر احمد نجفی

باب دوم: تفصیلی مقالات

۳۵	مولانا محمد برہان الدین سنہلی	طلاق سکران میں مفتی یہ قول سے رجوع
۵۱	مولانا محمد قاسم مظفر پوری	طلاق کا حکم نشہ کی وضاحت سے مشروط ہے
۵۵	مولانا زبیر احمد قاسمی	نشہ کی طلاق کا مسئلہ
۵۹	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی	موجودہ حالات میں نشہ کی طلاق اور تعزیری پہلو
۶۳	مفتی جنید عالم ندوی قاسمی	طلاق سکران - دلائل اور احکام
۷۸	مولانا نور الحق رحمانی	نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور اس کا شرعی حکم
۱۰۱	مفتی حبیب اللہ قاسمی	طلاق سکران ائمہ اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں
۱۰۵	مولانا راشد حسین ندوی	حالات نشہ کی طلاق شرعی تفصیلات کی روشنی میں

۱۱۹	مولانا ابو بکر قاسمی	نشہ والے شخص کی طلاق کا شرعی حکم
۱۲۴	مولانا بدر احمد محضی	سماجی مشکلات کی وجہ سے طلاق سکران کے عدم وقوع کا حکم
۱۳۲	مولانا ثناء الہدی قاسمی	شریعت کی نگاہ میں طلاق سکران
۱۳۸	مولانا سید اسرار الحق سمیلی	نشہ کی حالت میں طلاق
۱۵۰	مولانا محمد نور القاسمی	حالت نشہ کی طلاق، سماجی مشکلات اور صل
۱۶۲	مولانا ابراہار خاں ندوی	نشہ آنے کے بعد دی گئی طلاق - اور شرعی موقف
۱۶۸	مولانا نوشاد عالم ندوی	حالت نشہ کی طلاق، وقوع اور عدم وقوع کی فقہی تفصیلات
۱۷۳	مولانا اسجد قاسمی ندوی	طلاق سکران، چند ضروری مسائل اور حل
۱۷۷	مولانا عبد الستار مدنی	طلاق سکران اور سماج پر اس کے منفی اثرات
۱۸۲	مولانا عبد السلام سلفی	طلاق غضبان و سکران کا حکم

باب سوم: مختصر تحریریں

۱۸۹	مفتی نظام الدین اعظمی	حالت نشہ کی طلاق اور ضرر اشد اور اخف کا اصول
۱۹۱	قاضی عبدالجلیل قاسمی	وقوع طلاق سکران — غور و فکر کے چند پہلو
۱۹۴	مفتی محبوب علی وجہی	اجتہادی مسائل سے متعلق بعض اصولی نکات
۱۹۷	مولانا عبد اللہ عباس ندوی	مدہوش شخص کی طلاق کے اعتبار و عدم اعتبار کا مسئلہ
۲۰۱	مولانا شفیق الرحمن ندوی	موجودہ حالات میں طلاق سکران کا نفاذ
۲۰۳	مفتی عزیز الرحمن مدنی	نشہ میں مبتلا شخص احکام کا مکلف نہیں
۲۰۵	مولانا عتیق احمد بستوی	حالت نشہ کی طلاق، علماء کا موقف اور موجودہ حالات
۲۰۸	مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی	طلاق سکران میں عدم وقوع کا فتویٰ

- ۲۱۰ نشہ میں مدہوش کی طلاق اور موجودہ حالات میں راجح پہلو مولانا خورشید احمد اعظمی
- ۲۱۳ طلاق سکران کا وقوع اور خواتین کی مشکلات مولانا ظفر عالم ندوی
- ۲۱۵ نشہ میں مبتلا شخص اور تکلیف احکام شرعی مولانا ابوالحسن علی قاسمی
- ۲۱۷ مخمور شخص کی طلاق کا حکم مفتی عبدالرحیم قاسمی
- ۲۱۹ حالت نشہ کی طلاق اور علماء مجتہدین کا موقف مولانا سلطان احمد اصلاحی
- ۲۲۰ نشہ میں مدہوش شخص کی طلاق مولانا ریاض احمد سلمی
- ۲۲۲ طلاق سکران کا حکم احادیث کی روشنی میں مولانا عطاء الرحمن مدنی
- ۲۲۳ حالت نشہ کی طلاق نافذ ہوگی مولانا ابوسفیان مفتاحی
- ۲۲۴ طلاق سکران کا مسئلہ مختلف فیہ ہے ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی
- ۲۲۵ طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ مولانا عبدالقیوم پالنپوری
- ۲۲۶ حالت نشہ کی طلاق کا حکم مفتی جمیل احمد ندیری
- ۲۲۷ نشہ کی حالت میں طلاق، اور موجودہ حالات کی رعایت مولانا محی الدین قاسمی
- ۲۲۸ نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اشبہ بالفقہ ہے مفتی نسیم احمد قاسمی
- ۲۳۱ نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اور پیدا ہونے والے مفسد مولانا خورشید انور اعظمی
- ۲۳۳ عام حالات میں سکران کی طلاق واقع ہوگی مفتی انور علی اعظمی
- ۲۳۵ نشہ میں دی گئی طلاق اور موجودہ صورت حال مولانا اختر امام عادل
- ۲۳۷ حالت نشہ کی طلاق کو نافذ مانا جائے مولانا محمد صادق
- ۲۳۹ نشہ کی طلاق کا مسئلہ اور اختلاف اقوال مولانا اعجاز احمد قاسمی
- ۲۴۲ طلاق سکران میں مرجوح قول پر فتویٰ مفتی سعید الرحمن فاروقی
- ۲۴۴ نشہ میں مست شخص کی طلاق اور تصرفات و معاملات مولانا ناصر مصطفیٰ قاسمی آداپوری

۲۴۵	مولانا عبداللطیف پالنپوری	طلاق سکران اور چند سماجی پہلو
۲۴۷	مولانا ابوالقاسم عبدالعظیم	حالت نشہ کی طلاق کے باب میں احوط مذہب
۲۴۸	مولانا نعیم اختر قاسمی	نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور موجودہ حالات
۲۵۱	مولانا ابو جندل قاسمی	موجودہ سماجی حالات اور حالت نشہ کی طلاق
۲۵۳	ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی	نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اور دلائل
۲۵۵	مولانا وسیم احمد قاسمی	طلاق سکران کا وقوع اور حالات کا تقاضا
۲۵۷	مولانا صباح الدین ملک قاسمی	موجودہ مصلحت اور طلاق سکران
۲۵۸	مولانا عبدالقیوم قاسمی	حالت نشہ کی طلاق کا عدم وقوع دلیل اور مصلحت
۲۶۰	مولانا عبدالرشید قاسمی	حالت نشہ کی طلاق موجودہ حالات میں
۲۶۳	مولانا فرحت افتخار قاسمی	نشہ کی طلاق اور معاشرتی مصلحت
۲۶۵	مولانا عزیز اختر قاسمی	فقہاء کی نظر میں طلاق سکران
۲۶۶	مولانا عطاء اللہ قاسمی	طلاق سکران اور شریعت کا راجح پہلو
۲۶۹	مولانا جمیل احمد سلفی	طلاق سکران سے متعلق نصوص پر ایک نظر
۲۷۱	مولانا ارشاد قاسمی	طلاق سکران کا وقوع اور وجہ ترجیح
۲۷۲	مولانا محمد یوسف ندوی	نشہ کی طلاق میں عدول عن المذہب
۲۷۵	مولانا تنویر عالم قاسمی	طلاق سکران اور اختلاف ائمہ
۲۷۷	مولانا مبارک حسین قاسمی	طلاق سکران اور ائمہ کا نقطہ نظر
۲۷۸	مولانا محمد یعقوب قاسمی	نشہ کی طلاق کا وقوع اور زجر و توبیح
۲۸۱		مناقشہ



پیش لفظ

شریعت اسلامی کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری طرح انسانی فطرت سے ہم آہنگ اور انسانی ضرورتوں کے مطابق ہے، ہر انسان کو زندگی کا طبعی سفر طے کرنے کے لئے ایک انیس دغم خوار کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی شرکت اس کی خوشی کو دو بالا کرتی ہے اور جس کی دلداری درد و غم کے لمحات میں اس کے زخمی دل کے لئے مرہم بنتی ہے، اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے نکاح کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اسے آپ ﷺ نے اپنی اور گذشتہ انبیاء کی سنت قرار دیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے نمونہ اور آئیڈیل بنا کر بھیجا تھا، اس رشتہ کا قائم ہونا جس قدر پسندیدہ اور محمود ہے اس کا ٹوٹ جانا اسی قدر ناپسندیدہ اور مذموم ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے طلاق کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے مباح امور میں سب سے زیادہ مبغوض قرار دیا ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب نفرت کی آگ سلگ جاتی ہے اور دل کے آگینے ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر نکاح کا رشتہ راحت و سکون کے بجائے بے سکونی کا سبب بن جاتا ہے اور انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ پھولوں کی بیج سے کانٹوں کے بستر پر آ گیا ہے، اس لئے جب رشتہ نکاح کے باقی رکھنے میں مقاصد نکاح کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو طلاق کی گنجائش بھی باقی رکھی گئی ہے، یہ شریعت اسلامی کا نقص نہیں بلکہ اس کا کمال ہے کیونکہ جس طرح ایسا مکان مکمل نہیں ہو سکتا جس میں صرف اندر جانے کا راستہ ہو باہر نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہو، اسی طرح نکاح کا وہ قانون بھی انسانی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا جس میں اس رشتہ کو قائم کرنے کے بعد بوقت

ضرورت اس کو ختم کرنے کی گنجائش موجود نہ ہو۔

طلاق چونکہ ایک نہایت اہم اور نازک معاملہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ پوری طرح غور و فکر کے بعد اس کا فیصلہ کیا جائے، اور غور و فکر کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی شعوری کیفیت بحال ہو، اسی لئے جب انسان عقل و شعور کو استعمال کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو تو اس حالت کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی بنا پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مجنون، بے ہوش، مجنوب، نابالغ اور کسی ایسے سبب سے نشہ میں مبتلا ہونے والے شخص جو حرام نہ ہو کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، بعض فقہاء نے حرام طریقہ پر نشہ استعمال کرنے والے شخص پر بھی اسی اصول کو نافذ کیا ہے اور ان کے نزدیک نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق مطلق واقع نہیں ہوتی، دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ نشہ میں مبتلا ہونا اس کے اپنے اختیار سے ہے اور اس نے خود ہی ایک معصیت کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو عقل و شعور سے محروم کیا ہے اس لئے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

پھر صورت حال یہ ہے کہ حالت نشہ کی طلاق واقع ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں قرآن و حدیث میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے، صحابہ کے فتاویٰ مختلف ہیں، قیاس کی بھی دو جہتیں ہیں، جو دو الگ نقاط نظر کی تائید کرتی ہیں۔ ائمہ متبوعین اور سلف صالحین کے درمیان اس میں شروع سے اختلاف رہا ہے، امام ابوحنیفہؒ طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں، لیکن آپ کے مایہ ناز شاگردوں میں امام زفرؒ کے نزدیک نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ مشائخ حنفیہ کے یہاں بھی اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، امام کرخیؒ اور امام طحاویؒ جیسے ممتاز حنفی فقہاء عدم وقوع کے قائل ہیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں دارالکفر ہے یہاں نہ شراب کے کارخانوں پر پابندی ہے اور نہ مے خانوں پر، جہالت اور بددینی کے غلبہ کی وجہ سے بہت سے مسلمان اس بری عادت میں مبتلا ہیں، ہندوستان کے سماجی حالات کچھ ایسے ہیں کہ طلاق کا نقصان مرد سے کہیں زیادہ عورت کو پہنچتا ہے، خاص کر اگر مرد فاسق و فاجر

آدمی ہو تو وہ تو چند ہی روز میں دوسری شادی رچا سکتا ہے لیکن بے چاری عورتوں کا حال یہ ہے کہ کنواری لڑکیوں ہی کا رشتہ تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، مطلقہ عورتوں کا رشتہ ملنا تو یوں بھی دشوار ہے اور ہندو سماج سے متاثر ہونے کی وجہ سے اسے منحوس بھی سمجھا جاتا ہے، اس لئے خدانائرس شوہر سے جدائی کے بعد اس کی زندگی اس کے لئے بوجھ بن جاتی ہے اور بعض اوقات اپنے بچوں کا بوجھ بھی اسی کو اٹھانا پڑتا ہے۔

ان حالات میں کیا نشہ کی طلاق کے سلسلہ میں اس رائے کو قبول کیا جاسکتا ہے، جس کے مطابق نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ فقہاء نے بوقت ضرورت دوسری فقہ کی طرف عدول اور مذہب کے قول ضعیف پر بھی عمل کی اجازت دی ہے اور متقدمین و متاخرین نیز علماء ہند کے یہاں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ سوال اکیڈمی کے پیش نظر تھا اسی پس منظر میں بارہویں فقہی سمینار جو مورخہ ۱۱-۱۴ فروری ۲۰۰۰ء کو دارالعلوم ہستی میں منعقد ہوا تھا) میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا گیا۔ اکیڈمی کے سمیناروں میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ مختلف نقاط نظر کے حاملین کو اپنی رائے پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے، چنانچہ مختلف اہل علم نے اپنی اپنی رائیں اور ان کے اسباب و وجوہ پیش کئے اور کسی ایک رائے پر اتفاق نہیں ہو سکا، لہذا تجویز میں دونوں نقاط نظر کا پوری دیانت کے ساتھ ذکر کیا گیا اور جن لوگوں نے جو رائے اختیار کی تھی ان میں سے چند اہم نام بھی ذکر کر دیئے گئے، اس تجویز کی روشنی میں ارباب افتاء کا جس رائے پر انشراح ہو وہ اس کے مطابق فتویٰ دے سکتے ہیں۔

افسوس کہ بعض حضرات نے اکیڈمی کی اس تجویز کو اس کے خلاف پروگنڈہ کا ہتھیار بنالیا اور اس طرح تشبیہ کی گئی کہ گویا اکیڈمی نے ضلالت و گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا ہے، غور کیا جائے کہ جو مسئلہ منصوص نہ ہو، جو نقطہ نظر صحابہ میں خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ سے منقول ہو، جس کے قائل امام احمدؒ اور سلف صالحین میں بہت سے مجتہدین ہوں اور خود حنفیہ میں جو امام زفرؒ کا

قول ہو (جن کے قول پر تقریباً بیس مسائل میں فتویٰ دیا گیا ہے) اور جو رائے ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے کہ نشہ کی طلاق واقع کئے جانے کا اصل سبب مرد کو سزا دینا تھا اور اب یہ مرد کے بجائے عورت کے لئے سزا بن گئی ہے، اس کو گمراہی قرار دینا کتنی بڑی جسارت اور زیادتی ہے؟ کسی شخص کو اس رائے سے اختلاف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وہ جس رائے کو درست سمجھتا ہو اسی پر فتویٰ دینے اور عمل کرنے میں انشاء اللہ وہ ماجور ہے، لیکن اس کی بنیاد پر دوسروں کو گمراہ اور خوف خدا سے عاری قرار دینا یقیناً تقاضا انصاف کے خلاف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو عدل پر قائم رکھے اور ایسی باتوں سے بچائے جو اس کو ناراض کرنے والی ہیں۔

حالت نشہ کی طلاق سے متعلق مقالات و مباحث کا مجموعہ ابھی تک شائع نہیں ہو پایا تھا، خاصی تاخیر کے ساتھ یہ پہلی بار اشاعت کے لئے جا رہا ہے اور عزیزان گرامی مولانا محمد ہشام الحق ندوی و مفتی احمد نادر القاسمی (رفقاء شعبہ علمی) نے اس کی تصحیح و ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ واللہ ہو المستعان۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جزل سکرٹری)

۲ جون ۲۰۰۹ء

۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

جدید فقہی تحقیقات

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

تمہید

اس وقت مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کی فہرست میں ایک بہت نازک اور موجب فکر و تشویش مسئلہ مسلم سماج میں طلاق کا بکثرت اور بے جا استعمال ہے، جس کی وجہ سے اچھے خاصے بسے بسائے گھر برباد ہو رہے ہیں اور یہ بھی سچائی ہے کہ مطلقہ خواتین یا تو اپنے بچوں کی وجہ سے نکاح ثانی نہیں کر پاتیں یا اگر وہ نکاح ثانی کرنا چاہیں بھی تو مناسب جوڑا نہیں مل پاتا کیونکہ آج کنواری بچیوں کی شادی بھی بہت مشکل ہو گئی ہے۔

طلاق کی مشروعیت شریعت کی بہت بڑی حکمت ہے اور رحمت بھی کہ زبردستی کسی جوڑے کو باہمی ازدواجی رشتہ پر قائم رکھنے پر مجبور کرنا غیر فطری اور مختلف مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہے، لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اسی حق طلاق کا بے جا استعمال، خاص کر ان حالات میں جب کہ انسان شعور و آگہی اور فہم و فکر اور اونچ نیچ کی سمجھ سے محروم ہو، محض وقتی ابال میں طلاق دے ڈالے، معاشرہ کو ایک بڑے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، ان حالات میں علماء، فقہاء اور اصحاب افتاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرتی حالات اور مشروعیت طلاق کی حکمتوں کا گہرا مطالعہ کریں، پھر احکام پر نظر رکھتے ہوئے منصوص و غیر منصوص، مجتہد فیہ اور غیر مجتہد فیہ احکام کا جائزہ لیتے ہوئے قوانین شرع کی وہ عادلانہ تعبیر کریں جو مقاصد شرع سے ہم آہنگ اور معاشرہ کو مشکلات اور فتنوں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہالت اور بے دینی کی وجہ سے ہندوستان میں طلاق کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں، طلاق کی ایک قابل لحاظ تعداد کا سبب نشہ ہے بلکہ مختلف دارالافتاء میں طلاق سے متعلق استفتاء کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کم از کم پچاس فی صد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں، طلاق جو سوچ سمجھ کر اور بُرے بھلے کے شعور کے ساتھ ناگزیر حالات میں استعمال کے لئے دیا جانے والا حق ہے، اسے نشہ میں مبتلا شخص بے سوچے سمجھے استعمال کرتا ہے۔

قیاس کا تقاضا ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہ ہو، چاہے یہ نشہ کسی حرام شے کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا مباح شے کے استعمال سے، کیونکہ نشہ کی حالت میں انسان عقل کھودیتا ہے، لیکن فقہاء حنفیہ ایسے شخص کو تقدیراً عاقل مانتے ہیں، یعنی حقیقتاً تو وہ عاقل نہیں ہے، لیکن اگر اس نے نشہ کا استعمال کیا تو ایسی صورت میں اس کی دی ہوئی طلاق ازراہ زجر نافذ کی جاتی ہے، سوائے اس کے کہ اس نے کسی مباح چیز کا استعمال کیا ہو اور اسے نشہ آگیا ہو یا ایسی حالت میں نشہ آور شے استعمال کی جب اس کے لئے اس کا استعمال مباح تھا اور نشہ میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اہل علم کے لئے یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اس مسئلہ میں عہد صحابہؓ ہی سے اختلاف رہا ہے، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت معاویہؓ، امام مالکؓ، سفیان ثوریؓ، اوزاعیؓ وغیرہ کے نزدیک طلاق سکران نافذ ہوگی، یہی ایک قول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا بھی ہے، جب کہ حضرت عثمان غنیؓ، لیث بن سعدؓ، اسحاق بن راہویہؓ وغیرہم کے علاوہ فقہاء حنفیہ میں سے امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام کرخیؒ اور محمد بن مسلمہؒ وغیرہ طلاق سکران کو نافذ نہیں مانتے اور امام شافعیؒ و امام احمدؒ کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے، جس کو بعض اصحاب مذہب نے راجح قرار دیا ہے۔

غرض یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے جس کے بارے میں عہد صحابہؓ سے اختلاف رائے چلا آ رہا ہے اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بھی اس میں اختلاف ہے، دونوں

نقطہ ہائے نظر کے لئے عقلی و عقلی دلیلیں موجود ہیں، تاہم جن فقہاء نے طلاق سکران کو نافذ قرار دیا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر ان کے پیش نظر شوہر کی تعزیر ہے، مگر ہندوستان کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ عورت کے لئے نکاح ثانی کی دشواری اور عدالتی کارروائیوں کی سرگرائی اور طول عمل کے باعث طلاق کے نتیجے میں جو مصیبتیں آتی ہیں ان سے شوہر کم اور بیوی اور معصوم بچے زیادہ دوچار ہوتے ہیں اور شاید ہی ایسی کوئی مثال مل سکے کہ محض وقوع طلاق کی وجہ سے نشہ کرنے والوں کو عبرت ہوئی ہو اور وہ نشہ کے استعمال سے رک گئے ہوں۔

اس ذیل میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے بارہویں فقہی سمینار میں جو مطابق ۱۱-۱۳ فروری ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم اسلامیہ بستی میں منعقد ہو رہا ہے آپ حضرات علما کرام کو طلاق سکران پر گفتگو اور اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کر کے کسی فیصلہ تک پہنچنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔

سوالات:

- ۱- کیا معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی تفصیلات سے آپ متفق ہیں؟
- ۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے کیا اس کی گنجائش ہے کہ آج کے حالات میں اس طلاق کو غیر نافذ قرار دیں جو نشہ کی حالت میں دی جاتی ہے جب کہ شوہر ہوش و خرد سے محروم ہوتا ہے، اور کیا اس سلسلہ میں سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعدؓ، اسحاق بن راہویہؓ، امام شافعیؒ (ایک قول)، امام احمد بن حنبل (قول معتمدنی المذہب)، فقہاء حنفیہ میں امام زفرؒ، امام ابو جعفر طحاویؒ، امام کرنیؒ، اور محمد بن مسلمہؒ کی اس رائے کو معمول بہ بنایا جائے کہ طلاق سکران نافذ نہیں ہوتی اور کیا جائز ہوگا کہ ہم آج اسی قول پر فتویٰ دیں؟



امکیت کا فیصلہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

۱- اگر کسی شخص نے لاعلمی میں نشہ آور حرام چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا، اسی حالت نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

۲- کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بہ طور دوا کے کیا جب ماہر مسلم اطباء کی رائے میں اس کے مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز سے ہی ہو سکتا ہے، یا بھوک اور پیاس کی غیر معمولی شدت میں (کوئی حلال چیز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے) جان بچانے کے لئے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا اور حالت نشہ میں اس شخص نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

۳- کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا۔ جبر و اکراہ کی وہ صورت اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہو گیا، اس لئے اس نے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور نشہ طاری ہونے پر بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

۴- جائز و حلال چیز کے استعمال سے اگر کسی شخص کو نشہ طاری ہو گیا اور حالت نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

۵- کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور حرام چیز کا استعمال اپنی رضامندی سے جان

بوجھ کر کیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا لیکن وہ نشہ کی ابتدائی حالت میں ہے جس میں ایک قسم کا سرور طاری ہوتا ہے البتہ ہوش وحواس برقرار رہتے ہیں اور انسان بات سمجھتا ہے۔ اسی حالت میں وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہوگی۔

۶- اور اگر اس حالت میں اس کو شدید نشہ طاری ہو گیا، جس کی وجہ سے ہوش وحواس برقرار نہ رہا، بالکل بے ہوش وحواس کھو بیٹھا، اور اس حالت میں اس نے الفاظ طلاق استعمال کئے تو اس کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس سلسلہ میں شرکاء سمینار دورائے رکھتے ہیں:

(الف) اکثر شرکاء سمینار اس طلاق کو واقع نہیں مانتے، ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

- | | |
|---|---|
| ۱- مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب | ۲- مولانا سید نظام الدین صاحب (امیر شریعت بہار و اڑیسہ) |
| ۳- مولانا یعقوب اسماعیل منشی صاحب | ۴- قاضی عبدالجلیل صاحب (قاضی امارت شریعہ) |
| ۵- مولانا عمید اللہ اسعدی صاحب | ۶- مولانا متقی احمد قاسمی صاحب (قاضی بکنو) |
| ۷- مولانا ابو العاصم وحیدی صاحب | ۸- مفتی جنید عالم ندوی صاحب (مفتی امارت شریعہ بہار و اڑیسہ) |
| ۹- مولانا محمد سلمان حسینی ندوی صاحب | ۱۰- مولانا خلیل الرحمن سجاد نعمانی صاحب |
| ۱۱- مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب | ۱۲- مفتی جمیل احمد ندیری صاحب |
| ۱۳- مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب | ۱۴- مولانا صباح الدین ملک قاسمی صاحب |
| ۱۵- مفتی نسیم احمد قاسمی صاحب | ۱۶- مولانا خورشید احمد قاسمی صاحب |
| ۱۷- مولانا شفیق احمد مظاہری صاحب (ہردوان) | ۱۸- مولانا مبارک حسین ندوی صاحب (نیپال) |
| ۱۹- مولانا خورشید انور اعظمی صاحب | ۲۰- مولانا اعجاز احمد قاسمی صاحب |
| ۲۱- مولانا قاری ظفر الاسلام صاحب | ۲۲- مولانا راشد حسین ندوی صاحب |
| ۲۳- مولانا ریاض احمد سلفی صاحب | ۲۴- مولانا اسرار الحق سہیلی صاحب |

(ب) درج ذیل حضرات طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں:

- | | |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| ۱- مولانا برہان الدین سنہیلی صاحب | ۲- مفتی عبدالرحمن صاحب (دہلی) |
| ۳- مفتی محبوب علی وجیبی صاحب | ۴- مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب |

- | | |
|---|-------------------------------------|
| ۶- مولانا محفوظ الرحمن شاہین جمالی صاحب | ۵- مولانا الو سفیان مفتاحی صاحب |
| ۸- مولانا ابو جندل صاحب | ۷- مولانا ابو بکر قاسمی صاحب |
| ۱۰- مولانا تنویر عالم قاسمی صاحب | ۹- مولانا اختر امام عادل صاحب |
| ۱۲- مفتی سعید الرحمن صاحب ممبئی | ۱۱- مولانا عبداللطیف پالنپوری صاحب |
| ۱۳- مولانا عبداللہ مظاہری صاحب بہشتی | ۱۳- مولانا عبدالقیوم صاحب |
| ۱۶- مولانا نذیر احمد کشمیری صاحب | ۱۵- قاضی کامل صاحب |
| ۱۸- مولانا جمال الدین صاحب | ۱۷- مولانا احمد یولوی صاحب |
| ۲۰- مولانا ابراہیم خاں ندوی صاحب | ۱۹- مولانا محمد حمزہ گورکھپوری صاحب |



تلخیص مقالات:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

مفتی احمد نادر القاسمی ☆

تلخیص کے وقت ۶۸ مقالات راقم کے پاس موجود ہیں، ان تمام مقالات کا خلاصہ، مقالہ نگار کی آراء اور ان کے دلائل ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں، ”طلاق سکران“ سے متعلق اکیڈمی کی جانب سے جو سوال نامہ جاری کیا گیا ہے، اس میں دو سوالات ہیں:

(۱) ہندوستانی معاشرہ کی بدحالی، اور نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کے وقوع کے نتیجہ میں معصوم بچوں اور مطلقہ کی واقع دشواری، اس مسئلہ کے دور صحابہ ہی سے اختلافی ہونے یا اس کے مجتہد فیہ ہونے، نیز اس طلاق کے تعویر یا واقع کئے جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس پر اتفاق اور عدم اتفاق تفصیل چاہی گئی ہے یا اس طور کہ کیا معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی تفصیلات سے آپ متفق ہیں؟

اس کے جواب میں تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات نے سوال نامہ میں درج جملہ تفصیلات اور حالات سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے، البتہ مولانا راشد حسین ندوی نے طلاق سکران کی تعداد اور سوال نامہ میں مذکور اس کی شرح سے اختلاف کیا ہے اور مولانا عطاء اللہ قاسمی نے اس کو طلاق بے جا قرار دیا ہے، گویا ان کے نزدیک زیادہ تر طلاقیں بے جا ہوتی ہیں کہ نشہ کی وجہ سے۔

جناب مولانا ابوسفیان مفتاحی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا عطاء الرحمن مدنی، مولانا محمد مصطفیٰ آواپوری اور مولانا محمد برہان الدین سنہلی صاحبان نے سوال نمبر (۱) کی تفصیلات کو محل نظر اور پورے طور پر اتفاق نہ کئے جانے کی بات کہی ہے ان میں سے بعض حضرات نے اپنے اپنے یہاں آنے والے استفتاء اور سوالات کا حوالہ بھی دیا ہے، جن استفتاءات میں طلاق کے دوسرے طریقوں کے بارے میں زیادہ تر سوالات کئے گئے ہیں۔ نشہ کی حالت میں دیئے گئے طلاق کی فیصد بہت کم ہے اور تقریباً تمام ہی مقالہ نگار نے اپنے اپنے طور پر نظریاتی دلیلیں پیش کی ہیں، بخوف طوالت احتراز کیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرے سوال میں دریافت کیا گیا ہے کہ مدارج احکام اور مقاصد شرع کی رعایت کرتے ہوئے نشہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق کو جب کہ شوہر ہوش و خرد سے محروم ہوتا ہے آج کے حالات میں غیر نافذ قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد (معمدنی المذہب)، امام زفر، ابو جعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کی رائے پر طلاق سکران عدم وقوع کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں علماء کے پانچ نقاط نظر ہیں: (۱) طلاق واقع نہیں ہوگی، (۲) واقع ہوگی اور امام کرخی و طحاوی کا قول (مفتی بہ اور معمول بہ) نہیں بنایا جاسکتا، (۳) عقل و خرد باقی نہ رہے تو واقع نہ ہوگی ورنہ واقع ہوگی، (۴) قول عدم وقوع پر موجودہ حالات میں فتویٰ دیا جاسکتا ہے، (۵) دار الحرب اور دار الاسلام کا فرق کرتے ہوئے حکم میں بھی فرق کیا جائے گا۔

ان تمام نقاطہائے نظر کی تفصیل مع اولہ اس طرح ہیں:

الف - پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ سکران کی طلاق خواہ نشہ کم ہو یا زیادہ، ہوش و خرد برقرار ہو یا نہ ہو یا وہ جو کچھ اپنی زبان سے کہہ رہا ہے وہ سمجھ بھی رہا ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ، اس طرح کی جزوی تفصیلات میں جائے بغیر اس نقطہ نظر کے حاملین مقالہ نگار نے طلاق کے عدم وقوع کو راجح اور اقرب الی الدلیل قرار دیا ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا جمیل احمد سلفی، مولانا عطاء الرحمن

مدنی، مولانا عبداللہ جوہم، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا عبدالستار مدنی، مولانا اسجد جمال قاسمی، صباح الدین ملک، ریاض احمد سلفی اور مفتی جمیل احمد ندیری، مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا عبد القیوم القاسمی (احمد آباد) کے نام شامل ہیں۔

تقریباً جملہ حضرات نے مندرجہ ذیل روایات واحادیث اور آثار و آیات سے استدلال کیا ہے:

- ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء: ۴۳]۔

- ارشاد نبوی ہے: (إنما الأعمال بالنيات) [آخرجہ بخاری]۔

- ارشاد نبوی ہے: قال حمزہؓ وهو سکران لرسول الله ﷺ "هل أنتم إلا

عبید لأبی" [بخاری فی المغازی باب شہود الملائکة بدر أو کتاب الطلاق فی الاطلاق والمکره]۔

- عن ماعز بن مالک لما جاء إلى النبي ﷺ وأقر أنه زنی، أمر النبي

ﷺ أن يستنكھوه ليعلموا هل هو سکران أم لا؟ فی رواية: فحرف النبي ﷺ

أنه قد ثمل، فخرج وخرجنا معه۔

- قال عثمان: حبس لمجنون ولا لسکران طلاق [طلاق]۔

- وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکره ليس بجائز [حواله

سابق]۔

- رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستیظ، وعن الصبي حتى

يحتلم، وعن المجنون حتى یعقل [ابوداؤد کتاب الحدود]۔

- عن عائشة قال رسول الله ﷺ: أدروا الحدود عن المسلمین ما

استطعتم فإن كان له مخرج فخلوا سبيله فإن الإمام أن یخطی فی العقوبة۔

- روي عن علي أنه قال: "كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه" قيل له:

”السكران معتوه بسكره كالمجنون معتوه بالجنون والوسوسة معتوه بالوسوسة [مختصر اختلاف العلماء ۱/۳۳۱-۳۳۲]۔

ان دلائل کے علاوہ عدم وقوع کے قائلین نے فقہاء اور محدثین کی عبارات بھی تائیداً پیش کی ہیں، چند عبارتیں بطور نمونہ ذیل میں درج ہیں:

☆ واختاره الطحاوي واحتج بأنعم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسكران معتوه بسكره [فتح الباری ۹/۳۸۹]۔

☆ والقياس الصحيح المحض على زائل العقل بدواء أو بنبح أو مسكر هو معذور بمقتضى قواعد الشريعة، فإن السكران لا قصد فهو أولى بعدم المواخذة من اللاعن [إعلام الموقعين ۳/۳۹۳]۔

☆ أن عقله زائل والعقل من شرائط أهلية التصرف ولهذا لا يقع طلاق المجنون والصبي الذي لا يعقل والذي زال عقله بالنبح والدواء كذا هذا والدليل عليه أنه لا تصح رده فلان لا يصح طلاقه أولى [بدائع الصنائع ۳/۹۹۳]۔

☆ أن غفلته عن نفسه فوق غفلة النائم فإن النائم ينتبه إذا نبه والسكران لا ينتبه ثم طلاق النائم لا يقع فطلاق السكران أولى [المبسوط ۶/۱۷۶]۔

☆ وهو من أقوى أدلة من لم يواخذ السكران بما يقع منه في حال سكره من طلاق وغيره [فتح الباری ۹/۳۸۸]۔

(دلائل کی مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مقالات مفتی سید اسرار الحق سمبلی، مولانا عبدالستار مدنی، مولانا عبداللہ جو لم اور مولانا خورشید احمد اعظمی۔

ب۔ دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، اس نقطہ نظر کے حاملین نے اسے جمہور کا مسلک قرار دیا ہے، اس کے علاوہ عدم وقوع کے قول پر فتویٰ کی وجہ سے معاشرہ میں بہت سی غیر اسلامی خرابیاں، طلاق کے بے جا استعمال اور شریعت کا مذاق،

شراب نوشی کی کثرت وغیرہ چیزیں سامنے آسکنے کے خطرات کے خدشات ظاہر کئے ہیں۔ مصالِح کا تقاضہ یہ ہے کہ اس حکم کو علیٰ حالہ باقی رہنے دیا جائے ان میں مندرجہ ذیل حضرات علماء ہیں:

مولانا محمد اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد ارشاد قاسمی، مولانا محمد صادق، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا ابوالحسن مائلی والا، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا مصطفیٰ آواپوری، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد برہان الدین سنہلی، مولانا اختر امام عادل، مفتی محبوب علی وجیبی، مولانا تنویر عالم قاسمی وغیرہ صاحبان، البتہ مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب نے سماج کی اصلاح، شراب نوشی کی روک تھام کے پیش نظر حرام اشیاء کے استعمال کے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو ہر قیمت پر واقع مانا ہے اور مولانا ابوسفیان مفتاحی کے نزدیک طلاق کے عدم نفاذ سے تلاعب بالمدین کا راستہ کھلے گا، اور مولانا محی الدین بڑودہ کے خیال میں مباح اشیاء یا زبردستی شراب پلایا گیا اور نشہ آگیا اور طلاق دی تو نہیں پڑے گی باقی تمام صورتوں میں طلاق پڑ جائے گی۔

ان حضرات نے مندرجہ ذیل ادلہ شرعیہ سے استدلال کیا ہے:

- الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح [بقرہ: ۲۲۹]۔
- فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره [بقرہ:]۔
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ [النساء: ۴۳]۔
- كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله [ترمذی]۔
- روى أبو وبرة الكلبي قال: أرسلني خالد إلى عمر فأتيته في المسجد، ومعه عثمان، وعلي وعبد الرحمن وطلحة والزبير فقلت: إن خالداً يقول: إن الناس انهمكوا في الخمر وتحافروا العقوبة فقال عمر: هؤلاء عندك فسلمهم، فقال علي: نراه إذا سكر هذي، وإذا هذي افتري وعلي المفترى عمانون، فقال عمر: أبلغ صاحبك ما قال [المنذرى: ۲۸۹/۷]۔
- ثلث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرخصة [أبو داود

۲۵۹/۲، ترمذی ۲۲۵/۱: دیوبند]۔

- عن صفوان بن غزوان الطائي أن رجلاً كان نانماً فقامت امرأته، فأخذت سكيناً وجلست على صدره فوضعت السكين على حلقه، لتطلق ثلاثاً، أولاً ذبحتك فناشذها الله فأبقت فطلاقها ثلاثاً ثم أتى النبي ﷺ فذكر له ذلك، فقال لا قيلولة في الطلاق [الحكم لابن حزم ۵۳۵/۲، نصب الرأية للريعي ۲۲۲/۳]۔

- أن رجلاً من أهل عثمان تملأ من الشراب فطلق امرأته ثلاثاً فشهد عليه أربع نسوة، فكتب إلى عمر بذلك فأجاز شهادة النسوة وأثبت عليه الطلاق [المؤطا للإمام محمد ۱۰۹/۳، المجموع شرح المذهب ۶۳/۱۷] وفي رواية: ففرق عمر بينها [الحكم ۶۳۶/۱۱]۔

- ولأن عقله زال بسبب هو معصية فينزل قائماً عقوبة عليه وزجرأ له عن ارتكاب المعصية [بدائع الصنائع ۹۹/۳]۔

ج- تیسرا نقطہ نظریہ ہے کہ نشہ کی وجہ سے عقل و خرد اور ہوش و ہواس بالکل کھودے تو سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبد اللہ عباس ندوی، مفتی عزیز الرحمن مدنی، مولانا محمد قاسم مولانا خورشید انور اعظمی وغیرہم کے نام شامل ہیں، ان حضرات نے سکر کی لغوی تشریح اور نشہ کی وہ حد جس میں عقل زائل ہو جاتی ہے اور جو کچھ فقہاء و محققین نے اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے رائے دی ہے، مثلاً:

☆ وحد السكر الذي يقعه الخلاف في صاحبه هو الذي يجعله بخلط في كلامه ولا يعرف رداءه من رداء غيره ونعله من نعل غيره ونحوه [المنى ۳۳۸/۰۱]۔

☆ السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض [رد المحتار

- [۳۵۹/۲]

☆ السبب في اختلافهم هل حكمه حكم المجنون أم بينهما فرق؟
 فمن قال هو والمجنون سواء إذ كان كلاهما فاقدا للعقل ومن شرط التكليف العقل، قال لا يقع ومن قال الفرق بينهما أن السكران أدخل الفساد على عقله بإرادته والمجنون بخلاف ذلك، ألزم السكران الطلاق وذلك من باب التغليظ عليه [بداية المجتهد ۲/۶۲]۔

☆ السكران عقله معه إلا أنه يغلب عليه السرور فيمنعه من استعمال عقله وذلك لا يخرج من أن يكون عاقلاً [الشرح الكبير ۳/۲۱۵]۔

☆ والعجب ما صرح به في بعض العبارات من أن معه من العقل ما يقوم به التكليف إذ لا شك أن على هذا التقدير لا يتجه لأحد أن يقول لا يصح تصرفاته [فتح القدير ۳/۳]۔

☆ وإن كان معه من العقل ما يقوم به التكليف فهو كالصاحي [المحرر الرائق ۳/۲۶۶]۔

☆ ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجحة۔ [ترمذی والبوداؤد]۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: مقالہ مولانا عبداللہ عباس ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی۔

۱۔ چوتھا نقطہ نظریہ ہے کہ ہندوستان جو دار الحرب ہے یہاں شراب پر کوئی پابندی نہیں ہے، یہاں کی گورنمنٹ ایک طرف کہتی ہے کہ شراب مت پیو دوسری طرف ٹیلی ویژن وغیرہ پر شراب کے اشتہارات اور طرح طرح سے لوگوں کو شراب کی طرف مائل کرنے کے طریقے زوروں پر ہیں، اس لئے اس مسئلہ کو دارالاسلام اور دار الحرب کے آئینہ میں دیکھا جانا چاہئے اور اسلامی ممالک میں تو سکران کی طلاق کے وقوع کا ہی نفاذ ہونا چاہئے، البتہ دار الحرب میں اس کی

گنجائش ہونی چاہئے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو۔ اس رائے کے حاملین میں مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا محمد شمیم اختر قاسمی، مولانا منصور عالم قاسمی، اور مولانا محمد سہیل اختر قاسمی ہیں۔ ان حضرات نے اس کی تائید میں ان مسائل کا سہارا لیا ہے جن میں ماضی کے فقہاء نے دارالاسلام اور دارالکفر کے فرق کو وہاں کے سیاسی اور معاشی حالات کی بنیاد پر ملحوظ رکھتے ہوئے حکم شرعی مستنبط کیا ہے۔

۵- پانچویں اور آخری رائے یہ ہے کہ کتب فقہ وحدیث میں جہاں کہیں طلاق سکران کا تذکرہ ہے وہاں زیادہ تر ایسے مقامات ہیں جن میں شوہر کی تعزیر اور زجر و توبخ کے پیش نظر وقوع طلاق کا فتویٰ اور فیصلہ کیا گیا ہے، مگر آج کے حالات میں اور بالخصوص برصغیر ہندوپاک وغیرہ کے پس منظر میں طلاق کی وجہ سے شوہر کو تنبیہ اور زجر ہونے کے بجائے بیوی بچے بے گھر ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا جائے اور وہ ائمہ جو اس کے عدم وقوع کے قائل ہیں، اور وہ قول بھی چونکہ ہنی بردلائل شرعیہ ہے، اس لئے اس قول پر فتویٰ دیا جائے، اس رائے کے حاملین علماء وفقہاء ہیں، حضرت مفتی سید نظام الدین، مولانا سعید الاعظمی، مفتی عبدالرحیم، مولانا ریاض احمد سلفی، ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی نسیم احمد قاسمی، مولانا محمد یعقوب قاسمی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مفتی وسیم احمد القاسمی، مولانا عبدالقیوم پالپوری، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد عزیز اختر قاسمی، حکیم ظل الرحمن، مولانا فرحت افتخار القاسمی، مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا نعیم اختر القاسمی، مولانا محمد نور القاسمی، مولانا شفیق الرحمن ندوی، مولانا محمد ابراہیم خاں ندوی، مولانا محمد یوسف ندوی، مولانا عبدالرشید القاسمی اور مولانا ریاض الدین القاسمی وغیرہم صاحبان ہیں، نیز وہ حضرات جو طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل ہیں ان حضرات نے فریقین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ترجیحی طور پر مندرجہ ذیل نصوص و قواعد پیش کئے ہیں:

(۱) قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (سورہ زمر: ۷، انعام: ۱۶۳)۔

(۲) قاعدہ فقہیہ: لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان اور بتغیر الفتویٰ

بتغیر الزمان۔

(۳) الضرر یزال۔

(۴) یتحمل ضرر الأخف یدفع ضرر الأشد۔

(۵) یہ مسئلہ عہد صحابہ سے ہی اختلافی اور مجتہد فیہ رہا ہے، اور اختلاف کے وقت

حالات کے پیش نظر کسی بھی فقیہ کے قول کو اختیار کیا جاسکتا ہے جو 'اقرب الی مقاصد الشریعہ' ہو۔

(۶) فقہی عبارت سے معلوم ہوتا ہے امام کرخی اور طحاوی کا قول ماضی میں بھی مفتی بہ

رہا ہے، چنانچہ تاتارخانیہ میں ہے:

وكان الشيخ أبو الحسن الكرخي يختار أنه لا يقع شيء وهو قول

الطحاوي وأحد قول الشافعي وفي التفرید الفتویٰ علیہ [التاوی التارخانیہ]۔

وفي الهدایة: وطلاق السکران واختیار الكرخي والطحاوي أنه لا

یقع وهو أحد الشافعي لأن صحة العقد بالعقل وهو زائل العقل فصار كزواله

بالنہج والدواء [الهدایة للفرغینانی ۳۵۸/۲]۔

(دلائل کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: مقالات حضرت مولانا سید نظام الدین

صاحب، مفتی نسیم احمد قاسمی، مولانا فرحت افتخار قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی)

علاوہ ازیں مولانا عبد الجلیل قاسمی اور مفتی عزیز الرحمن صاحبان کی رائے یہ ہے کہ اگر

ایسا شخص جو اپنے بچے اور بیوی کو وقت پر نفقہ نہ دیتا ہو، اس پر ظلم روا رکھتا ہو، اور وہ شراب پی لے،

یا اسے شراب پلا دیا جائے اور نشہ میں اگر بیوی کو طلاق دیدے تو اس کی طلاق مانی جائے گی

اور نافذ ہوگی بشرطیکہ اس کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ نہ کیا گیا ہو اور اگر شوہر شریف اور بھلا ہو، بیوی

بچے کے واجب حقوق ادا کرتا ہو اور اس نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس کی طلاق نہ

مانی جائے۔ جبکہ مولانا ظفر الاسلام صاحب کہتے ہیں کہ طلاق سکران کے متعلق بجائے اس کے کہ عدم وقوع کے فتویٰ کی عام اجازت دی جائے، اسے قاضی کی طرف محول کرنا چاہئے تاکہ قاضی حالات کی پوری چھان بین کے بعد جو صورت حال سامنے ہو اس کے مطابق فیصلہ کرے اور کسی قسم کا کوئی معاشرتی اندیشہ بھی نہ ہو۔



عرض مسئلہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

مولانا بدر احمد مجیب ندوی ☆

اسلام نے جس طرح خانگی زندگی گزارنے کے لئے نکاح کو مشروع کیا ہے اور زوجین کے درمیان ہم آہنگی اور میل محبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح جب شوہر و بیوی کے درمیان شدید اختلاف کی صورت ہو اور دونوں میں نباہ مشکل نظر آتا ہو تو ایسے ناگزیر حالات میں طلاق کو بھی مشروع کیا ہے تاکہ دونوں اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹکارا پا کر اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ بہت سوچ سمجھ کر، پورے غور و فکر کے بعد ایسے حالات میں اس کا اقدام کیا جائے جب اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار باقی نہ رہے۔

یہ عجیب المیہ ہے کہ طلاق جیسی چیز جس کا استعمال انتہائی نامساعد حالات میں کرنا چاہئے اس کو لوگوں نے بازوچھٹا اطفال بنا کر رکھ دیا ہے، تھوڑی سی رنجش پر طلاق دیدینا عوام خصوصاً غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں عام مسئلہ بن چکا ہے۔ خصوصاً نشہ کی حالت میں بغیر سوچے سمجھے طلاق دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ بعد میں کیسی پریشانی اور دقت کا سامنا کرنا پڑے گا اس کا اس وقت اندازہ نہیں ہوتا ایسے حالات کے پیش نظر فقہ اکیڈمی نے طلاق سکران کو اپنے سمینار کا ایک موضوع قرار دیا ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کا فقہاء اسلام کے نزدیک کیا حکم ہے اور ہندوستان جیسے حالات میں ایسی طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

سکر کی تعریف

اصطلاح شرع میں سکر ایسی غفلت کا نام ہے جو سرور کے غلبہ سے عقل پر طاری ہو جاتی ہے، اور یہ حالت غفلت کو لانے والے ماکولات یا مشروبات کے استعمال سے ہوتی ہے (التعریفات للبحر جانی، ص، ۸۶)۔

عقل پر سرور کے کس حد تک غلبہ کو سکر یا نشہ سے تعبیر کیا جائے گا اس کی تحدید میں فقہاء کرام کے دو قول ملتے ہیں:

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ نشہ اتنا زیادہ ہو کہ وہ شخص زمین و آسمان میں تمیز نہ کر سکے، یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے (فتح القدیر، ۳۴۵/۳)۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ انسان کی عقل پر نشہ کا اتنا غلبہ ہو کہ اس کا کلام غیر مربوط ہو جائے اور وہ ہذیان بکنے لگے، یہ حضرات صاحبین اور امام شافعی سے منقول ہے (رد المحتار، ۳۵۹/۲)۔

علامہ ابن نجیم مصری نے ان دونوں اقوال میں سے امام صاحب کے قول کو ترجیح دی ہے (البحر الرائق ۳۳۷/۲۳)، لیکن علامہ ابن ہمام نے ”تحریر“ میں اس پر بحث کی ہے، حدود میں امام صاحب کی پیش کردہ سکران کی تعریف کو اور دوسرے مسائل میں صاحبین کی تعریف کو مختار قرار دیا ہے۔ علامہ شامی نے بھی صاحبین کے قول کو ہی مشائخ کا مختار بتایا ہے اور ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی قول ہے۔

”وما ل أكثر المشائخ إلى قولهما وهو قول الأئمة الثلاثة واختاره للفتوى لأنه المتعارف“ (رد المحتار ۳۵۹/۲، تقریر و التجیر شرح التحریر ۱۹۳/۲)۔

سکران کی طلاق

اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے، یہ ایسا

مسئلہ ہے جس میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ بعض صحابہ کرام طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے اور بعض عدم وقوع کے قائل۔ صحابہ میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض روایات ملتی ہیں کہ انہوں نے سکران کی طلاق کو نافذ قرار دیا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ: ۷۵/۴)، اسی طرح حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے (مرقاہ شرح مشکا: ۶: ۲۸۹/۶)، دوسری طرف حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ وہ سکران کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل تھے (الجامع للإمام البخاری ۲/۷۳)۔

تابعین کے عہد میں بھی دونوں قول کے قائلین نظر آتے ہیں اور دونوں طرف کثیر جماعت ہے۔ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تابعین میں درج ذیل حضرات ہیں:

سعید بن المسیب، حسن بصری، زہری، محمد بن سیرین، مجاہد، سالم بن عبد اللہ، نافع، سلیمان بن یسار، کحول، قتادہ، میمون بن مہران وغیرہ۔

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل درج ذیل حضرات تابعین ہیں:

عمر بن عبد العزیز، عترمہ، قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعہ الرای، ابوالششاء، شععی، عطاء بن ابی رباح وغیرہ، حضرات مجتہدین میں سے ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اگر مباح چیز کے استعمال سے نشہ ہوا ہے اور اسی نشہ میں طلاق دیدی ہے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر حرام چیز کے استعمال سے نشہ ہوا ہے اور اس نشہ میں طلاق دی ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جائیگی، اس قول کے قائل ہیں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ، دوسری جماعت طلاق سکران کے مطلقاً واقع نہ ہونے کے قائل ہے، ان میں امام لیث بن سعد، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام زفر، امام ابو ثور وغیرہ ہیں، بعد کے فقہاء میں احناف میں سے امام طحاوی، امام کرخی، فقیر محمد بن سلمہ، شوافع میں سے امام مزنی (المجموع شرح

المہذب ۱۷/۶۲)، مالکیہ میں سے محمد بن عبدالحکیم (عقد الجواہر الشیخہ لابن شاش ۱۶۱/۲)، اسی طرح ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی عدم وقوع کے قائل ہیں۔

طلاق سکران کے سلسلہ میں حضرات صحابہ و تابعین، حضرات مجتہدین امت اور فقہاء کرام کے اقوال کا یہ ایک مختصر جائزہ تھا، فقہ اکیڈمی کے سوالنامہ کے جواب میں اب تک جو مقالات اور رائے موصول ہوئے ان کی تعداد ۷۲ ہے ان میں سے ۴۵ مفتیان کرام اور حضرات علماء کے مقالے یا رائے طلاق سکران کے عدم وقوع کے ہیں ۱۷ مقالات یا رائے طلاق سکران کے وقوع کے ہیں، ۸ مقالہ نگار حضرات نے کچھ تفصیل سے کام لیا ہے اور دروائے ایسی تھی جس میں صاحب رائے کا نام نہیں پڑھا جاسکا یا ان کی رائے واضح نہیں تھی، پہلے ان مفتیان کرام اور حضرات علماء کے نام پیش کر دیئے جاتے ہیں، اس کے بعد ان کے دلائل پیش کئے جائیں گے، حرام چیز کے نشے میں دی گئی طلاق کے وقوع کے قائل درج ذیل حضرات ہیں:

۱	مولانا محمد برہان الدین سنہلی	۲	مولانا ابوالحسن علی ماٹلی والا گجرات
۳	مولانا مفتی محبوب علی وجیہی	۴	مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی
۵	مولانا ابوسفیان مفتاحی	۶	مولانا مفتی محی الدی بڑودوی
۷	مولانا مفتی انور علی اعظمی	۸	مولانا اختر امام عادل
۹	مولانا مصطفیٰ قاسمی	۱۰	مولانا عبداللطیف پالنپوری
۱۱	مولانا محمد ارشاد قاسمی	۱۲	مولانا عطاء اللہ قاسمی
۱۳	مولانا تنویر عالم قاسمی	۱۴	مولانا محمد صادق مبارکپوری
۱۵	مولانا جنید قاسمی	۱۶	مولانا سراج الدین قاسمی
۱۷	مولانا محمد اقبال قاسمی		

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل درج ذیل حضرات ہیں، جن کی کل تعداد ۴۵

ہے:

- | | | | |
|----|------------------------------------|----|-------------------------------------|
| ۱ | مولانا مفتی نظام الدین صاحب دیوبند | ۲ | مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی |
| ۳ | مولانا شفیق الرحمن ندوی | ۴ | مولانا زبیر احمد قاسمی |
| ۵ | شیخ صدیق محمد امین الضریح | ۶ | مولانا محمد قاسم مظفر پوری سپول |
| ۷ | مولانا مفتی جمیل احمد ندیری | ۸ | مولانا سلطان احمد اصلاحی |
| ۹ | ڈاکٹر عبداللہ جو لم | ۱۰ | مولانا نسیم احمد قاسمی |
| ۱۱ | مولانا مبارک حسین ندوی | ۱۲ | ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی |
| ۱۳ | مولانا عبدالرشید قاسمی | ۱۴ | مولانا عبدالستار مدنی |
| ۱۵ | مولانا ظفر عالم ندوی | ۱۶ | مولانا محمد یوسف ندوی |
| ۱۷ | مولانا خورشید احمد اعظمی | ۱۸ | مفتی نوشاد عالم ندوی سہارنپور |
| ۱۹ | مولانا عبدالرحیم قاسمی | ۲۰ | مولانا عبدالقیوم قاسمی احمد آباد |
| ۲۱ | مولانا عطاء الرحمن مدنی | ۲۲ | مولانا محمد اسجد جمال قاسمی |
| ۲۳ | مولانا ریاض احمد سلفی | ۲۴ | مولانا محمد نور قاسمی |
| ۲۵ | مولانا راشد حسین ندوی | ۲۶ | مولانا جمیل احمد سلفی |
| ۲۷ | مولانا سید قدرت اللہ باقوی | ۲۸ | مولانا نعیم اختر سیبلی |
| ۲۹ | مولانا یعقوب قاسمی | ۳۰ | مولانا صباح الدین قاسمی |
| ۳۱ | مولانا سید اسرار الحق سیبلی | ۳۲ | مولانا فرحت افتخار قاسمی |
| ۳۳ | مفتی وسیع احمد قاسمی گورکھپور | ۳۴ | مولانا محمد ابرار خاں ندوی |
| ۳۵ | احقر بدر احمد نجیبی | ۳۶ | مولانا نوشاد عالم ندوی لکھنؤ |
| ۳۷ | مولانا اطہر جاوید ندوی | ۳۸ | مولانا ریاض الدین قاسمی |
| ۳۹ | مولانا امتیاز احمد قاسمی | ۴۰ | مولانا نظیر الباری ندوی |

۴۱	مولانا سہیل اختر قاسمی	۴۲	مولانا منصور عالم قاسمی
۴۳	مولانا شمیم اختر قاسمی	۴۴	مولانا منصور احمد قاسمی
۴۵	مولانا نعمان اختر قاسمی		

جن حضرات نے تفصیل سے کام لیا ہے اور اپنی جداگانہ رائے پیش کی ہے، ان کے

نام یہ ہیں:

۱	مولانا عبداللہ عباس ندوی	۲	مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی
۳	مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی	۴	مولانا مفتی جنید عالم قاسمی ندوی
۵	مولانا خورشید انور اعظمی	۶	مولانا مفتی عزیز الرحمن مدنی
۷	مولانا عزیز اختر قاسمی	۸	مولانا عبدالقیوم پالنپوری

تاکلین وقوع طلاق کے دلائل

طلاق سکران کے وقوع کے قائل حضرات کے دلائل یہ ہیں:

(۱) آیت قرآنی: ”الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح

باحسان“ إلى قوله تعالى ”فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره“ (سورۃ بقرہ

- (۲۳۰، ۲۲۹)

یہ آیت عام ہے اس میں تمام طرح کے طلاق دینے والے شامل ہیں، ان کی طلاق

واقع ہو جائے گی، اس میں سے بعض افراد احادیث کے ذریعہ خاص کیے گئے ہیں وہ اس حکم سے

خارج ہیں، ان کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ احادیث یہ ہیں:

”عن علي قال: كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ (الجامع الصحیح للبخاری

(۷۹۳/۲)

حدیث: ”رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ عن الصبي حتى

يبلى نس المعتوه حتى يعقل“ (رواه الترمذی و ابوداؤد، مشکاة ۲۸۴/۱)۔

اس حدیث کی رو سے نائم، مجنون اور صبی اس حکم سے خارج ہو جاتے ہیں، ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ان کے علاوہ سب کی طلاق واقع ہوگی اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہو جائیگی۔

(۲) صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آثار، یہ حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن ابی لبید أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة النسوة (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۷۴)۔

(۳) سکران مکلف ہے کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وہ قذف کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی، کسی کو قتل یا زخمی کرے گا تو قصاص لیا جائے گا، چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جب کہ غیر مکلف پر حدود جاری نہیں ہوتے اور جب وہ مکلف ہے تو مکلف کی طلاق واقع ہوتی ہے اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

(۴) وہ شرائع کا مخاطب ہے، کیونکہ سکر کی حالت میں بھی اس پر نماز و روزہ وغیرہ فرض ہیں، نشہ اترنے کے بعد وہ نمازیں پوری کرے گا۔

(۵) معذور فی الواقع وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس عذر کے معاملہ میں معذور اور مضبوط ہو، معتوہ اور مجنون کا عذر اسی نوعیت کا ہے خود ان کا پیدا کردہ عذر نہیں ہے، جب کہ سکران اپنے طور پر سمجھ بوجھ کر نشہ کا استعمال کرتا ہے جو اس کے لئے ممنوع ہے اور پھر اپنی عقل سے بیگانہ ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو واقعی میں معذور کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۶) سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس نے اپنی مرضی سے بلا ضرورت شراب پی کر معصیت کا کام کیا ہے جس سے اس کو نشہ آ گیا ہے۔ اس لئے اس کی عقل کے زوال کا شرعاً اعتبار نہیں کیا گیا ہے، بطور سزا اس کو قائم العقل کے مثل قرار دیا گیا ہے جب وہ قائم العقل کے مثل ہے تو اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔

پہلی دلیل میں آیت قرآنی کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے

کہ اس کو عام ماننے کی صورت میں مباح چیز کے نشہ میں دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے۔ اسی طرح اگرہا یا اضطراب کی صورت میں نشہ آجانے پر دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے، جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری دلیل میں بعض صحابہ کرام حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کے وقوع کے قول سے استدلال کیا گیا ہے اس پر یہ اشکال ہے کہ بعض دوسرے صحابہ کرام عدم وقوع کے بھی قائل تھے۔ بقیہ دلائل قیاس سے متعلق ہیں: (۱) سکران کو حد و دو قصاص میں مکلف بنایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو اس کی ارتداد بھی درست ہونی چاہئے، جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

(۲) سکران کو شراہ کا مخاطب بنایا گیا ہے، افاقہ کے بعد اس کو نماز و روزہ ادا کرنا ہے، اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ تو نام پر بھی لازم ہے وہ نیند سے بیداری کے بعد فرائض ادا کرے گا، لیکن نیند میں اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۳) سکران کی عقل کا زوال معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے اس کو بطور سزا قائم العقل قرار دیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ اس زجر کی کیا ضرورت ہے، شریعت نے خود اس پر حد ضرر جاری کی ہے، پھر ایک اور سزا نافذ کرنا اس پر اضافہ ہے جو درست نہیں ہے، اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) ”یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکران حتی تعلموا

ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

اس آیت میں حالت سکر میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جب

اپنی کہی ہوئی بات سمجھنے لگو تب نماز پڑھو، یہ اس پر واضح دلیل ہے کہ سکران یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کے اندر فہم کی صلاحیت نہیں رہتی، ایسا شخص جو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مکلف کیسے ہو سکتا ہے، مکلف ہونے کے لئے عقل و فہم کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔

(۲) حضرت ماعز کی مشہور حدیث ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نشہ میں تو نہیں ہیں؟ کسی صحابی نے ان کے منہ کو سونگھ کر خبر دی کہ یہ نشہ میں نہیں ہیں تو ان پر حد جاری کی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ نشہ میں ہوتے تو ان کا اقرار معتبر نہیں ہوتا اور جب نشہ کا اقرار معتبر نہیں ہے تو نشہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اقرار اور طلاق دونوں کا تعلق اقوال سے ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”فسأل رسول الله ﷺ أبا جنون؟ فأخبر أنه ليس بمجنون، فقال: أشرب خمراً فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر، قال: فقال رسول الله ﷺ: أزينت؟ فقال: نعم فأمر به فرجم“ (الصحيح للإمام مسلم ۶/۲۱۲)۔

(۳) صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آثار، یہ حضرات سکران کی طلاق واقع نہیں مانتے تھے، صحیح بخاری میں تعلیقاً مروی ہے:

”وقال عثمان ليس لمجنون ولا لسكران طلاق وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“ (المجموع للإمام البخاری ۲/۷۹۳)۔

حضرت عثمانؓ کے اثر کو اس مسئلہ میں امام احمد سب سے قوی مانتے ہیں، مغنی میں ان کا قول منقول ہے:

”قال أحمد: حديث عثمان أرفع شيبى فيه وهو أصح من حديث علي“ (المغنی لابن قدامہ ۷/۱۱۵)۔

(۴) سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور مکلف ہونے کے لئے عقل شرط ہے، عقل نہ ہونے کی وجہ سے ہی صمی، مجنون، بیہوش اور نامم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، زائل العقل ہونے کی

وجہ سے ہی سکران کا ارتداد بھی درست نہیں ہے، اس لئے اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے، اسی لئے مباح چیز کے استعمال سے نشہ میں مبتلا ہونے والے کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی۔

(۵) معصیت کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم تبدیل نہیں ہوتا، مثلاً کسی نے قصداً اپنا پیر توڑ لیا ہے اور وہ قیام پر قادر نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا، اس سے قیام ساقط ہو جائے گا، اسی طرح کسی شخص نے خودکشی کی کوشش کی جس سے اس کی زندگی تونج گئی لیکن جنون طاری ہو گیا تو اس پر مجنون کا حکم جاری ہوگا اور وہ غیر مکلف قرار دیا جائے گا، اگر کسی نے چوری یا ڈاکہ زنی کی نیت سے سفر کیا تو اس کو سفر کی شرعی سہولت حاصل ہوگی، وہ نماز میں قصر کرے گا، اسی طرح سکران مفقود العقل ہوتا ہے، خواہ اس نے حرام طریقے سے نشہ کیا ہو، اس کا حکم بھی مفقود العقل لوگوں کی طرح ہونا چاہئے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

دلائل پر تبصرہ

آیت قرآنی سے استدلال پر اشکال یہ ہے کہ یہ آیت تحریم خمر سے قبل کی ہے اور یہ طلاق سکران کے واقع نہ ہونے پر صریح نہیں ہے، حدیث معاذ پر یہ اشکال ہے کہ اس میں بھی طلاق سکران کے واقع نہیں ہونے کی صراحت نہیں ہے، البتہ اس سے سکران کے اقرار کے معتبر نہ ہونے کا مفہوم نکلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آثار سے استدلال پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمرؓ و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آثار وقوع طلاق کے بارے میں بھی موجود ہیں، بقیہ دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں، ان کے بارے میں وقوع کے قائلین یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیاس کے اعتبار سے تو طلاق نہیں ہونی چاہئے لیکن سزا کے طور پر طلاق نافذ مانی جاتی ہے۔ دونوں فریق کے دلائل کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس قرآن سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی حدیث مرفوع صحیح جو اس باب

میں صریح ہو موجود نہیں ہے، جہاں تک صحابہ کرام کے آثار کا تعلق ہے تو دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر بھی کوئی نص نہیں تھی، یہ بھی اجتہاد و قیاس پر مبنی ہیں، اسی لئے اب مسئلہ قیاس پر آجاتا ہے، دونوں فریق قیاس سے کام لیتے ہیں۔

جن مفتیان کرام اور مقالہ نگار حضرات نے سکران کی طلاق کے حکم میں کچھ تفصیل سے

کام لیا ہے، ان کے نام کے ساتھ ان کی رائے درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی فرماتے ہیں کہ اگر نشہ کی حالت ابتداء سکر کی

ہے اور سرور کی حالت ہے تو ایسا شخص صاحی کے حکم میں ہوگا، اور اگر نشہ اتنا چڑھ گیا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے تو استحساناً اس کی ایک طلاق رجعی مانی جائے خواہ اس نے تغلیظ ہی کیوں نہ کر دی ہو، اور ہوش آنے کے بعد اس سے پوچھا جائے کہ آیا اس نے سمجھ بوجھ کر طلاق دی ہے یا نہیں، اگر اس وقت بھی مصر ہو تو تغلیظ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

(۲) مولانا مفتی ظفر الاسلام صاحب کا خیال ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، اس

لئے اس صورت میں دی گئی طلاق کو قاضی کی رائے پر محمول کرنا چاہئے تاکہ وہ دیکھے آیا اس کا سدھار اور اصلاح مستقبل میں ممکن ہے یا نہیں، اگر ممکن ہو تو عدم وقوع کا فیصلہ کرنا چاہئے ورنہ نہیں۔

(۳) قاضی عبدالجلیل قاسمی اور مفتی عزیز الرحمن صاحب کی رائے یہ ہے کہ جہاں شوہر

ظالم نہ ہو اور اہل و عیال کے حقوق ادا کرتا ہو اس نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیدی ہے تو اس کی طلاق واقع نہ کی جائے اور اگر شوہر نشہ کا عادی ہے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا ہے، ظالم و جابر ہے تو ایسے شخص کی طلاق واقع قرار دی جائے۔

(۵) مولانا عزیز اختر قاسمی کی رائے یہ ہے کہ مفتی تحقیق کر لے کہ شوہر واقعی نشہ میں تھا یا

نہیں، اگر تحقیق کے ساتھ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ حالت سکر میں تھا تو اس کی طلاق غیر نافذ اور کالعدم قرار دیں۔

(۶) مولانا عبدالقیوم پالنپوری کی رائے یہ ہے کہ اصل مذہب طلاق سکران کے وقوع کا ہے، ماضی قریب کے ہمارے اکابر علماء ہند میں سے کسی نے بھی طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ نہیں دیا ہے، مذہب غیر راجح پر فتویٰ دینے کی شرط ضرورت شدیدہ کا تحقق ہے جن علاقوں میں ضرورت شدیدہ کا تحقق ہو وہاں کے مفتیان کرام کے لئے جائز ہوگا کہ وہ عدم وقوع کا فتویٰ دیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ

ہم دلائل کے قوت و ضعف سے قطع نظر کر کے حالات حاضرہ کا جائزہ لیں کہ موجودہ حالات کے پیش نظر سکران کی طلاق کے بارے میں کیا فتویٰ ہونا چاہئے۔
جو فقہاء کرام طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں وہ اس کو شوہر کے لئے سزا کے طور پر نافذ کرتے ہیں کہ اس سے شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ آئندہ شراب نوشی سے پرہیز کرے گا۔ فقہاء کرام کے زمانہ کی حد تک تو یہ فیصلہ درست تھا کہ اس زمانہ کے ماحول کے اعتبار سے واقعی اس سے عبرت ہوتی تھی اور عورتوں کے لئے بھی زیادہ پریشانی نہیں تھی، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں عام طور سے ہو جایا کرتی تھیں۔

لیکن موجودہ ماحول میں جب کہ شراب نوشی عام ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے اور جہیز و مطالبات جیسی ہندوانہ رسم و رواج کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کی شادیوں میں بھی دقتیں پیش آرہی ہیں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں انجام دینا تو بہت دشوار اور مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے اگر سکران کی طلاق کو واقع مانیں تو شوہر کو کوئی سزا نہیں ملتی وہ بڑے آرام سے دوسری شادی کر لیتا ہے اور ساری سزا اس کی معصوم اور بے قصور بیوی پر عائد ہو جاتی ہے، اور وہ زندگی بھر کے اس عذاب کو برداشت کرنے کے لئے تنہا رہ جاتی ہے، فقہاء کرام نے جس مقصد کے پیش نظر اس کو نافذ کیا تھا وہ زمانہ اور حالات کے بدلنے سے فوت ہو چکا ہے، اب یہ طلاق شوہر کے بجائے

اس کی بے قصور بیوی کے لئے سزا بن چکی ہے، امام قرانی فرماتے ہیں کہ شہروں اور زمانے کے بدل جانے سے زجر و تعزیر بھی بدل جاتی ہیں۔

قال القرافي: "إن التعزير يختلف باختلاف الأمكنة والأزمنة" (الموسوعة

المقہیہ ۱۲/۲۶۲)۔

ایسے حالات میں احناف میں سے ہی امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، امام محمد بن سلمہ کے قول کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے، اس سے خروج عن المذہب بھی نہیں ہوگا، صاحب درمختار علامہ علاء الدین حصکفی نے غالباً کچھ ایسے ہی حالات کے پیش نظر تاتارخانیہ کے حوالہ سے امام طحاوی و امام کرخی کے عدم وقوع کے قول کو بھی مفتی بہ بتایا ہے۔

"ولم یوقع الشافعی طلاق السكران واختاره الطحاوی والکرخی

وفي التاتارخانية عن التفريد والفتوى عليه" (الدر المختار ۲۱۷)۔

تاتارخانیہ کی عبارت یہ ہے:

"وكان الشيخ أبو الحسن الكرخي يختار أنه لا يقع شيء وهو قول

الطحاوي وأحد قولي الشافعي وفي التفريد والفتوى عليه" (الفتاوى التاتارخانية

۲۵۶)۳۔

اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر طلاق سکران کے عدم وقوع کے قول کو اختیار کرنا

مناسب معلوم ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ احناف میں سے بھی متعدد متقدمین فقہاء اس کے قائل مل

جاتے ہیں۔



جدید فقہی تحقیقات

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

طلاق سکران میں مفتی بہ قول سے رجوع

مولانا محمد برہان الدین سنہلی ☆

۱- سوالنامہ میں معاشرہ کی حالت کے بارے میں جو تفصیلات لکھی ہیں ان سے بس جزوی طور پر ہی اتفاق کیا جاسکتا ہے، راقم کے مطالعہ و علم میں سکران کی طلاق کا اوسط بعض دیگر اسباب طلاق کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے، حالانکہ سوالنامہ میں ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جیسا کہ طلاق کے بیشتر واقعات اس وجہ سے پیش آتے ہوں۔ یقیناً یہ تصویر مبالغہ پر مبنی ہے۔ راقم کا تقریباً دس سالہ قضاء کا عملی تجربہ ہے کہ اس درمیان سینکڑوں مقدمات میں سے ایک بھی مقدمہ محض طلاق سکران کا دائرہ ہونا یا نہیں۔

بنا بریں مقاصد شرع کی رعایت کا تقاضہ اس مسئلہ میں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ راجح اور مفتی بہ قول سے عدول کیا جائے، علاوہ ازیں ایسے واقعات بھی کم نہیں ہوتے کہ نشہ باز شخص سے عورت (بیوی) پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور بحالت ہوش و حواس وہ طلاق دینے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتا، بحالت نشہ طلاق دیدینے اور مفتی بہ قول کے مطابق اس کے واقع ہو جانے سے مصیبت زدہ عورت کی مشکل حل ہو جائے گی ورنہ پوری عمر ضیق میں مبتلا رہے گی، مزید برآں یہ کہ طلاق واقع ہونے کے خوف سے اس کا بھی امکان ہے کہ وہ نشہ کی عادت چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے۔ (غالباً فقہاء کی زجراً تعبیر کا مقصد یا حاصل بھی یہی ہے) اور جب اسے اطمینان ہوگا کہ نشہ سے طلاق واقع نہ ہوگی تو اس کا گمان ہے کہ وہ نشہ چھوڑنے کی فکر ہی نہ کرے، اس طرح

☆ استاذ فقہ و حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

گناہ پر اصرار کی راہ کھلنے اور توبہ کی راہ بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا، جو پہلی مصلحت سے بھی زیادہ قابل لحاظ ہے، رہا یہ کہ بتایا سمجھنا کہ طلاق سکران کے واقع ہونے کی وجہ سے عورت اور بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اس لئے طلاق واقع نہ کی جائے صحیح نہیں، کیونکہ اس دلیل — اگر اسے دلیل کہنا درست ہو — کی رو سے تو نوے فیصد طلاقوں کو خواہ کسی وجہ سے طلاق دی جائے غیر واقع قرار دیا جانا پڑے گا، اس لئے کہ موجودہ فضا میں تقریباً ہر طلاق سے شوہر کے مقابلہ میں بیوی بچوں کو زیادہ مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

فقہاء کی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انہوں نے سکران کو (جس نے بالارادہ بطور معصیت نشہ کیا ہو) ”صاحی“ کے قائم مقام قرار دے کر بڑی ہی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو انسان بہت سے معاملات میں خود کو باسانی غیر مکلف بنا لیتا اور قید شریعت سے آزاد ہو جاتا، غالباً اس طرف امام شافعی نے اپنی اہم ترین کتاب ”الام“ میں توجہ دلائی ہے فرماتے ہیں:

”لا تسقط المعصية لشرب الخمر والمعصية بالسکر من النبیذ عنه

فرضاً ولا طلاقاً“ (الام: ۲۴۵/۵، مطبعة الكبرى الأميریه)

(شراب پینے یا نیبذ (نشہ آور چیز) پینے سے نشہ کی معصیت نہ کوئی فریضہ ساقط کرتی ہے نہ اہلیت طلاق) واضح رہے کہ امام شافعی کا اصح قول یہی ہے کہ حرام نشہ سے طلاق پڑ جاتی ہے، جیسا کہ محقق ابن ہمام نے نقل کیا ہے (حوالہ آگے آ رہا ہے) اور امام مالک کا بھی ”مدونہ“ میں یہی قول ملتا ہے جیسا کہ بھون نے براہ راست امام مالک سے نقل کیا ہے: ”قلت: أيجوز طلاق السکران! (قال) طلاق السکران جائز“ (المدونہ ۱۲۷۲)۔

(میں نے دریافت کیا کیا طلاق سکران جائز ہے (واقع ہو جاتی ہے) انہوں نے

فرمایا: طلاق سکران جائز ہے (واقع ہو جاتی ہے)۔

اس پہلو کو جس کا ذکر پہلے آیا یعنی سکر بحالت معصیت سے طلاق پڑ جانے نیز پوری

طرح مکلف رہنے کو تحقق ابن ہمام نے مؤثر پیرایہ میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

”لما خاطبه الشرع في حال سكره بالأمر والنهي بحكم فرعي عرفنا أنه اعتبره كقائم العقل تشديداً عليه في الأحكام الفرعية عقلنا أن ذلك يناسب كونه تسبب في زوال عقله بسبب محذور وهو مختار فيه فأدرنا عليه واعتبرنا أقواله وعلى هذا اتفق فتاوى مشائخ المذهبين من الشافعية والحنفية بوقوع طلاق من غاب عقله بأكل الحشيش أما ذلك فقوله تعالى: ”يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى“ لأنه إن كان خطاباً له حال سكره فنص وإن كان سكره يستلزم أن يكون خطاباً في حال سكره..... وبدلالات النصوص والإجماع، فإنه لما ألحق بالصاحي فيما لا يثبت مع الشبهة وهو الحدود والقصاص حد وقتل إذا قذف وقتل فلأن يلحق به فيما كانت مع الشبهة كالطلاق والعتاق أولى“.

اس عبارت سے قبل موصوف (ابن لہمام) نے وقوع کے قائلین کی فہرست ذکر کرتے

ہوئے لکھا ہے:

”فقال بعد قوله من التابعين سعيد بن المسيب وعطاء والحسن وإبراهيم النخعي وابن سيرين ومجاهد وبه قال مالك والثوري والأوزاعي والشافعي في الأصح.....“ (فتح القدير ۳/۳۱، المطبعة الكبرى الاميرية بولاق)۔

علامہ شامی نے مذکورہ بالا امر (بجالت سکر محصیت) کی طرف عجیب فقہانہ انداز میں توجہ دلائی ہے، جس کے بعد طلاق کا وقوع ہی گویا متعین ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں:

”كان السكر بأفيون وبنج، للتداوى لم يقع لعدم المعصية وإن للهو وإدخال الآفة قصداً فينبغي أن لا يتردد في الوقوع وفي هذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوى“ (شامی ۲/۳۲۳، مکتبہ نعمانیہ دیوبند)۔

مذکورہ بالا دلائل و شواہد کی بنا پر راقم کی رائے یہی ہے کہ مفتی بہ قول سے رجوع کی حاجت نہیں، اس کے لئے سوالنامہ میں جو دلائل دئے گئے ہیں وہ کمزور ہیں، بلکہ ”حجہ“ کو ”قبہ“ بنانے کے مترادف ہے۔



طلاق کا حکم نشہ کی وضاحت سے مشروط ہے

مولانا محمد قاسم مظفر پوری ☆

۱۔ جن ائمہ کے یہاں طلاق سکران واقع ہو جاتی ہے، ان میں صرف فقہاء حنفیہ کی کتابوں میں زجر (تعزیراً) کی قید ہے، ورنہ دیگر ائمہ فقہ و حدیث کے اقوال کو نقل کرنے والے زجر کی قید کر نہیں کرتے ہیں، چنانچہ المغنی لابن قدامہ کی جلد سات صفحہ ۱۱۳ اور ۱۱۵ میں صرف یہ تصریح ہے:

”وفی المسأله: روايتان: أحدهما يقع طلاقه، اختارها أبو بكر الخلال والقاضي وهو مذهب سعيد بن المسيب وعطاء ومجاهد والحسن وابن سيرين والشعبي والنخعي وميمون بن مهران والحكم ومالك والثوري والأوزاعي والشافعي في أحد قوله وابن شبرمة وأبي حنيفة وصاحبيه وسليمان بن حرب لقول النبي ﷺ كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه، وقيل: هذا عن علي ومعاوية وابن عباس قال ابن عباس: طلاق السكران جائز، ولأن الصحابة جعلوه كالصاحي في الحد بالقذف“۔

کچھ سطروں کے بعد اس امر کی تصریح کی جا رہی ہے کہ سکران شرعاً مکلف رہتا ہے ”ویدل علی تکلیفه أنه یقعل بالقتل یقطع بالسرقه“ اور سکران کو مجنون و پاگل پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔

☆ ناظم مدرسہ طیبہ مت نگر، مادھو پور، مظفر پور۔

ظاہر ہے کہ سکران کے لئے تو شریعت نے مستقل حد شرب مقرر کی ہے، اس لئے اب مزید تعزیر جس کی وجہ سے اس کی معصوم بیوی مطلقہ ہو جائے یہ وجہ وجہ نہیں ہے، بلکہ اسے ان حضرات نے جملہ تصرفات میں باہوش (الصاحی) قرار دیا ہے۔

۲- دوسرا قول جسے المغنی میں نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ سکران مجنون کی طرح ہے اور سکران زاکل العقل ہوتا ہے اور شریعت کے جملہ خطابات کا تعلق ثبات عقل سے ہے، جملہ عبادات و معاملات کے لئے جو عقل کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے، چنانچہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۷ میں تصریح ہے: ”الروایۃ الثانیۃ لا یقع طلاقہ اختارہا أبو بکر عبدالعزیز وهو قول عثمانؓ ومذہب عمر بن عبد العزیز والقاسم وطاؤوس وربیعۃ ویحی الأنصاری واللیث والعبیری وإسحق وأبو ثور المزنی وقال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمانؓ ولا نعلم أحداً من الصحابة خالفه“۔

امام احمد کی اس دوسری روایت کو امام طحاوی اور امام کرخی وغیرہ نے اختیار کیا ہے، اس بارے میں علامہ ابن تیمیہ سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے تفصیلی جواب ذکر کیا جس میں جملہ اقوال کے دلائل بھی انہوں نے ذکر کئے، چنانچہ انہوں نے اپنے فتاویٰ (۱۰۳/۳۳، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴) پر پوری تشریح کی ہے:

”هذه المسألة فيها قولان للعلماء: أصحابنا لا يقع طلاقه، وهذا ثابت عن أمير المؤمنين عثمان بن عفانؓ ولم يثبت عن الصحابة خلافه فيما أعلم، وهو قول كثير من السلف والخلف كعمر بن عبد العزيز وغيره وهو إحدى الروایتين عن أحمد اختارها طائفة من أصحابه، وهو القول القديم للشافعي واختاره طائفة من أصحابه وهو قول طائفة من أصحاب أبي حنيفة كالطحاوی“۔

پس علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک اصح قول یہ ہے کہ سکران (غائب العقل) کی طلاق

واقع نہیں ہوگی اور مختلف وجوہ کے پیش نظر سکران کے تصرفات معتبر نہیں ہیں جس کو انہوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین کی ایک عبارت: در مختار میں (صفحہ ۲۴۱) کی یہ عبارت: ”ولم یوقع الشافعی طلاق السکران، واختاره الطحاوی والکرخی، وفي التاتاریخانیة عن الشفرید والفتویٰ علیہ۔“

اس عبارت میں اگر مفتی بہ سے مراد امام شافعی کا قول یعنی عدم وقوع طلاق سکران ہے تو موجودہ احوال و ظروف میں اس مفتی بہ قول کو عمل میں لایا جانا چاہئے۔ جس طرح فسخ نکاح کے باب میں مفقود الضمیر زوج اور اعسار زوج کی بنا پر دیگر ائمہ کے مذہب پر عمل کئے جانے کی پوری صراحت موجود ہے۔

طلاق سکران کے بارے میں خود ائمہ حنفیہ کے اقوال موجود ہیں، اس لئے یہاں من کل الوجوہ فقہ حنفی سے عدول و خروج بھی نہیں نظر آتا ہے، اس لئے مصالح شرعیہ کی بنا پر عام متون کی تصریح سے ضرور عدول ہو رہا ہے۔

سکران کی تعریف کیا ہے اور سکر کے کس درجہ میں عدم وقوع طلاق کا حکم ہوگا یہ نازک معاملہ ہے۔

وہ سکر جس میں زوال عقل ہو جاتا ہے، اگر اس حالت میں طلاق دی جائے گی تو اس کو واقع مانا جائے، اگر کوئی شخص نشہ کے ابتدائی مراحل میں ہے جسے اہل لغت نشوان کہتے ہیں تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، اس لئے کہ اسے عقل و تمیز ہوتی ہے، نشہ کی مختلف کیفیات ہیں، اس لئے صرف حالت نشہ کی طلاق کو علی الاطلاق غیر نافذ نہیں کہا جاسکتا ہے، بعض نشہ کے خوگر نشہ آور اشیاء کے استعمال کے بعد بھی نشہ کی کیفیت سے جلد متاثر نہیں ہوتے ہیں۔

بے شک اکیڈمی کے مرتبہ سوالنامہ میں وہی نشہ مراد ہے جس کی بنا پر انسان عقل و خرد سے محروم ہو جائے۔

دارالافتاء کے جوابات

دارالافتاء میں علی العموم ایک ہی طرح کا سوال آتا ہے کہ شوہر نے نشہ کی حالت میں طلاق دی، کسی سوال میں نشہ کی قدرے وضاحت ہوتی ہے، اس لئے دارالافتاء کی طرف سے اگر عدم وقوع طلاق کا حکم لکھا جائے تو نشہ کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ طلاق کا معاملہ تو انتہائی نازک ہے: ”جدھن جد و ہزلہن جد مرفوعاً“ (ترمذی) سامنے آتی ہے اور فقہ کا اصول بھی ”الأصل فی الإیضاع التحريم“ (القواعد الفقہیہ) ہے۔

- ۱- معاشرہ میں شراب نوشی کے نتیجے میں طلاق کی کثرت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اور سوالات کی تمہیدات میں جن بنیادی اور اصولی تقاضوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل حسب حال ہیں۔
- ۲- طلاق سکران جب کہ نشہ کی وجہ سے مرد عقل و خرد سے محروم ہو چکا ہو تو ایسے شخص کی طلاق بہ قول امام ابوحنیفہ و اصحابہ واقع نہ قرار دی جائے اور دارالافتاء کی طرف سے پوری تفصیل ہو یا پھر دارالقضاء سے سکران کے سکر مزیل للعقل ہونے کو ممکن حد تک ثابت کیا جائے تو پھر یہ حکم لگایا جائے۔



نشہ کی طلاق کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی ☆

۱- بلاشبہ آج ہمارے مسلم معاشرہ میں بحالتِ نشہ طلاق کی کثرت ایک واقعہ ہے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ ایک سچائی ہے کہ بحالتِ نشہ دی ہوئی طلاق کے نفاذ و عدم نفاذ کا مسئلہ ہر دور میں مختلف فیہ رہا ہے، خواہ وہ عہد صحابہ ہو یا تابعین اور ائمہ مجتہدین کا زمانہ (المنیٰ ۲۵۵/۸، اعلاء السنن ۱۷۵/۱)۔

یہ بھی آئے دن کا مشاہدہ و تجربہ ہے کہ کم از کم ہندوستان میں بحالتِ نشہ دی ہوئی طلاق کو جب نافذ کیا جاتا ہے تو اس کے بُرے انجام اور تکلیف دہ پریشان کن اثرات و نتائج سے ظالم مرد تو کم مگر مظلوم عورت ہی زیادہ متاثر ہوتی ہے، ممکن ہے بعض اسلامی ممالک مثلاً سعودیہ عربیہ وغیرہ میں مرد بھی متاثر ہوتے ہوں، جیسا کہ سنا جاتا ہے کہ وہاں مرد و عورت کے مابین تعداد میں عدم تناسب اور زیادہ تفاوت کے سبب یا پھر دیگر اسباب و وجوہ کی بنا پر مردوں کے لئے ہی نئی شادی اور نئے رشتہ کا مسئلہ پیچیدہ تر بن جاتا ہے، بہر حال ہندوستان کی سطح تک ان حقائق و واقعات اور تجربات و مشاہدات کے ہوتے ہوئے سوالنامہ میں بعنوان تمہید پیش کردہ تفصیلات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔

۲- زیر بحث مسئلہ میں حضرات شوافع اور حنابلہ کے یہاں خود صاحبِ مذہب سے چونکہ دونوں اقوال منقول ہیں، اس لئے یہ صورت ان کے حق میں اپنے مذہب سے عدول و خروج

☆ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کہنواں، سیتامڑھی (بہار)۔

کی نہیں، صرف مذہب کے دو اقوال میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح کی ہوگی۔

البتہ حضرات مالکیہ اور فقہاء حنفیہ کو یا تو عدول عن المذہب کرنا ہوگا یا خروج عن ظاہر الروایۃ، اس سلسلہ میں ایک حنفی کی حیثیت سے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ آج ہندوستان کے مسلم معاشرہ میں بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کے نفاذ کے نتیجے میں بہت سی خواتین جن روح فرسا مشکلات اور مستقل ضیق و گھٹن سے دوچار ہو کر پوری زندگی سسک سسک کر جینے پر مجبور ہوتی ہیں اور گھٹ گھٹ کر زندہ درگور بنی رہتی ہیں، ان کی مظلومیت اور بے بسی کا تقاضہ ہے کہ رفع ضرر اور دفع ظلم کے لئے ایسی طلاقوں کے عدم نفاذ کا حکم دیتے ہوئے ظاہر روایت سے خروج کی اجازت دی جائے، وجوہ و دلائل حسب ذیل ہیں:

ظاہر روایت سے خروج کے وجوہ و دلائل:

اول: اس لئے کہ عدول عن المذہب ہو یا خروج عن ظاہر روایت کبھی شجر ممنوعہ نہیں رہا، بوقت ضرورت فقہاء متقدمین اور متاخرین سب ہی ایسا کرتے آئے ہیں، زوجہ مفقود کے احکام اور تعلیم قرآن وغیرہ پر عقد اجارہ کے جواز کی شکل میں اس کے نظائر سبھوں کے علم میں ہیں۔

آج ہندوستان کی حد تک اس عدول و خروج کی مقتضی اور میخ ضرورت بہر حال متحقق ہے، ملک کے اندر عامتہ الورد و واقعات و مشاہدات اس پر شاہد عدل ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ بیکس و مجبور خواتین سے رفع ضرر اور دفع ظلم سے بڑھ کر بھی کوئی اور ضرورت ہو سکتی ہے۔

دوم: اس لئے کہ طلاق کی مشروعیت جس حکمت و مصلحت اور جس مقصد کے لئے ہوئی تھی، یعنی زوجین کی مشکلات کا حل اور دونوں کی زندگی کو ضیق و گھٹن سے بچانا، اگر بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کو نافذ کیا جاتا ہے تو بجائے حل مشکلات اور دفع ضیق کے عموماً نئی مشکلات اور مزید گھٹن اور مختلف پیچیدہ مسائل ہی سے سابقہ پڑتا ہے اور اس طرح مشروعیت طلاق کی حکمت و مصلحت اور اس کے اصل مقاصد فوت ہو کر قلب موضوع کی صورت ہو جاتی ہے، جو من وجہ تغیر

مشروع کو مستزہم ہے جس سے بحالت موجودہ بغیر خروج عن ظاہر الروایت کے ہم نہیں بچ سکتے، یہ تغیر مشروع کا لزوم بھی عدول عن المذہب اور خروج عن ظاہر روایت کا مقتضی و میج ہے۔

سوم: اس لئے کہ حالتِ نشہ میں انسانوں کا زائل العقل، فائت الحواس اور دائرہ تکلیف سے خارج ہونا تقریباً متفق علیہ ہے، چنانچہ مباح چیزوں سے علی الاطلاق اور حرام چیزوں سے بوجہ لاعلمی یا بغرض دواد علاج استعمال سے اگر نشہ آجاتا ہے تو اس حال میں اس کے تمام ہی اقوال شرعاً غیر نافذ ہوتے ہیں، یہ بھی ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ فقہاء بھی لکھتے ہیں۔

”فکل هذا يمنع وقوع الطلاق رواية واحدة ولا نعلم فيه خلافاً“

(الشرح الکبیر علی المغنی ۲۳۸/۸)۔

آثار و روایات سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے۔ سب ہی جانتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ بحالتِ نشہ خود حضور ﷺ کو ”هل أنتم إلا عبید لأبی“ جیسے غلط انداز سے مخاطب کرتے ہیں مگر کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا اور نماز پڑھنے والے بحالتِ نشہ ”اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون“ جیسے کلماتِ کفریہ کا تکلم کرتے ہیں، مگر ان کی تکفیر نہیں کی جاتی، وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال جب یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ نفس نشہ کی حالت میں انسانوں کے اقوال ہدر اور غیر نافذ ہوا کرتے ہیں تو تقاضاً عقل و قیاس اور روایت و درایت کا اشارہ یہی ہے کہ اس حالت کی طلاق کو بھی غیر نافذ اور ہدر ہونا چاہیے۔

چہارم: اس لئے کہ جن حضرات فقہاء نے حرام چیزوں کے استعمال بغرض لہو و لعب سے نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کو نافذ کہا ہے وہ واقعتاً محض ”زجر اوتنبیہا“ ہے، گویا اس حکم کی اصل بنا حصول زجر و تادیب اور عبرت پذیری ہے اور ممکن ہے کہ ان کے دور میں یا بعض خاص ممالک میں آج بھی یہ اصل بنا اور منشاء حکم پائی جاتی ہو، مگر ہمارے ملک ہندوستان کی حد تک آج دنیائے واقعات میں اس حکم کی اصل بنا کا وجود عملاً اور مشاہدہ مفقود ہو چکا ہے اور جب یہ حکم زجر و تادیب پر مبنی رہا تو اسے دراصل حکم مطلق نہیں بلکہ موقت بوقت خاص اور مقید بمکان

خاص احکام کے قبیل سے کہا جا سکتا ہے اور مسائل مجتہد فیہا میں اختلاف زمان و مکان بلکہ اختلاف اشخاص و افراد سے حکم کی اصل بنا میں تعدد و اختلاف اور پھر نتیجتاً حکم شرع میں تغیر و تعدد اہل علم کے مابین ایک معروف مسئلہ ہے۔ بہر حال ان مذکورہ بالا وجوہ و دلائل کی بنیاد پر بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کے بارے میں اپنا ذاتی خیال و رجحان یہی ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور امام شافعی کے ایک قول اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ کے قول معتمد فی المذہب کی اتباع میں فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام ابو جعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کی رائے کو معمول بہ بناتے ہوئے طلاق سکران کے عدم نفاذ کا فتویٰ کم از کم ہندوستان کی سطح پر ضرور دیا جانا چاہئے۔

یہاں کسی دل میں ممکن ہے یہ خلیجان اور وسوسہ آئے کہ اس دور فساد میں اگر ایسا فتویٰ دیا جائے تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بحالت ہوش و عقل طلاق دے مگر دعویٰ کرے کہ بحالت نشہ ہم سے طلاق واقع ہو گئی ہے، تو یہ وسوسہ بس ایک سفسطہ ہی ہوگا کیونکہ اولاً تو ایسا بہت شاذ و نادر ہوگا ”ولا عبرة للشواذ“ ثانیاً اس کے مابین الناس معروف و معلوم عادات و اطوار کی روشنی میں قوی قرائن سے اس کے دعویٰ کی تعلیط و تردید کی جاسکتی ہے اور صحیح حکم شرعی کی تعیین ہو سکتی ہے۔



موجودہ حالات میں نشہ کی طلاق اور تعزیری پہلو

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی ☆

عالمی زندگی کی تکمیل میں جس طرح نکاح کا کردار نہایت اہم اور بنیادی ہے، اسی طرح طلاق کی مشروعیت میں بھی شریعت مطہرہ کی بہت بڑی حکمت و رحمت مضمر ہے، لیکن اس حقیقت سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ اس حق طلاق کا بے جا استعمال خصوصاً ان حالات میں جب کہ انسان عقل و خرد، شعور و آگہی اور فکر و فہم سے محروم ہوتا ہے، مسلم سماج کو ایک بہت بڑے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، جو دراصل صنف نازک کے گلے میں زندگی کا بدترین پھندا لٹکانے کے مرادف ہوتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہندوستان میں جہالت اور بے دینی کی وجہ سے طلاق کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، اس کی ایک قابل لحاظ تعداد کا سبب نشہ ہے، دارالافتاء میں طلاق سے متعلق استفتاء کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کم از کم پچاس فیصد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آرہے ہیں، جیسا کہ سوالنامہ میں مذکور ہے، لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”طلاق سکران“ کو موضوع بنا کر اس کے نفاذ اور عدم نفاذ کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین، فقہائے عظام اور دیگر اہل علم کے اقوال و دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے حالات حاضرہ میں اس اہم مسئلہ کا قابل عمل حل تلاش کیا جائے۔

سب سے پہلے اس حقیقت سے نقاب کشائی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”طلاق

☆ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، رئیس التحریر ”البعث الاسلامی“۔

سکران“ کا مسئلہ عہد صحابہ ہی سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے، ائمہ مجتہدین، فقہائے کرام اور اہل علم کی آراء میں بھی شدید اختلاف موجود ہے، چنانچہ صحابہ کرامؓ میں حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور تابعین میں سعید بن المسیب، حسن بصری، عطاء، ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین، مجاہد اور فقہائے کرام میں امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، (قول معتمد فی المذاہب) امام احمد رحمہم اللہ (قول) اور اکثر حنفیہ کے نزدیک طلاق سکران واقع ہوگی، اور اس کو نافذ قرار دیا جائے گا (ملاحظہ فرمائیں: فتح القدیر ۴/۲۳۲)۔

مذکورہ حضرات کے دلائل و شواہد پر علامہ کا سانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر حاصل بحث کی ہے، یہاں ہم صرف اس کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”الطلاق مرتان، فإمساک بمعروف أو

تسریح یا إحسان.... إلى قوله تعالیٰ حتی تنکح زوجاً غیرہ“ (سورہ بقرہ: ۲۲۹-۲۳۰)۔

علامہ موصوف نے آیت کریمہ سے یوں استدلال کیا ہے کہ یہ آیت عام ہے جس سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے والا خواہ کوئی بھی ہو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، سکران اور غیر سکران کی کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے، لہذا آیت کے عموم میں سکران بھی داخل ہے (بحوالہ بدائع الصنائع ۱۵۹/۳ طبع مکتبہ زکریا دیوبند ۱۳۱۹ھ الموافق ۱۹۹۸ء)۔

ب۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ”کل طلاق جائز إلا طلاق الصبی

والمعتوه“ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی طلاق وارد ہو جاتی ہے، اس حدیث کے استثناء میں سکران داخل نہیں ہے، البتہ اسے معتوہ پر قیاس کیا جاسکتا تھا، جیسا کہ عدم نفاذ کے قائلین نے قیاس کیا ہے، لیکن اسے معتوہ پر قیاس کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ سکران کے زوال عقل کا سبب معصیت ہے، جب کہ معتوہ میں یہ بات نہیں ہے، لہذا ارتکاب معصیت سے روکنے کے لئے زجر اوتوینجا سکران کو قائم العقل تسلیم کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اگر وہ کسی پر تہمت لگائے یا کسی کو قتل کر دے تو اس پر حد اور قصاص واجب ہوگا اور ظاہر ہے کہ حد اور قصاص غیر عاقل

پرواجب نہیں ہوتا، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ سکران کو مسئلہ مذکور میں تقدیراً عاقل مانا جائے گا، اگرچہ حقیقتاً وہ زائل العقل ہے اور بسا اوقات زائل العقل کو بطور زجر و عقاب تقدیری طور پر قائم العقل کا حکم رکھے دیا جاتا ہے، جبکہ زوال عقل کا سبب معصیت ہو، اس کی بہت سی مثالیں شرع میں موجود ہیں، مثلاً اگر وارث نے مورث کو قتل کر دیا تو اس صورت میں وارث کو زجر اور ادا سے محروم کیا جائے گا اور اس کے مورث میت (مقتول) کو تقدیراً زندہ مان کر اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے گا، برخلاف اس صورت کے جس میں زوال عقل کا سبب معصیت نہ ہو، بلکہ دوایا اس طرح کی دوسری چیزوں کے استعمال سے عقل زائل ہوئی ہو تو اس وقت سکران کو قائم العقل کا حکم نہیں دیا جائے گا، بلکہ حقیقتاً اسے زائل العقل ہی سمجھا جائے گا اور معتوہ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی طلاق نافذ نہیں قرار دی جائے گی، کیونکہ یہاں پر زوال عقل کا سبب معصیت نہیں ہے، اس لئے زجر و توبیخ کی حاجت نہ رہی (تخصیص بدائع الصنائع ۱۵۹۳ طبع مکتبہ زکریا دیوبند سہارنپور ۱۳۱۹ھ موافق ۱۹۹۸ھ) جہاں تک طلاق سکران کے عدم وقوع کا تعلق ہے تو صحابہ کرام میں سیدنا عثمان غنیؓ، عبد اللہ بن عباسؓ اور تابعین میں طاؤس، ربیعہ بن عبد الرحمن، ابو ثور اور قاسم ابن محمد رحمہم اللہ، اور فقہائے کرام میں اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل (قول معتمد فی المذہب) امام شافعی (قول) امام سرخسی، لیث بن سعد، امام طحاوی، امام زفر اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ان حضرات کی دلیل حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”کل طلاق جائز إلا طلاق

الصبی والمعتوہ“ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معتوہ اور صبی غیر عاقل کی طلاق کو نافذ نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ وہ دونوں زائل العقل ہیں، یعنی عدم نفاذ کی علت زوال عقل ہے، اور یہ بات مسلمہ ہے کہ سکران بھی زائل العقل ہے، لہذا معتوہ اور صبی غیر عاقل پر قیاس کرتے ہوئے سکران کو بھی حدیث مذکور کے استثناء میں داخل کیا جائے گا، اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ نہیں قرار دیا جائے گا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بطور زجر و توبیخ ارتکاب معصیت کی وجہ سے

اس کی طلاق کو واقع قرار دینا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ارتکاب معصیت پر واقع زجر و توبیخ موثر ہوتی ہے تو مسئلہ ارتداد میں بھی زجراً و توبیخاً سکران کی ردت کو معتبر قرار دینا چاہئے، حالانکہ اس کی ردت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ارتکاب معصیت پر زجراً سکران کی طلاق کو نافذ قرار دینے میں زجر و توبیخ کا کوئی اثر نہیں ہے، لہذا اس کی طلاق نافذ نہیں قرار دی جائے گی، جیسا کہ مشہور محقق علامہ ابن الہمام طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائلین کی دلیل نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ”و کون زوال عقله بسبب هو معصية لا اثر له والا صحت رذته ولا تصح“ (فتح القدیر ۲/۳)۔

علامہ کاسائی نے بھی بدائع الصنائع میں مذکورہ حضرات کے متدلات میں نقل کیا ہے کہ سکران زائل العقل ہے اور اہلیت تصرف کے شرائط میں سے عقل کا وجود ایک اہم شرط ہے، جس کے مفقود ہونے پر اس کے تصرف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، لہذا سکران کی طلاق تصرف کے عدم اہلیت کی وجہ سے واقع نہیں ہوگی (ملاحظہ فرمائیں: بدائع الصنائع ۱۵۸/۳، مطبوعہ مکتبہ ذکریا دیوبند ۱۹۹۸ء)۔

خلاصہ بحث

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے متدلات پر غور و فکر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جن حضرات نے اس کے نفاذ کو ضروری قرار دیا ہے ان کے پیش نظر شوہر کو زجر و توبیخ اور اس کو سزا دینا مقصود ہے، لیکن موجودہ حالات خصوصاً ہندوستانی ماحول کے تناظر میں شاید ہی ۱۰۰ میں سے ایک کو نفاذ طلاق کی صورت میں زجر اور سزا حاصل ہوتی ہو، لہذا زجر کا مقصد ہی فوت ہے۔

اس لئے اس مجتہد فیہ مسئلہ میں مقاصد شرع کی رعایت کرتے ہوئے مدارج احکام کی روشنی میں اتنی گنجائش ہونی چاہئے کہ آج کل کے حالات میں طلاق سکران کے عدم قائلین کی رائے کو معمول بہ بنا کر اس کی دی ہوئی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے۔

طلاق سکران - دلائل اور احکام

مفتی محمد جنید عالم ندوی قاسمی ☆

سوالنامہ میں اٹھائے گئے سوال کا جواب دینے سے قبل درج ذیل بحثیں پیش کی جاتی ہیں:

- ۱- سکران کی تعریف۔
- ۲- سکران کے تصرفات کا حکم۔
- ۳- طلاق سکران کی صورتیں اور ان صورتوں کا حکم۔
- ۴- طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں علماء و فقہاء کے مسالک اور ان کے دلائل، قول راجح، راقم الحروف کی رائے۔

سکران کی تعریف

سکران صاجی کی ضد ہے، اس کی جمع سکری اور سکاری آتی ہے۔ سکران اس شخص کو کہتے ہیں جو نشہ کی حالت میں ہو۔ سکران کی اصطلاحی تعریف میں دو نقاط نظر سامنے آتے ہیں:

- ۱- سکران اس شخص کو کہا جائے کہ جس کی عقل نشہ کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو، جس کی وجہ سے وہ آسمان وزمین اور مرد و عورت کے درمیان تمیز نہ کر سکے۔ یہ تعریف امام ابو حنیفہ نے کی

ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

”السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض“ (رد

المحتار ۲/۴۲۲)۔

فتح القدير میں ہے:

”وهو من لا يعرف الرجل من المرأة ولا السماء من الأرض“ (فتح

القدير ۳/۴۷۲)۔

البحر الرائق میں ہے:

”وقد فسره هنا بمذهب أبي حنيفة وهو من لا يعرف الرجل من

المرأة ولا السماء من الأرض“ (البحر الرائق ۳/۲۶۶)۔

۲- سکران کی دوسری تعریف یہ کی گئی ہے کہ سکران اس شخص کو کہا جائے گا جس کی عقل

زائل نہ ہو، بلکہ اس کی عقل پر نشہ غالب آجائے جس کی وجہ سے وہ بکواس کرے، بہکی، بہکی باتیں کرے اور اس کا کلام گڈمڈ ہو جائے۔

یہ تعریف صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد) اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور

امام احمد بن حنبل) نے کی ہے۔

مشہور حنبلی فقیہ امام علاء الدین ابو الحسن علی بن سلیمان المرادوی نے الانصاف میں

سکران کی تعریف یوں کی ہے:

”سکران سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے کلام اور پڑھنے میں گڈمڈ کر دے اور چیزوں

کے درمیان اس کی تمیز ختم ہو گئی ہو، اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اس حال میں ہو جائے کہ

آسمان وزمین اور مرد و عورت کے درمیان تمیز نہ کر سکے“ (الانصاف ۸/۶۳۳)۔

سکران کی تعریف میں دو نقطہ نظر سامنے آئے: ایک امام ابو حنیفہ کا کہ عقل زائل ہو

جائے اور زمین و آسمان اور مرد و عورت کے درمیان پہچان باقی نہ رہے اور دوسرا امام ابو یوسف،

امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کا کہ عقل زائل نہ ہو بلکہ عقل پر نشہ غالب آجائے اور بکواس کرے، کلام گڈمڈ ہو جائے۔

امام ابوحنیفہ کے نقطہ نظر کی تائید صاحب البحر الرائق علامہ ابن نجیم نے کی ہے، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”والحاصل أن المعتمد في المذهب أن السكران الذي تصح منه التصرفات من لا عقل له يميز به الرجل من المرأة“ (البحر الرائق ۲۶۲/۳)۔

(حاصل یہ ہے کہ مذہب کا معتمد قول یہ ہے کہ سکران جس کے تصرفات صحیح ہوتے ہیں وہ ہے جس کے پاس عقل نہ ہو جس کے ذریعہ وہ مرد و عورت کے درمیان تمیز کر سکے)۔

لیکن علامہ ابن عابدین شامی کا رجحان صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ مشائخ نے طہارت، ایمان اور حدود میں صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا ہے اور شرح بکر میں ہے کہ سکران جس کے تصرفات صحیح ہوتے ہیں وہ اس حال میں ہو کہ لوگ جس کو برا سمجھتے ہوں اس کو وہ اچھا سمجھے یا جس کو اچھا سمجھتے ہوں اس کو وہ برا سمجھے، لیکن مرد و عورت کو پہچانتا ہو۔ علامہ شامی محقق ابن الہمام کے حوالہ سے مزید یہ لکھتے ہیں کہ امام صاحب سے سکر کی جو تعریف مذکور ہے وہ اس سکر کی ہے جو موجب حد ہے۔

اس لئے کہ اگر وہ زمین و آسمان کے درمیان تمیز کر سکے تو پھر اس کے سکر میں نقص آئے گا جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی اور اکثر مشائخ نے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے اور اسی کو فتویٰ کے لئے اختیار کیا ہے۔

سکران کی تعریف کے سلسلہ میں صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کا قول راجح اور اقرب الی الفقہ معلوم ہوتا ہے، اس لئے اگر عقل زائل ہو جائے تو پھر اس کا حکم مجنون کا ہونا چاہئے نہ کہ صحیح سالم شخص کا اور صاحب فتح القدر کے حوالہ سے علامہ شامی نے جو لکھا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حدود کے علاوہ میں امام ابوحنیفہ بھی اسی تعریف کے قائل ہیں جو صاحبین نے کی ہے۔

بہر حال! اگر صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا جائے جیسا کہ اکثر مشائخ کا رجحان ہے اور اسی کو مختار اور مفتی بہ قرار دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ سکران کے تصرفات کے صحیح ہونے یا نہ ہونے اور طلاق پڑنے یا نہ پڑنے میں جو اختلاف ہے وہ اس سکران کے سلسلہ میں ہوگا جس کی عقل قائم ہو، لیکن عقل پر نشہ کے غالب ہونے کی وجہ سے وہ بکواس کرے اور کلام گڈمڈم کر دے اور اچھا کو برا اور برا کو اچھے سمجھے اور اگر عقل زائل ہو جائے تو پھر بالاتفاق اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

سکران کے تصرفات کا حکم

حنفیہ کے نزدیک اگر نشہ حرام چیز کے استعمال سے پیدا ہوا ہے تو اس پر احکام لازم ہیں اور اس کے تصرفات خواہ اقوال کی قبیل سے ہوں، مثلاً طلاق، عتاق، خرید و فروخت، اقرار اور اسلام کا لانا، یا افعال کی قبیل سے ہوں، مثلاً حدود و قصاص، سب صحیح و درست ہیں (رد المحتار ۲/۲۲۳)۔

امام طحاوی نے مختصر اختلاف العلماء میں اس کی پوری تفصیل بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

الف- حنفیہ کے نزدیک جس طرح صحیح سالم شخص کے عقود و معاملات اور اس کے تصرفات معتبر اور اس کے افعال کے احکام ثابت شدہ ہیں، اسی طرح سکران کے تصرفات و معاملات بھی معتبر ہیں، البتہ ارتداد میں دونوں کا حکم الگ الگ ہے، صحیح سالم شخص اگر نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو اس کا اعتبار ہوگا، لیکن اگر سکران حالت نشہ میں کلمہ کفر کہہ دے تو وہ مرتد اور خارج از اسلام نہیں ہوگا۔

ب- امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر سکران کسی پر تہمت لگائے تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی، اسی طرح اگر وہ کسی کو قتل کر دے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا یا زنا کرے یا چوری کرے تو

اس پر بھی حدزنا اور حدسرقہ نافذ ہوگی، یعنی سکران کے اقوال و افعال دونوں معتبر ہوں گے۔
ج۔ ابن القاسم نے امام مالک سے ذکر کیا ہے کہ جب ان سے سکران کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اس کو جائز نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی طلاق جائز ہے۔

د۔ سفیان ثوری اور حسن بن نباحی کہتے ہیں کہ سکران کی طلاق اور اس کا عتق جائز و صحیح ہے، اس کی بیع اور اس کا نکاح درست نہیں، اس پر نہ حد قذف جاری ہوگی نہ حدزنا اور نہ حدسرقہ۔
ہ۔ فقیہ لیث نے سکران کے افعال و اقوال کے درمیان فرق کیا ہے، ان کے نزدیک سکران کے اقوال نافذ نہیں ہوں گے، البتہ اس کے افعال نافذ ہوں گے، چنانچہ اگر وہ طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، اگر غلام آزاد کرے تو غلام آزاد نہیں ہوگا، اس کی خرید و فروخت درست نہیں ہوگی، اس کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی، البتہ صرف حد شرب اس پر جاری ہوگی اور اگر کسی کو قتل کر دے یا چوری کرے یا زنا کرے تو اس پر حدود نافذ ہوں گے، اس لئے کہ یہ افعال کی قبیل سے ہیں۔

و۔ امام شافعی کے دوا قول ہیں: ایک قول کے مطابق سکران کے تصرفات صحیح ہوں گے اور دوسرے قول کے مطابق صحیح نہیں ہوں گے (تفصیل کے لئے دیکھئے: مختصر اختلاف العلماء ۲۳۰۱۲)۔

اس سے قبل سکران کی جو تعریف کی گئی ہے اس کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو حضرات سکران کے تصرفات و معاملات اور اقوال و افعال کو نافذ قرار دیتے ہیں، وہ اس حالت میں جب کہ اس کی عقل قائم ہو اور وہ آسمان و زمین اور مرد و عورت کے درمیان تمیز کر سکے۔

طلاق سکران کی صورتیں اور ان کا حکم

نشہ مختلف چیزوں سے پیدا ہوتا ہے، کبھی حرام چیزوں کے استعمال سے اور کبھی جائز

و حلال چیزوں کے استعمال سے، کبھی اختیاری ہوتا ہے اور کبھی اضطراری، ان مختلف چیزوں سے پیدا ہونے والے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے احکام مختلف ہیں۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

الف۔ اگر حلال چیزوں کے استعمال سے نشہ پیدا ہوا ہو، مثلاً بھوک کی شدت میں کھانا کھایا، اس سے نشہ پیدا ہوا اور اس حالت میں طلاق دی تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔
ب۔ جان مارنے کی دھمکی دے کر زبردستی کسی کو شراب یا تازی پلائی گئی، جس کی وجہ سے نشہ پیدا ہوا اور اسی حالت میں طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ج۔ کوئی چیز کھانے یا پینے کے لئے نہ ہو آخری حالت میں شراب موجود ہو، اگر شراب استعمال نہ کرے تو جان جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں شریعت بقدر ضرورت شراب کے استعمال کی اجازت دیتی ہے، اس کو حالت اضطراری کہتے ہیں، اگر اس اضطراری حالت میں کسی شخص نے شراب پی اور حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

د۔ لقمہ گلے میں پھنس گیا، اس لقمہ کو حلق سے نیچے اتارنے کے لئے شراب کا استعمال کیا اور نشہ پیدا ہو گیا، اس نشہ میں طلاق دے دی تو مفتی بہ قول کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی (فتح القدیر ۳/۲۳۷ طبع بیروت)۔

ہ۔ اگر کسی شخص نے نبیذ کا استعمال کیا جس کی وجہ سے سر میں درد پیدا ہو گیا اور اس کی عقل زائل ہو گئی، درد کی وجہ سے نہ کہ نبیذ کے استعمال کی وجہ سے، تو اس صورت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں شرح طحاوی کے حوالہ سے لکھا ہے:

”لو شرب النبيذ فلم يوافق فصدع حتى ذهب عقله من الصداع لامن

النبيذ فطلق لا يقع“ (خلاصۃ الفتاویٰ ۵/۲)۔

و۔ اگر کسی شخص کی عقل زائل ہو گئی کسی حلال چیز کے پینے یا اس کے سر پر چوٹ لگنے کی

وجہ سے اور اسی حالت میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی (خانہ علی ہامش الہندیہ ۴۰/۱)۔

ز۔ کسی شخص نے بھنگ یا افیون کو بطور دوا استعمال کیا، نہ کہ بقصد معصیت اور اس کی عقل غائب ہوگئی تو اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوگی (البحر الرائق ۳/۲۶۶)۔
ح۔ اگر کسی شخص نے دوا کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں نشہ پیدا ہو گیا اور اسی حالت میں طلاق دے دی تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ علامہ کا سانی بدائع الصنائع میں تحریر فرماتے ہیں:

”و كذلك إذا شرب البنج أو الدواء الذي يسكر و زال عقله لا يقع طلاقه لما قلنا“ (بدائع الصنائع ۳/۹۲)۔

ط۔ اگر کسی شخص نے حرام اور ممنوع چیزوں کا استعمال کیا جس کی وجہ سے نشہ پیدا ہوا ہو اور اسی نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء اور فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں علماء و فقہاء کے مسالک

اس صورت میں دو مسالک سامنے آتے ہیں:

۱۔ طلاق واقع ہو جائے گی۔

۲۔ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت معاویہؓ، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ان کے دونوں شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد، ایک قول کے مطابق امام شافعی، ابو بکر الخلال، سعید بن المسیب، عطاء، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی، نخعی، میمون بن مهران، حکم، سفیان ثوری، امام اوزاعی (دیکھئے: المغنی لابن قدامہ ۷/۱۱۵)۔

جو حضرات عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

حضرت عثمان غنیؓ، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ الانصاری، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، المزنی، فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرنی، امام محمد بن مسلم، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ایک قول بھی عدم وقوع طلاق کا ہے (حوالہ مذکور)۔

حرام چیزوں کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء و فقہاء کی دو جماعتیں سامنے آئیں: ایک وقوع طلاق کے قائلین کی اور دوسری جماعت عدم وقوع طلاق کے قائلین کی ہے، دونوں جماعتوں میں سے کسی بھی جماعت کے پاس کوئی صحیح و صریح واضح اور ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ ہر فریق نے کچھ استدلال کیا ہے اور دوسرے فریق نے اس کا جواب دیا ہے۔ ذیل میں ہر فریق کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات پیش کرتا ہوں۔

قائلین طلاق کے دلائل اور ان دلائل کے جوابات

جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت نے حالت نشہ میں سکران کو امر و نہی کے ذریعہ مخاطب کیا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! حالت نشہ میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ۔

”یا ایہا الذین آمنوا لا تقرّبوا الصلاۃ و أنتم سکاری“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر سکران حالت نشہ میں احکام کا مکلف نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیوں کرتا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حالت میں بھی مکلف ہے، لہذا اس کے تصرفات معتبر ہوں گے اور اس کی دی گئی طلاق واقع ہوگی۔

شرح نقایہ میں ہے کہ سکران اللہ تعالیٰ کے قول، ”لا تقرّبوا الصلاۃ و أنتم سکاری“ کے پیش نظر احکام کا مکلف ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر قصاص اور حد تذف واجب

ہے، لہذا اس کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

ظاہر ہے کہ یہ استدلال اپنے مدعا پر واضح اور صریح نہیں ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں یہ بتانا مقصود نہیں ہے کہ سکران حالت نشہ میں بھی احکام کا مکلف ہے بلکہ اصل نشہ سے منع کرنا مقصود ہے۔ علامہ شوکانی نے اس استدلال کا ایک جواب تو وہی دیا ہے جو ابھی مذکور ہوا۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ ممانعت اس نشہ والے شخص کے لئے ہے جو خطاب کو سمجھتا ہو۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حتی تعلموا ما تقولون، اس سے معلوم ہوا کہ سکران جو کہتا ہے اس کو جانتا نہیں تو پھر کیسے احکام کا مکلف ہو سکتا ہے، اس لئے کہ وہ خطاب کو سمجھنے والا نہیں ہے اور یہ احکام کے مکلف ہونے کے لئے شرط ہے۔

۲- ان کی دوسری دلیل وقوع طلاق سے متعلق آیات و روایات کا عموم ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”الطلاق مرتان..... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ“ (سورہ بقرہ: ۲۲۹-۲۳۰)، ظاہر ہے کہ یہ آیتیں مطلق ہیں، نشہ اور غیر نشہ کی کوئی قید نہیں ہے، جس طرح غیر نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوگی، اسی طرح نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق بھی واقع ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان آیات کو مطلق مان کر سکران کی طلاق کو واقع کرتے ہیں تو پھر مجنون کی طلاق یا معتوہ کی طلاق کے متعلق کیا کہیں گے؟ نیز خود حالت نشہ کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے، ان کے متعلق آپ کیا جواب دیں گے، ظاہر ہے کہ یہ آیت اس مسئلہ میں صریح نہیں ہے۔

۳- تیسری دلیل حضرت علیؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: ”کل طلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوہ“۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ سوائے صبی اور معتوہ کے ہر عاقل و بالغ شخص کی طلاق کو جائز و نافذ قرار دیا گیا ہے، جس میں سکران بھی شامل ہے، صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں:

”ولنا عموم قوله عزوجل: الطلاق مرتان إلی قوله سبحانه وتعالی حتی تنكح زوجاً غیره، و قوله علیه الصلاة والسلام: كل طلاق جائز إلی الطلاق الصبی والمعتوه“ (بدائع الصنائع ۱۰۹/۳)۔

اس کا جواب امام طحاوی یہ دیتے ہیں:

سکران بھی اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ میں شامل ہے، جیسا کہ مجنون معتوہ ہے اپنے جنون کی وجہ سے اور جو شخص دوسرے کا شکار ہو وہ معتوہ ہے اپنے دوسرے کی وجہ سے۔ ملاحظہ ہو عبارت:

”فإن قيل: روي عن علي أنه قال: كل طلاق جائز إلی الطلاق المعتوه، قيل له: السكران معتوه بسكره كالمجنون معتوه بالجنون والموسوس معتوه بالموسوسة“ (مختصر اختلاف العلماء ۴۳۰/۲)۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں معتوہ سے مراد ناقص العقل شخص ہے، لہذا اس کے تحت صبی، مجنون اور سکران تینوں آئیں گے، اس لئے کہ تینوں ناقص العقل ہیں اور جمہور علماء وفقہاء ایسے شخص کے اقوال و افعال اور تصرفات و معاملات کو غیر معتبر اور غیر نافذ مانتے ہیں (فتح الباری ۴۹۱/۹)۔

”والمراد بالمعتوه ناقص العقل فيدخل فيه الطفل والمجنون

والسكران، والجمهور على عدم اعتبار ما يصدر عنه“ (فتح الباری ۴۹۱/۹)۔

۳۔ چوتھی دلیل عقلی ہے کہ سکران کی عقل ایک گناہ اور معصیت کے ارتکاب سے زائل

ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک چیز جو کسی معصیت کے ارتکاب سے ھیئتاً زائل ہو اس کو بطور زجر و توبیخ کے حکماً تسلیم کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ اگر کسی شخص نے اپنے کسی مورث کو قتل کر دیا تو وہ میراث سے محروم ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کو محروم نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس کا مورث زندہ نہیں ہے، لیکن چونکہ اس نے ایک معصیت کا ارتکاب کیا اس لئے سزا اور زجر اوتو بیخاً اس کے مورث کو زندہ تسلیم کر کے اس کو وراثت سے محروم کیا گیا، لہذا مذکورہ صورت میں گرچہ سکران کی عقل

زائل ہوگئی لیکن چونکہ معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے زائل ہوئی ہے اس لئے حکماً اس کی عقل کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کے تصرفات نافذ ہوں گے، جیسا کہ اس پر حد اور قصاص واجب ہوتا ہے، حالانکہ دونوں چیزیں عاقل پر نافذ نہیں ہوتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے سکران کی عقل کو تسلیم کیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: بدائع الصنائع ۱۰۹۳)۔

امام طحاوی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ سکران بہر حال ”فائدہ عقل“ یعنی عقل کو کھونے والا ہے اور اس کے احکام مختلف نہیں ہوتے ہیں خواہ عقل کا فقدان اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہوگی کسی مصیبت کے نتیجہ میں ہو یا خود اس کی جانب سے ہو جس طرح کوئی شخص نماز میں قیام سے عاجز ہو جائے تو وہ بیٹھ کر فرض نماز پڑھ سکتا ہے خواہ یہ عجز اللہ کی جانب سے پیدا ہوا ہو یا خود اس نے اپنے پیر کو توڑ کر عجز پیدا کر لیا ہو، لہذا مجنون کی طرح سکران کے تصرفات نافذ نہیں ہوں گے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی (مختصر اختلاف العلماء ۲۷۰، ۳۰۰)۔

۵- ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ سکران کی جو نمازیں حالت سکر میں چھوٹ جائیں ان کی قضا بعد میں لازم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام کا مکلف ہے، لہذا اس کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

ابن المنذر نے اس استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ نمازوں کی قضا الگ چیز ہے اور وقوع طلاق الگ، دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں، اگر کوئی شخص سو جائے اور اس حالت میں نمازیں قضا ہو جائیں تو اس پر بعد میں قضا لازم ہوگی، لیکن اگر اسی حالت میں وہ شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو بالاتفاق طلاق واقع نہیں ہوگی (فتح الباری ۴۹۱/۹)۔

یہاں تک وقوع طلاق کے قائلین کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات ہوئے۔ اب دوسرے فریق کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں:

عدم وقوع طلاق کے قائلین کے دلائل اور ان کے جوابات

جو حضرات عدم وقوع کے قائل ہیں ان کے پاس بھی کوئی صریح صحیح اور ٹھوس دلیل نہیں

ہے، ان کی ایک دلیل تو حضرت عثمان غنی کا اثر ہے کہ وہ طلاق سکران کو نافذ نہیں قرار دیتے تھے، دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حمزہ نشہ کی حالت میں تھے کہ حضور ﷺ اور حضرت علیؑ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہ نے ان سے یہ کہا کہ تم لوگ تو میرے باپ کے غلام ہو، حضور اقدس ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا اور وہاں سے تشریف لے گئے اور ان کے اس کلمہ پر کسی طرح کا حکم نہیں لگایا، حالانکہ اگر وہ نشہ کی حالت میں نہ ہوتے تو وہ کلمہ کفر تھا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں وہ بھی حالت نشہ میں ارتداد کے قائل نہیں ہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت تک شراب مباح تھی اور یہاں بحث اس کی حرمت کے بعد کی ہے، نیل الاوطار میں ہے۔

”ومن الأدلة الدالة على عدم الوقوع ما في صحيح البخاري وغيره أن حمزة سكر، وقال للنبي ﷺ لما دخل هو عليه وعلى: وهل أنتم إلا عبيد لأبي في قصة مشهورة فتركه ﷺ وخرج ولم يلزمه حكم تلك الكلمة مع أنه لو قالها غير سكران لكان كفراً كما قال ابن القيم، وأجيب بأن الخمر كانت إذا ذاك مباحة والخلاف إنما هو بعد تحريمها“ (.....)۔

۳۔ ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ سکران کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور عقل الہیت تصرف کے لئے شرط ہے، عقل کے بغیر کوئی بھی تصرف صحیح و نافذ نہیں، یہی وجہ ہے کہ مجنون اور نابالغ بچہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران کے ارتداد کا اعتبار نہیں، لہذا اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی (بدائع الصالح)۔

علامہ ابن ہمام شرح فتح القدير میں اس کی عقلی دلیل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

”کم از کم جس سے تصرف صحیح ہو وہ یہ ہے کہ قصد صحیح ہو یا اس کا گمان ہو اور سکران کے پاس نہ تو قصد صحیح ہے اور نہ ہی اس کا مظنہ ہے، بلکہ سکران سونے والے سے بھی بری حالت میں ہوتا ہے، کیونکہ سونے والے کو جب جگایا جائے تو وہ جاگ جائے گا، لیکن نشہ میں مست شخص کو

جگایا جائے تو نہیں جاگے گا (فتح القدیر.....)۔

وقوع طلاق کے قائلین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ گرچہ حقیقۃً اس کی عقل زائل ہے، لیکن حکماً اس کی عقل کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

قول راجح

اوپر فقہاء کے مسالک ہر ایک کے دلائل اور دوسرے فریق کی جانب سے ان دلائل کے جوابات جو مذکور ہوئے ان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس بھی کوئی صحیح، صریح، واضح اور ٹھوس دلیل نہیں ہے اور یہ اختلاف آیات و روایات کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ حالات اور عرف و عادت کی بنیاد پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے، دلائل کی بنیاد پر کسی ایک قول کو راجح قرار دے کر دوسرے قول کو بالکل ترک کر دینا مشکل ہے، کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے کہ مطلقاً وقوع طلاق کے قول کو یا مطلقاً عدم وقوع طلاق کے قول کو اختیار کیا جائے۔

دونوں فریق کے دلائل پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر نشہ اس حد تک پہنچ گیا کہ عقل زائل ہوگئی ہو اور وہ آسمان وزمین اور مرد و عورت کے درمیان تمیز کو کھو چکا ہو تو ایسی صورت میں اس کا حکم مجنون کا ہوگا، بالاتفاق طلاق نہیں پڑنی چاہئے، اور اگر نشہ اس حد تک نہ پہنچا ہو بلکہ اس کے اندر زمین و آسمان کے درمیان تمیز باقی ہو اور اسے طلاق دینا یاد ہو تو اس صورت میں بالاتفاق طلاق واقع ہونی چاہئے، اس لئے کہ جو حضرات عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی دلیل عقل کا زائل ہونا ہے اور دوسری صورت میں جب کہ اسے طلاق دینا یاد ہے عقل زائل نہیں ہوئی، لہذا طلاق واقع ہونی چاہئے اور جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق سکران کی جو تعریف کی گئی ہے اس تعریف کے مطابق سکران پہلی صورت میں جب کہ تمیز باقی نہیں رہی اور طلاق دینا یاد نہیں رہا مجنون جیسا ہے، لہذا طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

راقم الحروف کی رائے

مذکورہ بالا بحثوں کی روشنی میں راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ اگر سکران کا نشہ اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ عقل زائل ہوگی، زمین و آسمان، مرد و عورت اور اپنے و بیگانہ کے درمیان تمیز باقی نہ رہی ہو، اسے کچھ یاد نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا نہیں؟ تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر نشہ اس حد تک نہیں پہنچا ہے عقل باقی ہے، اس کو طلاق دینا یاد ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

۱- اس لئے کہ پہلی صورت میں عقل زائل ہوگی اور دوسری صورت میں عقل باقی ہے اور احکام کا مدار عقل ہی پر ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ دونوں فریق کے دلائل اور سکران کی جو تعریف کی ہے اس کا خلاصہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر عقل زائل ہو جائے تو اس کا حکم مجنون جیسا ہوگا اور اگر عقل باقی ہو تو اس کا حکم صحیح و سالم جیسا ہوگا۔

۲- اس کی تائید در مختار کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس کو قہستانی نے زاہدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر تمیز باقی نہ رہے تو تصرف باطل ہوگا۔

”وفي القهستانی معزيا للزاہدي أنه لو لم يميز ما يقوم به الخطاب كان تصرفه باطلا“ (در مختار.....)۔

۳- جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ اس نے حرام چیز کا استعمال کیا اس لئے بطور سزا اور زجر و توبخ کے طلاق واقع کی گئی، پہلی بات تو یہ کہ یہ سزا شوہر کو ممکن ہے کہ اس سے قبل کے حالات میں ہو، لیکن اس وقت جو حالات ہیں ان میں یہ سزا طلاق دینے والے کو تو نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اطمینان سے دوسری شادی کر لیتا ہے، البتہ یہ سزا اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو ہوتی ہے، یہ سب درد کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور دائہ دانہ کے محتاج ہوتے ہیں اس کا ایک بہترین جواب علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں دیا ہے:

”شریعت نے سکران کی سزا مقرر کر دی ہے، اب ہم کو کیا اختیار ہے کہ اس سزا سے

تجاوز کریں، اگر ہم مزید وقوع طلاق کی سزا دیتے ہیں تو گویا اس کو دوسرا کا پابند بنانا ہوا۔ ایک شریعت کی سزا اور دوسری انسانی سزا کا اور یہ صحیح نہیں ہے، (نیل الاوطار)۔
علامہ شوکانی کی عبارت سے میرے نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔



نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور اس کا شرعی حکم

مولانا نورالحق رحمانی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم شرعی دریافت کرنے اور موجودہ ظروف و احوال میں اس مسئلہ کا جائزہ لینے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے بطور تمہید چند نقاط ذکر کی جاتی ہیں:

۱- طلاق سکران کا مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔ کتاب و سنت میں اس کے وقوع یا عدم وقوع کے سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲- اسی بنا پر یہ مسئلہ عہد صحابہ سے لے کر اب تک اختلافی رہا ہے۔ نظائر و شواہد پر قیاس کر کے ائمہ و فقہاء نے اس کا حکم متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کے دو نقطہ پائے نظر ہیں، حتیٰ کہ ایک مکتبہ فکر کے فقہاء کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

۳- طلاق شرعاً ایک قبیح اور ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کے ذریعہ ایک نعمت (رشتہ نکاح) کا ازالہ ہوتا ہے اور بہت سے پیچیدہ مسائل کھڑے ہوتے ہیں، تاہم بعض مخصوص حالات میں یہ ایک ضرورت بن جاتی ہے کہ اگر اس کی اجازت نہ ہو تو اس کے بڑے سنگین اور خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں، اس لئے ایسی ضرورت کی بنیاد پر شریعت نے اس کی اجازت دی ہے لیکن اسے بغض المباحات (حلال چیزوں میں سب سے زیادہ قبیح) قرار دیا ہے، اس لئے طلاق کے دائرہ کو تنگ کرنا شرعاً مطلوب ہے بشرطیکہ اس سے کسی نص کا ترک لازم نہ آتا ہو۔

۴- عصر حاضر میں نشہ خوری کی وجہ سے کثرت سے طلاقیں واقع ہوتی ہیں، حتیٰ کہ اس کا تناسب ۲۵ فیصد سے لے کر پچاس فیصد تک بتایا جاتا ہے۔

۵- فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ضرورت کی بنیاد پر کسی مسئلے میں ایک فقہ سے دوسری فقہ کی طرف عدول کیا جاسکتا ہے۔

۶- ضرورت کی بنیاد پر مذہب کے قول ضعیف اور قول مرجوح پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔
۷- قرآن کریم کی صراحت کی رو سے نشہ اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے اور اگر یہ پتہ چلنے لگے کہ وہ کیا بول رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے نشہ کی کیفیت ختم ہو چکی ہے اور وہ باہوش ہے ایسی صورت میں وہ شرعاً مکلف ہے اور اسے نماز کی ادائیگی کا حکم ہے۔ ارشاد باری ہے:

”یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! جس وقت کہ تم نشہ میں ہو نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ جو کہتے ہو اسے سمجھنے لگو)۔

۸- شرعی تکلیف کا مدار بقائے عقل پر ہے اسی بنا پر بچہ، مجنون اور خوابیدہ انسان کو حدیث میں مرفوع القلم اور غیر مکلف قرار دیا گیا ہے۔ بچہ جب تک بلوغ کی منزل کو نہ پہنچ جائے غیر مکلف رہتا ہے، حالانکہ صبی مراہق و میتر جو بلوغ کی منزل سے قریب ہو عقل و شعور رکھتا ہے۔ اسی بنا پر اس کے بعض تصرفات شرعاً معتبر قرار پاتے ہیں، لیکن چونکہ نقصان عقل ہے اس بنا پر شریعت نے اس کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ اسی طرح معتوہ کی طلاق کو بھی۔

۹- غصہ کی شدت کی وجہ سے اگر آدمی اتنا بدحواس ہو جائے کہ اسے اپنی کبھی ہوئی بات کا شعور و احساس نہ رہے تو ایسے آدمی کی طلاق اور دیگر قوی تصرفات بالاتفاق نافذ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے۔

۱۰- جہالت، دینی تعلیم و تربیت کی کمی اور دین کے احکام سے دوری کے باعث اس دور میں طلاق کی کثرت ہے، جس سے ایک طرف گھر کی بربادی ہوتی ہے، بیوی بچوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دوسری طرف اس کی وجہ سے مخالفین اسلام، اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور شرعی قوانین جو اللہ رب العزت کے عطا کردہ ہیں اور ناقابل تہنیخ ہیں ان میں تبدیلی لانے اور مردوں سے طلاق کا اختیار چھین کر عدالت کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس صورت حال میں علماء اور امت کے ارباب حل و عقد کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم سماج کی اصلاح اور طلاق کے واقعات کو کم کرنے کی صورتوں پر سنجیدگی سے غور و فکر کریں۔

طلاق سکران کے بارے میں فقہاء سلف کا نقطہ نظر

طلاق سکران کا مسئلہ عہد صحابہ سے اختلافی رہا ہے۔ خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے اور انہوں نے محض عورتوں کی شہادت پر طلاق سکران کو جائز قرار دیا۔

”عن أبي ليبي: أن عمر بن الخطاب أجاز طلاق السكران بشهادة

النسوة“ (الاستدکار ۱۸/۱۶۳، بحوالہ مصنف ابن ابي شيبة)۔

خليفة ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ سے یہ منقول ہے کہ وہ طلاق سکران کو جائز قرار نہیں دیتے تھے، بلکہ بعض اہل علم نے تو یہاں تک فرمایا کہ صحابہ میں سے کوئی ان کے زمانہ میں اس مسئلہ میں ان کا مخالف نہیں تھا لیکن علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اوپر حضرت عمرؓ کے بارے میں گزر چکا کہ وہ وقوع کے قائل تھے۔ اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ معتوہ کے سوا ہر ایک کی طلاق جائز ہے، آگے علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

طلاق سکران کے سلسلہ میں صحابہ میں سے کوئی حضرت عثمان کا مخالف نہیں تھا وہ حضرت علیؓ کے اس قول کی تاویل کرتے ہیں کہ سکران بھی سکر کی وجہ سے معتوہ ہے (الاستدکار، کتاب الطلاق ۱۸/۱۶۳)۔

امام بخاریؒ نے بھی حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف عدم وقوع کا قول منسوب کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”وقال عثمان: ليس لمجنون ولا لسکران طلاق، وقال ابن عباس:

طلاق السکران والمستکره ليس بجائز“ (بخاری مع فتح الباری ۹/۳۸۵)۔

(حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجنون اور سکران کی طلاق معتبر نہیں ہے، اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سکران اور مکرہ کی طلاق جائز نہیں ہے)۔

علامہ ابن حجر نے حضرت عثمانؓ کے قول کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عدالت میں ایک شخص نے اپنا مقدمہ پیش کیا کہ اس نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے تو حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ اس پر حد شرب خمر جاری کر کے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دیں کہ اسی مجلس میں حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے حضرت ابان نے ان کے سامنے حضرت عثمانؓ کا قول عدم وقوع کا نقل کیا تو حضرت عمر نے اس پر حد جاری فرما کر اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا (فتح الباری، کتاب الطلاق ۹/۳۸۹)۔

آگے علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابو الشعثاء، عطاء، طاؤس، عکرمہ، قاسم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے اور ربیعہ، لیث، اسحاق اور مزنی بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام طحاوی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ان حضرات کا اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ ہے۔ طلاق سکران کے وقوع کی قائل تابعین کی ایک جماعت ہے، مثلاً سعید بن المسیب، حسن، ابراہیم، زہری، شععی، اور ابام اوزاعی، ثوری، مالک، ابوحنیفہ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی سے دو قول مروی ہیں زیادہ صحیح

قول وقوع کا ہے۔ حنا بلہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے لیکن ترجیح اس کے برعکس ہے، یعنی ان کا راجح قول عدم وقوع کا ہے (حوالہ سابق)۔

ائمہ سلف میں سے جو حضرات اس کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے ان کے نزدیک اس کی علت اس کی عقل کا رخصت ہو جانا ہے جیسے کہ مجنون اور معتوہ اور جو حضرات اس کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ وہ اپنے اس فعل (نشہ خوری) کی وجہ سے نافرمان ہے اور شریعت کا خطاب اس کی طرف علیٰ حالہ متوجہ ہے، اسی طرح وہ گناہ گار قرار دیا جاتا ہے، اس لئے کہ نشہ میں واقع ہونے سے قبل اس پر جو احکام واجب تھے مثلاً نماز وغیرہ نشہ ختم ہونے کے بعد اسے ان کی قضا کا حکم دیا جاتا ہے:

”وإنما استدل من قال بوقوعه مطلقاً بأنه عاص بفعله لم يزل عنه الخطاب بذلك ولا لإثم لأنه ليؤمر بقضاء الصلوات وغيرها مما وجب عليه قبل وقوعه في السكر أو فيه“ (حوالہ سابق)۔

ائمہ احناف کا مذہب اور ان کے دلائل

عام فقہائے حنفیہ کے نزدیک سکر ان کی طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ اس نے حرام طریقہ پر شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کیا ہو، لیکن اگر بھنگ یا کسی دوا کے استعمال سے یا کسی حلال شئی کے استعمال سے نشہ طاری ہو، یا شراب نوشی پر اسے مجبور کیا گیا، یا اس نے اپنے اختیار سے شراب پی جس کے نتیجے میں در دوسر لائق ہو اور در دوسر کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہو گئی تو ان صورتوں میں اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمہ احناف کے نزدیک وقوع طلاق کی علت یہ ہے کہ یہاں پر عقل کا زوال ایک معصیت کی بنیاد پر ہوا ہے کہ اس نے ایک ممنوع اور حرام چیز کا استعمال کیا لہذا اس کی عقل کو بطور سزا اور جزا و تنبیہ باقی قرار دیا جائے گا۔ البتہ احناف میں سے امام کرخی اور امام طحاوی اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ اس کی عقل زائل

ہو چکی ہے لہذا اس کا حکم وہی ہوگا جو بھنگ اور دوا کے استعمال کی وجہ سے عقل کے زائل ہونے کا ہوتا ہے۔ یہی بات ہدایہ میں کہی گئی ہے (ہدایہ ۲/۳۵۹)۔

شرح بخاری حافظ ابن حجرؒ نے امام طحاوی کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ طحاوی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فاقد العقل کی عقل کا زوال خواہ خود اس کے عمل سے ہو یا دوسرے کے عمل سے ہو اس کے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ جو شخص نماز میں قیام کرنے سے عاجز ہو جائے خواہ یہ عاجزی کسی قدرتی آفت کے نتیجے میں ہو یا خود اس کے کسی عمل سے ہو اس سے قیام کا فریضہ ساقط ہو جائے گا اور اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت حاصل ہو جائے گی، مثلاً اگر کوئی شخص اپنا پیر توڑ لے تو اس سے قیام کا فریضہ ساقط ہو جائے گا (فتح الباری ۹/۳۸۹)۔

علامہ شامی نے ”التحریر“ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ طلاق سکران کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا نشہ حرام طریقے پر ہو تو اس کی تکلیف باطل نہ ہوگی (یعنی زوال عقل کو باوجود وہ شرعاً مکلف قرار دیا جائے گا) اور اس پر تمام شرعی احکام لازم ہوں گے اور اس کی عبادت صحیح قرار دی جائے گی، لہذا اس کی طلاق، عتاق، بیع، اقرار، چھوٹے بچوں کا کفو میں نکاح کرانا، قرض دینا اور لینا سب شرعاً معتبر ہوگا اس لئے کہ عقل قائم ہے (حاشیہ رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/۴۴۳)۔

علامہ کاسانی جمہور ائمہ احناف جو وقوع کے قائل ہیں ان کی دلیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں وقوع طلاق کے سلسلے میں جو آیات ہیں مثلاً ”الطلاق مرتان“ الی قوله (فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غیرہ“ (سورہ بقرہ: ۲۲۹-۲۳۰)، ان میں سکران اور غیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح کی طرح سکران کی طلاق بھی واقع ہو، ہاں جسے کسی خاص دلیل کی بنیاد پر مستثنیٰ کیا گیا ہے اس کا یہ حکم نہ ہوگا، مثلاً حدیث میں بچے اور معتوہ کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے، اس لئے سکران اس آیت کے عموم میں داخل ہے اور دوسری دلیل وہی ہے جو پہلے مذکور ہوئی یعنی اس کی عقل کا زوال معصیت کی بنا پر ہے لہذا عقوبت کے طور پر اور معصیت کے ارتکاب سے باز رکھنے کے لئے اس

کی عقل کو باقی تصور کیا جائے گا، اسی بنا پر اگر وہ کسی پر تہمت لگائے یا کسی کو قتل کر دے تو اس پر حد اور قصاص جاری ہوتے ہیں، جبکہ حدود و قصاص غیر عاقل شخص پر جاری نہیں ہوتے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی عقل باقی قرار دی گئی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بطور زجر کے زائل شدہ شئی پر نقد یا قائم کا حکم لگایا جاتا ہے، جبکہ اس کا زوال معصیت کی بنیاد پر ہوا ہو، مثلاً اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل کر دے تو اسے میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے اور بطور سزا اور تنبیہ اس کے حق میں مورث کو زندہ فرض کر لیا جاتا ہے اور عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے جو یہ کہا گیا تھا کہ سکران کے ارتداد کا شرعاً اعتبار نہیں ہے تو اس کی طلاق کا بدرجہ اولیٰ اعتبار نہیں ہونا چاہئے تو اس کا جواب یہ دیا کہ قیاس کا تقاضا تو یہی تھا کہ اس کا ارتداد بھی صحیح ہو، لیکن استحساناً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا کہ سزا اور زجر عقل کو وہاں باقی تصور کیا جائے گا جس کا وجود اکثر ہوتا ہو اور ارتداد کا وجود شاذ و نادر ہے، لہذا وہاں پر زجر اُسے باقی فرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (بدائع الصنائع ۹۱/۳-۱۷۹۰)۔

مالکیہ کا مذہب

امام مالک سکران کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: ”سکران پر کون سے احکام لازم ہوتے ہیں اور کون سے لازم نہیں ہوتے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ طلاق، عتق اور زخم اور قتل کا قصاص اس پر لازم ہوں گے اور نکاح اور بیع اس پر لازم نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ نے اس پر ہر چیز کو لازم کیا ہے اور لیث فرماتے ہیں کہ سکران سے جو اقوال صادر ہوں ان کا اعتبار نہیں ہے لہذا طلاق، عتق، نکاح، اور بیع اس پر لازم نہیں ہوں گے اور نہ قذف کی صورت میں اس پر حد لازم ہوگا، البتہ اس کے اعضاء و جوارح سے جو جرائم صادر ہوں وہ اس پر لازم ہوں گے لہذا شراب نوشی، قتل، زنا اور چوری کی صورت میں اس پر حدود و قصاص جاری ہوں گے۔“

جہاں تک سکران کی طلاق کی بات ہے تو جمہور فقہاء اسے واقع قرار دیتے ہیں اور

ایک قوم عدم وقوع کی قائل ہے جن میں سے مزنی اور امام ابوحنیفہ کے بعض اصحاب میں اور ان کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ سکران کا حکم مجنون جیسا ہو یا ان دونوں کے درمیان فرق ہے؟ تو جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ سکران اور مجنون دونوں برابر ہیں، اس لئے کہ دونوں کی عقل مفقود ہے اور تکلیف کی شرط عقل ہے، تو وہ فرماتے ہیں کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے کہ سکران نے اپنے ارادہ سے اپنی عقل پر فساد داخل کیا ہے اور مجنون اس کے برخلاف ہے تو ایسے حضرات نے سکران کی طلاق کو لازم قرار دیا ہے اور یہ سزا اور تغلیظ کے باب سے ہے“ (بدایۃ الجہد ۸۲/۲)۔

اور المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

”قال ابن وهب: قال مالك: وبلغني عن سعيد بن المسيب وسليمان

بن يسار أنهما سئلا عن السكران إذا طلق امرأة أو قتل فقلا: إن قتل قتل وإن طلق جاز طلاقه“ (المدونۃ ۲۹/۳)۔

ابن وهب فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ ان دونوں سے پوچھا گیا کہ اگر سکران اپنی بیوی کو طلاق دے یا کسی کو قتل کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر وہ قتل کا مرتکب ہو تو اسے (قصاصاً) قتل کیا جائے گا اور اگر وہ طلاق دے تو اس کی طلاق جائز ہوگی۔

فقہائے مالکیہ کے نزدیک بھی طلاق سکران کا وقوع اتفاقی نہیں بلکہ ان کے درمیان بھی فقہائے حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی طرح اختلاف ہے، البتہ مالکیہ کا مشہور قول وقوع ہی کا ہے، لیکن قول شاذ عدم وقوع کا بھی ہے اور محمد بن عبدالحکم مالکی اسے لازم قرار نہیں دیتے ہیں (عقد الجواہر الثمینیہ ۱۶۱/۲)۔

شافعیہ کا مذہب

طلاق سکران کے سلسلہ میں امام شافعی کی طرف دونوں قول منسوب ہے، البتہ ان کا

رائج قول وقوع کا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور تصنیف ”کتاب الام“ میں جو ان کے جدید اقوال کا مجموعہ ہے، فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شراب یا نبیذ پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دی تو اس پر طلاق لازم ہوگی اور تمام حدود (جرائم صادر ہونے کی صورت میں) اور فرائض لازم ہوں گے اور معصیت کی وجہ سے نہ اس سے کوئی فریضہ ساقط ہوگا اور نہ طلاق ساقط ہوگی۔ امام صاحب آگے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ سکران مغلوب العقل ہے جس طرح مریض اور مجنون مغلوب العقل ہیں تو جواب میں کہا جائے گا کہ مریض و مجنون اجر و ثواب کے مستحق ہیں اور مرض ان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور شریعت کے نزدیک وہ زوال عقل کی وجہ سے مرفوع القلم ہیں اور سکران (نشہ خوری) کی وجہ سے گنہگار ہے اور حد کا مستحق ہے اور وہ مرفوع القلم نہیں ہے لہذا جو سزا کا مستحق ہے اسے اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا جو اجر و ثواب کا مستحق ہے اور مغلوب العقل سے نماز ساقط ہے اور سکران سے ساقط نہیں ہے (کتاب الام ۲۳۵/۵)۔

آگے امام صاحب نے تحریر فرمایا کہ اگر کسی نے بھنگ وغیرہ کا استعمال دواء کیا اور اس کی عقل رخصت ہوگئی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی، گویا امام شافعی بھی احناف کی طرح سزاء اس کی طلاق کو نافذ فرماتے ہیں۔

علامہ نووی اپنی مشہور تصنیف المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے شراب یا نبیذ پی اور نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دی تو منصوص یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع ہوگی اور مزنی نے نقل کیا ہے امام شافعی کا سکران کے ظہار کے بارے میں قدیم میں دو قول ہیں، تو ہمارے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے فرمایا کہ اگر یہ ظہار کے بارے میں ثابت ہے تو اس کی طلاق کے بارے میں بھی دو قول ہوں گے، (ایک) یہ کہ واقع نہ ہوگی، ربیعہ، لیث، داؤد، ابو ثور اور مزنی کا یہی مذہب ہے، اس لئے کہ اس کی عقل زائل ہوگئی لہذا وہ مجنون کے مشابہ ہوگی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع ہوگی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے

ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نشہ کی حالت میں مخاطب کیا اس سے پتہ چلا کہ سکران مکلف ہے اور حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ لوگ شراب پینے میں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں اور اس میں جو حد بطور سزا ہے اس کو معمولی سمجھ لیا ہے۔ تو تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر وہ شراب پینے گا تو نشہ طاری ہوگا اور جب نشہ طاری ہوگا تو ہڈیان و بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو لوگوں پر جھوٹا الزام لگائے گا لہذا مفتری کی حد اس پر جاری ہونی چاہئے۔ اس واقعہ سے نتیجہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں اگر سکران کے کلام پر حکم شرعی مرتب نہ ہو تو اس کے ہڈیان کی وجہ سے اس کی حد میں اضافہ نہ کیا جاتا اور ہمارے اکثر اصحاب نے فرمایا کہ اس کی طلاق واقع ہوگی اکثر اصحاب کا ایک ہی قول ہے اور اس کی دلیل مذکورہ بالا آیات اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اجماع ہے (المجموع شرح المہذب ۶۲/۱۷)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شوافع کا راجح اور مشہور قول وقوع کا ہے اور اس کی ایک دلیل قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اسے مخاطب کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شرعاً مکلف ہے، جب مکلف ہے تو اس کے تصرفات کا اعتبار ہوگا اور طلاق واقع ہوگی دوسرا وہ اجماع ہے جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شرب خمر کی حد کے سلسلے میں ہوا اور سزا اسی کوڑے مقرر کی گئی، تو حضرت علیؓ کے فیصلے سے پتہ چلا کہ نشہ کی حالت میں ہڈیان و افتراء کا اعتبار کیا گیا۔ اگر وہ مکلف نہ سمجھا جاتا تو پھر سزا میں اضافہ کیوں کیا جاتا، آگے چل کر مجموع میں تیسری دلیل یہ دی گئی ہے اس کے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا پتہ اس کے قول سے چلے گا اور وہ حرام مشروب کے استعمال کی وجہ سے فاسق ہے، لہذا اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس کی طلاق واقع کی جائے گی، اس قول کی بنیاد پر یہ طلاق ظاہر میں واقع ہوگی فیما بینہ و بین اللہ واقع نہیں ہوگی۔

چوتھی دلیل آگے یہ دی گئی ہے کہ اس پر طلاق کا وقوع تغلیظاً اور سزاء ہے، لہذا ہر وہ عمل

واقع ہوگا جس میں تغلیظاً ہو جیسے طلاق، ارتداد، عتق اور موجب حد جرم اور جس میں تخفیف ہے وہ واقع نہ ہوگا جیسے نکاح، رجعت اور ہدیہ وغیرہ کا قبول کرنا۔

آگے صاحب المجموع نے نقل کیا ہے کہ عمرانی شافعی فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی دوا استعمال کی یا شراب اور نبیذ کے علاوہ ضرورتاً کوئی اور مشروب استعمال کیا اور نشہ طاری ہو گیا تو اس کا حکم مجنون جیسا ہے یعنی اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

حتنا بلہ کا مذہب

امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب سے طلاق سکران کے سلسلہ میں دونوں اقوال منقول ہیں، علامہ ابن قدامہ حنبلی المغنی میں فرماتے ہیں کہ ایک قول وقوع کا ہے جسے ابو بکر خلال اور قاضی نے اختیار کیا ہے اور اس کی دلیل حضرت علیؑ کی یہ حدیث ہے ”کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ نے حد کے معاملہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے اس لئے اس کی طلاق کا حکم بھی صحت مند جیسا ہوگا، اس لئے شرعاً وہ مکلف ہے اور مکلف کی طلاق واقع ہوتی ہے اور اس کے مکلف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس پر حد سرقہ اور قتل کے بدلے قصاص جاری ہوتا ہے اس لئے اس کا حکم مجنون جیسا نہیں ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اس قول کو ابو بکر عبدالعزیز نے اختیار کیا ہے اور یہی حضرت عثمانؓ، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ انصاری وغیرہ کا مذہب ہے۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سے یہ ثابت ہے اور ہم نہیں جانتے کہ صحابہ میں سے کسی نے ان سے اختلاف کیا ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ والی حدیث اس مسئلہ میں سب سے اونچی چیز ہے اور وہ حضرت علیؑ کی مذکورہ بالا حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ زوال عقل کی وجہ سے وہ مجنون اور نائم کے مشابہ ہے اور وہ مفقود الارادہ ہونے کی وجہ سے مکرہ کے مشابہ ہے اور اس لئے کہ عقل شرط تکلیف ہے، اس لئے کہ تکلیف کا مطلب امر ونہی

کے ذریعہ مخاطب کیا جانا ہے اور یہ خطاب کسی ایسے شخص کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا جو اسے سمجھ ہی نہیں سکتا ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ شرط کا زوال کسی معصیت کی بنا پر ہو یا کسی اور سبب کی بنا پر، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا پیر توڑ لے تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور اگر کوئی حاملہ عورت اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر حمل ساقط کر لے جس کے نتیجے میں اسے نفاس آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص اپنے سر پر ضرب لگائے اور اس کے نتیجے میں وہ مجنون ہو جائے تو تکلیف اس سے ساقط ہو جائے گی، آگے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث ثابت نہیں ہے اور جہاں تک سکران کے قتل اور چوری کا مسئلہ ہے تو اس میں بھی مسئلہ طلاق ہی کی طرح اختلاف ہے، یعنی سکران کے قتل اور سرقت کی وجہ سے اس پر حد سرتہ اور قصاص کا جاری ہونا متفق علیہ نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے، جو لوگ اس کی طلاق کو واقع کرتے ہیں وہ اس پر حد و قصاص کے جاری ہونے کے قائل ہیں اور جو حضرات اس کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک غیر مکلف ہونے کی وجہ سے اس کے سرتہ اور قتل پر بھی حد و قصاص جاری نہ ہوگا (المغنی لابن قدامہ ۷/۱۱۳-۱۱۶)۔

مذہب حنبلی کی نہایت معتبر کتاب ”الانصاف“ میں بھی امام احمد بن حنبل کی طرف دونوں قول منسوب ہیں، پہلا وقوع کا اور دوسرا عدم وقوع کا اور دوسرے قول کو ان کا آخری قول اور راجح قول قرار دیا گیا ہے اور زکشی نے دلائل کے اعتبار سے اسے اظہر قرار دیا ہے۔

جس شخص کی عقل کے ایسے سبب سے زائل ہوئی ہو جس میں وہ معذور ہو جیسے کہ مجنون اور خوابیدہ انسان اور بے ہوش اور مبرسم (ایک قسم کا مجنون) تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عقل کا زوال کسی ایسے سبب سے ہے جس میں وہ معذور نہیں ہے، مثلاً سکران تو اس کی طلاق کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں دور و ایتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ واقع ہوگی اور دوسری یہ ہے کہ نہیں واقع ہوگی۔ زکشی کہتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں کہ اس دوسری روایت کے دلائل زیادہ ظاہر ہیں اور اسی بنا پر کہا گیا کہ یہ آخری روایت ہے (الانصاف للرداوی ۸/۳۳۲-۳۳۳)۔

متاخرین حنابلہ کے نزدیک عدم وقوع ہی کا قول زیادہ مشہور اور راجح ہے خصوصاً علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم نے اسی کو ترجیح دی ہے اور وقوع طلاق کے قائلین کے تمام دلائل کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔

فریقین کے دلائل کا جائزہ

میں نے پہلے ذکر کیا کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے منصوص علیہ نہیں ہے۔ قرآن وحدیث میں اس سلسلہ میں کوئی نص وارد نہیں ہے۔ اسی بنا پر صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین نے اجتہاد کے ذریعہ نظائر و شواہد پر قیاس کر کے اس کا حکم دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن فقہاء نے سے فاقد العقل اور مجنون کے مشابہ سمجھا انہوں نے اسے غیر مکلف قرار دے کر اس کی طلاق کو واقع نہیں کیا اور جن حضرات نے یہ دیکھا کہ زوال عقل کا سبب معصیت ہے انہوں نے حقیقتاً زوال عقل کے باوجود اسے تقدیراً اس کی عقل کو موجود فرض کر کے اسے صحت مند اور مکلف قرار دے کر اس کی طلاق کا اعتبار کیا۔ وقوع طلاق کے قائلین نے قرآن کریم کی آیت ”لا تقربوا الصلاة و انتم سكارى“ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ سکران کے مکلف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حالت نشہ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا اور نماز کے قریب نہ جانے کی تلقین کی۔ تکلیف کا مطلب یہ ہے کہ امر و نہی کے ذریعہ خطاب کیا جائے سب سے اہم محور طلاق سکران کے سلسلہ میں یہی ہے، لیکن دونوں فریق کے دلائل پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ جن حضرات نے سکران کو مجنون کی طرح فاقد العقل اور غیر مکلف قرار دیا ہے ان کی رائے زیادہ قوی اور راجح ہے۔ سکران کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ خیر و شر کی تمیز کھو بیٹھتا ہے، یہ بات خود قرآن کریم کی صراحت سے معلوم ہوتی ہے، ارشاد فرمایا گیا کہ ”اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت ہو یہاں تک کہ تم جاننے لگو کہ کیا کہہ رہے ہو“۔ اس سے پتہ چلا کہ نشہ والا آدمی وہ ہے جسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا بول رہا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز

میں ایک صحابی نے ”لا أعبد ما تعبدون“ کے بجائے ”أعبد ما تعبدون“ پڑھ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک کفریہ اور شرکیہ کلام ہے اگر انسان میں عقل و تمیز ہو تو وہ ایسی بات کیوں کر کہہ سکتا ہے؟ قرآن کریم کی اسی تصریح سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ جن حضرات نے سکر کی تعریف زوال عقل سے کی ہے وہ اصح اور قرآن کی تعبیر و بیان اور منشا و مراد سے ہم آہنگ ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

”السكر سرور یزیل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض، وقالا: بل يغلب على العقل فيهدى في كلامه، قال في البحر: والمعتمد في المذهب الأول“ (حاشیہ رد المحتار کتاب الطلاق: ۵۸۲/۲)۔

(سکر وہ سرور ہے جو عقل کو زائل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے آدمی آسمان و زمین کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا اور صاحبین فرماتے ہیں کہ عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور وہ ہذیان کہنے لگتا ہے، صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں کہ پہلا قول مذہب میں قابل اعتماد ہے)۔

جہاں تک سکران کے مکلف اور آیت مذکورہ بالا کا مخاطب ہونے کی بات ہے تو یہ صحیح معلوم نہیں ہوتی اور عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے اس کا اطمینان بخش جواب دیا گیا ہے۔ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نشہ کی حالت میں کسی انسان کو امر و نہی کے ساتھ خطاب کرے اور احکام کا مکلف بنائے، یہ بات اصولی طور پر تسلیم شدہ ہے کہ تکلیف کے لئے عقل شرط ہے جو شخص بات سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اور بات سمجھنا تو درکنار خود اپنی کہی ہوئی بات کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ اس سے ایک باشعور انسان بات کرنا گوارا نہیں کرے گا، چہ جائیکہ اس حال میں اسے ہدایات دی جائیں، جب ایک عقل مند انسان سے اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا تو اللہ رب العزت کی ذات تو اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ وہ ایسے مدہوش اور فاقد العقل انسان کو امر و نہی کے ساتھ خطاب کرے۔ ایک ہوش و حواس کھوئے ہوئے انسان کو فاقد العقل جانتے ہوئے اگر کوئی اس سے خطاب کرے تو اس آدمی کے فاقد العقل ہونے کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا خطاب کرنے

والے کے فاقد العقل ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ جائے گا۔

کسی آیت کا منشا و مفہوم اس کے زمانہ نزول، شان نزول اور سیاق و سباق سے متعین ہوتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں مفسرین نے جو واقعہ ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

”إن جماعة من أفاضل الصحابة صنع لهم عبد الرحمن بن عوف طعاما وشراباً حين كانت الخمر مباحة، فأكلوا و شربوا، فلما ثملوا جاء وقت صلاة المغرب فقدموا أحدهم ليصلى بهم فقراً: أعبد ما تعبدون وأنتم عابدون ما أعبد، فنزلت هذه الآية، فكانوا لا يشربون في أوقات الصلوات، فإذا صلوا العشاء شربوها، فلا يصبحون إلا وقد ذهب عنهم السكر و علموا ما يقولون، ثم نزل تحريمها على الإطلاق في سورة المائدة“ (التفسير الكبير للإمام الرازي ۱۰/۸۷)۔

(حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اکابر صحابہ کی ایک جماعت کے لئے کھانے پینے کا نظم کیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب شراب مباح تھی، چنانچہ ان حضرات نے کھانا کھایا اور شراب پی، جب ان پر نشہ طاری ہوا تو مغرب کی نماز کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک کو آگے بڑھایا، نماز میں انہوں نے (سورة الكافرون کی تلاوت کی) اور ”لا أعبد ما تعبدون“ کے بجائے ”أعبد ما تعبدون وأنتم عابدون ما أعبد“ پڑھ دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد ان کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ نماز کے اوقات میں شراب نہیں پیتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد پی کر سوجاتے تھے اور صبح ہوتی تو نشہ اتر جاتا پھر وہ جو کچھ بولتے تھے اسے سمجھنے لگتے تھے، اس کے بعد سورہ مائدہ میں علی الاطلاق شراب کی حرمت نازل ہوئی)۔

یہ آیت شراب کی قطعی حرمت کے نزول سے قبل کی ہے، اس میں گویا اہل ایمان کو شراب سے بچنے کی ترغیب ہے کہ جب شراب ایسی بری چیز ہے کہ اس کے پینے کے بعد آدمی نماز کے لائق نہیں رہتا تو پھر اس سے بچنا ہی بہتر ہے، چنانچہ اس کے بعد کچھ صحابہ نے شراب نوشی چھوڑ دی، یا اس میں یہ ہدایت اور تنبیہ ہے کہ اگر پینا ہی ہو تو نماز کے اوقات میں مت پیو، اوقات

نماز کی رعایت کر کے بیو، چنانچہ صحابہ نے اس پر اس طرح عمل کیا کہ جسے پینا ہوتا وہ عشاء کی نماز کے بعد پینتا کہ صبح تک نشہ اتر جاتا اور نماز کی ادائیگی کے قابل ہو جاتا۔

امام فخر الدین رازی نے اس کی ایک اور تفسیر کی ہے جو امام شافعی کا اختیار کردہ ہے، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ و تابعین کا بھی وہی قول ہے اور وہ یہ ہے کہ ”لا تقربوا الصلوة“ میں صلاۃ سے قبل مضاف محذوف ہے یعنی ”لا تقربوا مواضع الصلوة“ یعنی نشہ کی حالت میں مسجد کے قریب مت جاؤ، گویا یہ نشہ کی حالت میں مسجد جانے کی ممانعت ہے، امام رازی فرماتے ہیں کہ نماز پر مسجد کا اطلاق کرنے کا احتمال ہے، سورہ حج میں بھی جہاں جہاد کی اجازت منقول ہے وہیں اس کی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اگر طاقت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرنا تو کلیسے، گرجے، اور نماز کی جگہیں منہدم کر دی جائیں۔

”ولو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات“ (سورہ حج: ۳۰) فرماتے ہیں کہ یہاں پر صلوات سے مراد مواضع الصلوات، نماز پڑھنے کی جگہیں یعنی مسجدیں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ لفظ صلاۃ بول کر مسجد مراد لینا درست ہے، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں مسجد سے قریب مت ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مسجد سے قریب ہو والا یہ کہ راستہ سے گزرنا ہو، گویا اس آیت میں سکران اور جنبی کو مسجد جانے سے روکا گیا ہے (التفسیر الکبیر سورۃ النساء: ۴۳)۔

اس تفسیر کی رو سے سکران کے لئے مسجد جانے کی ممانعت ہے اس لئے کہ مسجد نماز، عبادت اور ذکر و تلاوت کی جگہ ہے، جسے ہر قسم کے شور و ہنگامہ سے پاک ہونا چاہئے تاکہ نمازیوں کی نماز و عبادت اور خشوع و خضوع میں کوئی خلل واقع نہ ہو، اسی بنا پر حدیث میں مسجد کو بچوں اور مجنونوں سے بھی بچانے کا حکم دیا گیا ہے، چونکہ یہ لوگ غیر مکلف اور مرفوع القلم ہیں تو غلط حرکت کر سکتے ہیں۔ بچے اور مجنون ہی کے مشابہ سکران بھی ہے کہ نشہ کی حالت میں مسجد جائے گا تو بکے گا اور لوگوں کی نماز و عبادت میں خلل واقع ہوگا۔ ۲۱ صورت میں گویا یہ مسلم سماج کے افراد سے

خطاب ہے کہ ایسے لوگوں کو مسجد نہ آنے دیں اس سے تو یہ اشارہ ملتا ہے کہ سکران بچوں اور مجنون کے مشابہ ہے اس لحاظ سے طلاق کے معاملہ میں بھی ان کا حکم بچے اور مجنون جیسا ہونا چاہئے کہ وہ فاقد العقل ہونے کی وجہ سے غیر مکلف ہے، علامہ نووی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے وقوع کے قائلین کے اس استدلال کا مدلل جواب دیا ہے کہ اس آیت میں نشہ کی حالت میں سکران سے خطاب کیا گیا ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں:

”ہم نے ذکر کیا کہ جو حضرات سکران کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قول ”لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سكارى“ (سورہ نساء: ۴۳) سے تکلیف کے مفہوم پر استدلال کرتے ہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں نہیں اس اصل نشہ سے ہے جو نماز کے قریب ہونے سے مانع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اس جماعت کو روکنا ہے جو خطاب کو سمجھتی ہے اور نیز آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کا ”حتى تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳) فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ سکران ایسی بات بولتا ہے جسے سمجھتا نہیں اور جس شخص کی یہ کیفیت ہو وہ مکلف کیوں کر ہو سکتا ہے، جبکہ وہ سمجھ نہیں رہا ہے اور سمجھنا تکلیف کے لئے شرط ہے جیسا کہ اصول میں یہ بات ثابت شدہ ہے“ (المجموع شرح المہذب ۶۳/۱)۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

”وقوع کے قائلین کا تیسرا ماخذ یہ ہے کہ اس پر تکلیف کا حکم جاری ہے، وہ نہ اس مجنون کی طرح ہے جو مرفوع القلم ہے اور نہ خوابیدہ انسان کی طرح ہے اور یہ بات بھی ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اس کی طرف امر و نہی کا خطاب متوجہ ہے تو یہ باطل ہے اس لئے کہ جو شخص عقل نہ رکھتا ہو، خطاب کو نہ سمجھتا ہو، وہ کسی قانون وغیرہ کو نہ جانتا ہو اسے کس طرح حکم دیا جائے گا اور روکا جائے گا۔ بلکہ شرعی اور عقلی دونوں کے دلائل سے اس کی نفی ہوتی ہے کہ اس جیسا آدمی مخاطب کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے قول ”لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سكارى“ (سورہ نساء: ۴۳) میں انہیں اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ ایسی نشہ آور چیز کا استعمال

کریں جس کے سبب ان کی نماز فوت ہو جائے، یا یہ کہ انہیں نماز کے بالکل قریب وقت میں پینے سے روکا گیا ہے یا یہ نبی اس آدمی کے لئے ہے جس میں نشہ کی ابتدائی علامت ظاہر ہو رہی ہو، لیکن نشہ کی حالت میں تو کسی حال میں اسے خطاب نہیں کیا جاسکتا“ (مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ ۱۰۵/۲۳-۱۰۶)۔

یہ کہنا کہ چونکہ اس کی عقل کا زوال معصیت کی سبب سے ہوا ہے اس لئے اسے تقدیراً باقی تصور کیا جائے گا اور شریعت کا خطاب حسب سابق علی حالہ اس کی طرف متوجہ رہے گا یعنی زوال عقل کے باوجود معصیت کی وجہ سے شریعت کی نظر میں وہ عاقل ہے، مجنون اور معتوہ کی عقل کا زوال چونکہ قدرتی آفت کے نتیجے میں ہے اور غیر اختیاری ہے اور سکران کی عقل کا زوال اختیار ی اور ایک فعل ممنوع کے ارتکاب کے نتیجے میں ہے، اس لئے دونوں کے حکم میں فرق ہوگا۔ مجنون و معتوہ کی طرح اس سے شریعت کا خطاب ساقط نہیں ہوگا، یہ بھی ایک غیر معقول بات ہے خطاب کے ساقط ہونے کی علت زوال عقل ہے، اور خطاب کے متوجہ ہونے کی شرط قیام عقل ہے، اختیاری اور غیر اختیاری کی وجہ سے شریعت کے احکام میں فرق نہیں پڑسکتا، عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے اس کی بہت سی مثالیں دی گئیں جن کا قائلین وقوع کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، کوئی بھی شریعت اور قانون حقائق سے چشم پوشی نہیں کر سکتا، بھلا جو شخص فاقد العقل ہے اسے عاقل کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اسے عاقل اور مکلف قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے عین بے ہوشی کی حالت میں جب وہ عقل و تمیز کھو بیٹھا ہے اور کوئی بات نہیں سمجھ رہا ہے اس حالت میں اس سے مخاطب ہو کر کہیں کہ چونکہ تم نے شراب پی کر اپنی عقل زائل کی ہے اس لئے ہم تمہیں سزاء عاقل ہی سمجھیں گے اور احکام شرع کا مکلف بنائیں گے یہ تو تکلیف مالایطاق ہے۔ جو خطاب کو سمجھنے ہی کا متحمل نہیں ہے اسے خطاب کیسے کیا جاسکتا ہے۔ ”لا یكلف اللہ نفساً إلا وسعها“ (سورہ بقرہ: ۲۸۶) اللہ کی بنائی ہوئی شریعت حقائق کا انکار نہیں کر سکتی، سکران فاقد العقل ہے یہ مان کر چلنا ہوگا خواہ اس کی عقل کا زوال اختیاری سبب سے ہو یا غیر اختیاری، نفاس کی

حالت میں عورت سے نماز روزہ ساقط ہے خواہ یہ نفاس طبعی اور غیر اختیاری ہو یا بارادہ خود اسقاط حمل کرنے کے نتیجے میں اختیاری ہو، جبکہ پہلی عورت اس حال میں اجر و ثواب کی مستحق ہے حتیٰ کہ اگر وفات ہو جائے تو شہید کے حکم میں ہے جبکہ دوسری عورت نافرمان اور ملعون ہے، کیا اس مسئلہ میں اختیاری یا غیر اختیاری فعل کے فرق کے نتیجے میں صوم و صلاۃ کے خطاب کے ساقط ہونے میں کوئی فرق ہے، علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

”ولا خلاف بینکم فیمن تردی لیقتل نفسہ عاصیا للہ فسلمت نفسہ
إلا أنه سقط علی رأسه ففسد عقله وفیمن حارب وأفسد الطریق فضرِب فی
رأسه ففسد عقله أنه لا یلزمه شیء مما یلزمه الأصحاء وهو الذی أدخل علی
نفسه الجنون بأعظم المعاصی“ (الکلی ۱۱/۵۳۵)۔

(آپ لوگوں کے درمیان اس شخص کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے خودکشی کے ارادے سے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا لے اور وہ سلامت رہ جائے، لیکن سر کے بل گرنے کی وجہ سے اس کی عقل رخصت ہو جائے اور اس شخص کے بارے میں جو ڈاکہ زنی کرے اور اس کے نتیجے میں اس کے سر پر ایسی چوٹ لگے جس سے دماغی توازن بگڑ جائے کہ ان دونوں اشخاص وہ احکام جاری نہیں ہوں گے جو صحت مند اور صاحب عقل لوگوں پر جاری ہوتے ہیں (یعنی شریعت کے احکام کا وہ مکلف باقی نہیں رہے گا اس میں کسی کا اختلاف نہ ہوگا) حالانکہ اس نے عظیم ترین جرم کے ارتکاب سے اپنے اوپر جنون لاحق کیا ہے)۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

”أن جمیع الأقوال والعقود مشروطة بوجود التمییز والعقل، فمن لا
تمییز له ولا عقل لیس بکلامه فی الشرع اعتبار أصلاً..... فإذا كان القلب
قد زال عقله الذی به یتکلم یتصرف فکیف یجوز أن یجعل له أمر ونهی، أو
إثبات ملک أو إزالته، وهذا معلوم بالعقل، مع تقریر الشارع له“ (مجموع فتاویٰ شیخ

الإسلام: ۱۰۷/۳۳-)

(تمام اقوال اور عقود و تصرفات عقل و تمیز کے ساتھ مشروط ہیں، تو جو شخص عقل و تمیز نہیں رکھتا شریعت میں اس کے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ہے، پس اگر قلب کی وہ عقل زائل ہو جائے جس کے ذریعہ انسان بات چیت اور تصرف کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے لئے امر و نہی کا خطاب ہو یا کسی ملک کا اثبات یا ازالہ ہو اور یہ بات عقل کے ذریعہ معلوم ہے اور شارع نے اسے برقرار رکھا ہے۔)

بہر حال عقل و نقل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نشہ کی حالت میں آدمی عقل و خرد دکھو بیٹھنے کی وجہ سے مجنون کے مشابہ ہو جاتا ہے، اختیاری اور غیر اختیاری فعل کا اثر احکام شرع پر اثر انداز نہیں ہوتا، اس لئے سکران کو مجنون و معتوہ اور صبی کے ساتھ لاحق کرنا مناسب ہے، اسی بنا پر اس کے ارتداد کا اعتبار نہیں ہوتا اور سکران پر حدود و قصاص اور دیگر تصرفات کے نفاذ کا مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اس پر حدود و قصاص جاری ہوں گے یہ حکم بھی فقہاء نے اجتہاد ہی سے صادر کیا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ اس پر حدود و قصاص کا بھی نفاذ نہ ہو، چونکہ شہادت کی بنیاد پر حدود کو ساقط کرنے کا حکم ہے اور اس کی حالت مجنون کے مشابہ ہے، اس لئے اس میں بھی مجنون کا حکم ہونا چاہئے، علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

”والحکم فی عتقہ و نذرہ و بیعہ و شرائہ و ردتہ و اقرارہ و قتله و قذفہ

و سرقته کما لحکم فی طلاقہ لأن المعنی فی الجمیع واحد“ (الغنی ۱۱۶/۷)۔

(سکران کے عتق، نذر، بیع و شرائہ، ارتداد، اقرار، قتل، قذف اور چوری کا وہی حکم ہے

جو اس کی طلاق کا ہے، اس لئے کہ سب سب کا ایک ہی ہے۔)

سکران کے مکلف ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ اس کو نماز کی قضا کا حکم دیا

جاتا ہے، ابن المنذر نے اس کا جواب یہ دیا کہ خوابیدہ انسان غیر مکلف اور مرفوع القلم ہے اس

بنا پر اس حال میں اگر وہ طلاق دے تو اس کا اعتبار نہیں، لیکن بیدار ہونے کے بعد اسے قضا نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے، تو قضا کے حکم سے جس طرح نائم کا مکلف ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح سکران کا مکلف ہونا بھی لازم نہیں آتا (حوالہ سابق)، یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ سکران کو مکلف کیسے قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس سے تکلیف کو ساقط کیا ہے اور نماز کے قریب بھی نہ جانے کا حکم دیا ہے۔

زجر و تعزیر کے طور پر وقوع طلاق کا حکم موجودہ حالات کے مناسب نہیں ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ موجودہ حالات میں ہندوستان جیسے ملک میں شوہر کم اور بیوی بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ شوہر کو آسانی سے دوسرا شہل جاتا ہے جبکہ بیوی بچوں کو سنگین مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے یہ سزا شوہر کے لئے موجودہ حالات میں زاجر نہیں ہے اور قرآن کریم کی رو سے ایک شخص کے جرم کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی ولا تغزروا ذرۃ و ذرۃ اخروی پھر یہ کہ عرف و عادت اور ظروف و احوال اور زمان و مکان کی تبدیلی سے تعزیر میں بھی فرق آتا ہے، عین ممکن ہے ایک چیز ایک ملک اور ایک زمانہ کے لئے تعزیر ہو اور دوسرے ملک اور دوسرے زمانہ میں وہ تعزیر کے بجائے تعظیم و اکرام شمار کیا جائے، جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے اور مثالیں دی ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ جن حالات میں فقہاء نے تعزیر طلاق کا حکم دیا ان میں وہ واقعتاً تعزیر تھا، لیکن موجودہ حالت میں وہ زاجر باقی نہیں رہا، اس لئے بھی اسے تبدیل ہونا چاہئے۔ جبکہ شرب خمر کی سزا مستقلاً شریعت میں موجود ہے۔

اور یہ کہنا کہ اسباب پر احکام مرتب ہوتے ہیں لہذا طلاق کا سبب تطبیق ہے تو جب سکران کی طرف سے تطبیق پائی گئی تو اس پر حکم شرعی یعنی وقوع طلاق مرتب ہونا چاہئے، علامہ نووی نے اس کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کا سبب مطلقاً لفظ طلاق کے تلفظ کو قرار دیا جائے تو پھر ہر حلال شی میں تلفظ پر طلاق واقع ہونی چاہئے، خواہ اس سکر کا سبب حلال ہو یا حرام اور خواہ اس کا تلفظ سکران کرے یا مجنون و صہمی اور نائم جبکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور اگر یہ کہا جائے

کہ اس شخص کا طلاق واقع کرنا معتبر ہے جو عاقل ہو اور اپنی بات کو سمجھنے والا ہو تو پھر سکران ایسا نہیں ہے لہذا اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے (المجموع شرح المہذب: ۱۷۱/۶۳)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے سکران کے تصرفات کے صحیح نہ ہونے کی ایک دلیل یہ دی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ماعزؓ کے منہ سوگھنے کا حکم دیا تھا جبکہ انہوں نے زنا کا اقرار کیا، یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے منہ سے شراب کی بو آتی تو رسول اللہ ﷺ ان پر حد جاری نہ فرماتے، اس سے پتہ چلا کہ سکران کے اقرار و دیگر تصرفات کا شرعاً اعتبار نہیں کہ وہ غیر مکلف ہے (مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۰۶/۳۳)۔

امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر فقہائے احناف صاحبین وغیرہ نے سکر کی جو تعریف کی ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ نشہ کی آخری حالت زوال عقل سے قبل کی حالت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس حالت کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں جبکہ اس کے ہوش و حواس بالکل ختم نہیں ہوتے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

”لأن السكران في العرف من اختلاف جده بهزله فلا يستقر على شيء، ومال أكثر المشائخ إلى قولهما، وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاروه للفتوى لأنه المتعارف“ (حاشیہ رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۳۳۲، طبع بیروت)۔

(اس لئے کہ عرف میں سکران وہ کہلاتا ہے جس کی سنجیدہ بات مزاق کے ساتھ گڈمڈ ہوگئی ہو اور وہ کسی بات پر برقرار نہ رہتا ہو اور اکثر مشائخ صاحبین کے قول کی طرف مائل ہیں اور یہ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی اور احمد) کا بھی قول ہے اور انہوں نے فتویٰ کے لئے اسی کو اختیار کیا ہے اس لئے کہ وہ متعارف ہے)۔

اس تعریف کی رو سے جبکہ عقل بالکل زائل نہ ہو بلکہ عقل مغلوب ہو جائے اور کھواس کرنے لگے، صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وقوع طلاق کا حکم ہے اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ کیفیت قرآن میں حتی تعلموا ما تقولون کی ہے، اس لئے جب بالکل عقل و ہوش

کا فقدان نہ ہو تو اس حالت میں وقوع طلاق کا حکم ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے اور وہ بتلا دے کہ ہمیں طلاق دینا یاد ہے تو پھر یہ وہ کیفیت نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہونی چاہئے، البتہ جب عقل و شعور کا بالکل فقدان ہو جائے تو اس حالت کی طلاق کے واقع ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ اور بعض دیگر فقہاء کے کلام سے واضح ہوتا ہے، چنانچہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب ”عقد الجواہر الثمینة فی مذہب عالم المدینة“ میں اس اختلاف ائمہ کی یہی توجیہ کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ اختلاف اس سکران کے بارے میں ہے جس کی عقل پوری طرح زائل نہیں ہوتی، ہو کچھ باقی ہو لیکن وہ سکران جو زوال عقل کے باعث آسمان وزمین اور مردوزن کے درمیان تمیز نہ کر سکے اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تمام افعال و احوال میں اس کا حکم مجنون جیسا ہے۔ فیما بینہ و بین اللہ بھی اور فیما بینہ و بین الناس بھی (عقد الجواہر الثمینة ۱۶۱/۲)۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں سوالنامہ کے اخیر میں درج دونوں سوالات کا جواب

درج ذیل ہے۔

۱- معاشرہ کی حالت کی جو عکاسی اور احکام شرعی کے بارے میں سوالنامہ میں جو

تفصیلات درج ہیں ان سے یہ عاجز سو فیصد متفق ہے۔

۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم

ہوتی ہے کہ آج کے حالات میں سکران کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے اور اس کا فتویٰ دیا

جائے، یہ خروج عن المذہب نہیں ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران ائمہ و فقہاء کی آراء کی روشنی میں

مفتی حبیب اللہ القاسمی ☆

کتب فقہ و فتاویٰ کے تتبع و جستجو کے بعد طلاق سکران کے وقوع و عدم وقوع کے بارے میں دو طرح کی رائیں سامنے آتی ہیں، اکثر صحابہ کرام ائمہ اور فقہاء حالت نشہ کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں، جب کہ بعض حضرات سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

قائلین عدم وقوع

حضرت عثمان غنیؓ، امام شافعی (ایک قول کے مطابق) حنفیہ میں سے امام طحاوی، امام کرخی، محمد بن مسلمہ۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

تمام کتب فقہیہ میں قائلین عدم وقوع کی جانب سے صرف ایک دلیل مذکور ہے اور وہ ”زوال عقل“ ہے یعنی نشہ آور چیز کے پینے سے جب اس کی عقل زائل ہوگئی تو وہ غیر عاقل کے حکم میں ہو گیا، خواہ مباح چیز کے پینے سے نشہ آیا ہو یا کسی حرام چیز کے پینے سے اور وقوع طلاق کے لئے عقل کا صحیح سالم ہونا متفقہ طور پر ضروری ہے، کیونکہ طلاق دینا ایک طرح کا تصرف ہے اور غیر عاقل کا تصرف جائز نہیں ہے، جیسا کہ مجنون اور غیر عاقل بچے کی طلاق باتفاق ائمہ واقع نہیں ہوتی، اس کی علت صرف عدم عقل ہے، اسی طرح یہاں بھی جب نشہ کی وجہ سے عقل زائل ہوگئی تو

☆ بانی و مہتمم دارالعلوم مہذب پور، اعظم گڑھ۔

وہ غیر عاقل کے حکم میں ہو گیا اور غیر عاقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی (بدائع الصنائع ۳/۹۹ ہدایہ ۳۳۸/۲، بدائع الصنائع ۳/۹۹ ہدایہ ۳۳۸/۲)۔

مذکورہ بالا ائمہ و فقہاء کے علاوہ تقریباً سبھی حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں۔

سب قائلین وقوع کے دلائل

کتب فقہیہ میں قائلین وقوع طلاق کی جانب سے عام طور پر تین دلائل ملتے ہیں، ان تینوں میں سے مشترکہ طور پر جو دلیل سبھی فقہاء نے پیش کی ہے، وہ شوہر کی تعزیر ہے، یعنی قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ طلاق سکران واقع نہ ہو، چونکہ نشہ کی حالت میں انسان عقل کھودیتا ہے، لیکن ازراہ زجر طلاق سکران نافذ کی جاتی ہے، سوائے اس کے کہ اس نے کسی مباح چیز کا استعمال کیا ہو اور اسے نشہ آ گیا ہو، یا ایسی حالت میں نشہ آور شئی استعمال کی جب اس کے لئے اس کا استعمال مباح تھا اور نشہ میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی (بدائع الصنائع ۳/۹۹، البحر الرائق ۳/۲۳، شامی ۲/۳۲۳، الجوهرة المیرۃ ۲/۵۶، ہدایہ ۳۳۸/۲)۔

کسی حرام شئی کے استعمال کی وجہ سے نشہ میں مبتلا شخص کو حکماً و تقدیراً عاقل ماننے پر صاحب بدائع جزئیہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ولهذا لو قذف إنساناً وقتل يجب عليه الحد والقصاص وأنهما لا يجبان على غير العاقل دل أن عقله جعله قائماً وقد يعطى للزائل حقيقة حكم القائم تقدیراً“ (بدائع الصنائع ۳/۹۹)۔

(یعنی جس طرح نشہ میں مبتلا شخص کے گالی دینے اور کسی کو قتل کرنے پر حد اور قصاص واجب ہوتا ہے تقدیراً عاقل سمجھتے ہوئے، اسی طرح یہاں بھی طلاق کے باب میں حکماً عاقل سمجھا جائے گا)۔

علامہ ابن نجیم صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں کہ حرام شئی کے استعمال کی وجہ سے نشہ میں مبتلا شخص شریعت کی نظر میں اوامر و نواہی اور دیگر تمام فروعیات کا مخاطب رہتا ہے، جیسے اگر نماز چھوٹ جائے تو بعد میں قضا کرنی پڑے گی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے ایسے شخص کو ازراہ زجر و توبیخ حکماً عاقل مانا ہے اور عاقل کی طلاق واقع ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے، لہذا ایسے شخص کی بھی طلاق واقع ہو جائے گی (البحر الرائق ۳/۲۷۴)۔

وقوع طلاق کے قائلین کی جانب سے بطور دوسری دلیل کلام پاک کی یہ آیت پیش کی گئی ہے:

”الطلاق مرتان (إلی قوله تعالیٰ) فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ“ (سورہ بقرہ: ۲۲۳-۲۲۰) (یعنی اگر دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دی تو وہ عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی، یہاں اللہ تعالیٰ نے کوئی تفصیل نہیں بیان کی کہ وہ حالت نشہ میں ہو یا نہ ہو، معلوم ہوا کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی۔

”ولنا عموم قوله عزوجل: الطلاق مرتان - إلی قوله تعالیٰ - فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ“ من غیر فصل بین السکران وغیرہ إلا من خص بدلیل وقوله علیه الصلاة والسلام: کل طلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوه“ (بدائع الصنائع ۳/۹۹)۔

قائلین وقوع طلاق کی جانب سے دلیل دیتے ہوئے علامہ شیخ ابوبکر بن علی بن محمد صاحب جوہرہ فرماتے ہیں:

”ولأنه مکلف العدد کما إذا قال کعدد الألف“ (الجوہرۃ النیرۃ ۲/۵۶)۔

نشہ میں مبتلا شخص حقیقتاً تو عاقل نہیں ہے لیکن شریعت کی نظر میں تقدیراً عاقل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عدد کا مکلف ہے یعنی ایک دو تین: جتنی مرتبہ طلاق دے گا اتنی ہی معتبر ہوگی، اسی طرح حالت نشہ میں اگر کسی کا کچھ اقرار کرتا ہے تو اس پر وہ لازم ہو جائے گا، اب جتنا اقرار

کرتا ہے اتنا ہی لازم ہوگا اگر شریعت اسے عاقل نہ مانتی تو اس کا بیان کردہ عدد معتبر نہ مانا جاتا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ عاقل ہے اور عاقل کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

فریقین کے دلائل اور تمام گوشوں پر نظر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قائلین وقوع طلاق کے دلائل زیادہ قوی اور مضبوط ہیں، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے آج تک وقوع طلاق کا فتویٰ دیا جا رہا ہے، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں:

”زجرأ به یفتی“۔

اس لئے سوالنامہ میں ذکر کردہ موجودہ معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں لکھی ہوئی تمام تفصیلات سے متفق ہونے کے باوجود اس ناکارہ کی رائے یہ ہے کہ حرام شئی کے استعمال سے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے، جیسا کہ شروع زمانے سے چلا آ رہا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوئی ڈھیل اور شفقت نہ برتی جائے، ورنہ شریعت کھیل ہو کر رہ جائے گی جو چاہے گا بلا جھجک شراب جیسی نشہ آور چیز استعمال کرے گا اور اس طرح فاسق کو فسق میں مبتلا ہونے کا سامان فراہم ہو جائے گا جیسا کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں:

”وفي البزازية: المختار في زماننا لزوم الحد، لأن الفساق يجتمعون عليه، وكذا المختار وقوع الطلاق، لأن الحد يحتال لدرته والطلاق يحتاط فيه“ (البحر الرائق ۳/۲۳۷ مطبوعہ کراچی پاکستان)۔



حالت نشہ کی طلاق شرعی تفصیلات کی روشنی میں

مولانا راشد حسین ندوی ☆

اصل سوال کا جواب دینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکران کی تعریف بیان کر دی جائے اور اس کی طرف سے دی جانے والی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں فقہاء و علماء کے مسالک نقل کر کے ان کے دلائل کا بھی جائز لے لیا جائے، تاکہ مسئلہ کی روح اور حقیقت تک پہنچنا آسان ہو جائے۔

سکران کی تعریف

لغت میں سکران: سکر، سکر (باب فرح) سے صفت کا صیغہ ہے، قاموس میں فرماتے ہیں کہ یہ ”صحاً“ کی ضد ہے، لسان العرب میں ہے کہ سکران صاجی کی اور سکر صحو کی نقیض ہے ”سکر کفرح سُکُرا و سُنْکُرا..... نقیض صحا فہو سکر و سکران وہی سکرۃ سکرۃ و سکرانۃ ج سکراری و سکراری“ (القاموس المحیط: مادہ: سکر، نیز دیکھئے: لسان العرب اور العجم الوسیط مادہ سکر)۔

اصطلاح میں سکران کی تعریف کے سلسلہ میں دو اقوال ہیں:-

۱- امام ابو حنیفہ کے نزدیک سکران اس شخص کو کہیں گے جس پر عقل زائل کر دینے والی مستی چھا جائے اور اس کی وجہ سے وہ آسمان وزمین میں تمیز نہ کر سکے۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم، میدان چوڑکی کلاں (رائے بریلی)۔

”السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض“ (رد المحتار ۲

۴۳۵۹)۔

(سکر وہ سرور ہے جو عقل کو زائل کر دے اور وہ اس کی وجہ سے آسمان وزمین میں تمیز نہ

کر پائے)۔

۲- صاحبین کے نزدیک سکران وہ ہے جس کی عقل پر سرور کا غلبہ ہو جائے اور وہ لایعنی

گفتگو کرنے لگے ”وقالوا: بل يغلب على العقل فيهذي في كلامه“ (ایضاً)۔

آگے علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وما ل أكثر المشائخ إلی قولهما وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاره

للفتوی، لأنه المتعارف“ (شامی ۳۵۹/۲)۔

(اکثر مشائخ کا رجحان صاحبین کے قول کی طرف ہے، ائمہ ثلاثہ کا قول بھی یہی ہے

اور علماء نے فتویٰ کے لئے اسی کو مختار قرار دیا ہے، اس لئے کہ متعارف یہی ہے)۔

صاحب ”المعنی“ فرماتے ہیں:

”وحد السكر الذى يقع الخلاف فى صاحبه هو الذى يجعله يخلط

فى كلامه، ولا يعرف رداءه من رداء غيره ونعله من نعل غيره (ثم قال) ولا

يعتبر أن لا يعرف السماء من الأرض، ولا الذکر من الأنثى، لأن ذلك لا

يخفى على المجنون فعليه أولى“ (المعنی ۲۵۷/۸)۔

(اور اس سکر کی تعریف جس کے بتلا کے بارے میں اختلاف ہے، یہ ہے کہ جو اس کو

کلام میں خلط کرنے والا بنا دے اور وہ دوسرے کی چادر سے اپنی چادر اور دوسرے کے جوتے

سے اپنا جوتانہ پہچان پائے (پھر فرماتے ہیں) اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ آسمان وزمین

اور مرد و عورت کے درمیان تمیز نہ کر پائے، اس لئے کہ یہ تو پاگل پر مخنی نہیں ہوتا، تو اس پر بدرجہ اولیٰ

مخنی نہ ہوگا۔

سکران کی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں فقہاء کے مسالک اور ان کے دلائل

سکران کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے دو مسالک ہیں:

(الف) چنانچہ: سعید ابن المسیب، حضرت عطاء، مجاہد، حسن، بن سیرین، شععی، نخعی، میمون ابن مہران، حکم، امام مالک، امام ثوری، اوزاعی، قول اصح کے مطابق امام شافعی، ابن شبرمہ، امام ابو حنیفہ، صاحبین، سلیمان ابن حرب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی، یہ مسلک صحابہ کرام میں سے حضرت علی، حضرت معاویہ اور بقول صاحب المغنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے (المغنی ۲۵۵/۸، الإقناع ۲/۲۸۷، المدوۃ الکبریٰ ۲۹۸)۔

(ب) حضرت عثمانؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عمر بن عبد العزیز، قاسم، طاؤس، ابو ثور، ربیعہ، یحییٰ انصاری، لیث، عنبری، اسحاق، مزنی اور ایک قول کے مطابق امام شافعی، امام زفر نیز امام احمد، ابن حنبل رحمہم اللہ کا قول معتمد یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، ہمارے مشائخ حنفیہ میں سے امام کرنفی، طحاوی، اور محمد ابن سلمہ نے بھی اسی کو مختار قرار دیا ہے (المغنی ۲۵۶/۸، فتح القدر ۳/۳۲۵، زاد المعاد ۲۱۰)۔

ایک روایت کے مطابق یہی امام احمد کا مسلک ہے اور ان کے مسلک کا اسی پر استقرار ہے اور اس کی طرف رجوع کر لینے کی امام احمد نے تصریح کی ہے۔

فریق اول کے دلائل

۱- ان حضرات کی پہلی دلیل مندرجہ ذیل آثار ہیں:

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ کے بارے میں منقول یہ اثر:

”أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة نسوة“ (نصب الرایہ ۳/۲۲۲)۔

(حضرت عمرؓ نے عورتوں کی شہادت پر طلاق سکران کو نافذ کر دیا) نیز حضرت علیؓ کا یہ اثر:

”کل الطلاق جائز إلا طلاق المعنوی“ (بخاری تعلیقات الطلاق، باب فی الإغلاق الخ

۳۰۵/۹ سنن بیہقی ۷/۳۵۹)۔

اس اثر کی تخریح ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے مرفوعاً بھی کی ہے، لیکن اس پر نقد کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:-

”هذا حدیث لا نعرفه مرفوعاً إلا من حدیث عطاء بن عجلان، وعطاء

ابن عجلان ضعیف ذاہب الحدیث“ (سنن ترمذی مع العرف الہدی، کتاب الطلاق باب ماجاء فی

طلاق المعنوی ۱/۲۲۶)۔

(میں اس حدیث کو مرفوع کی حیثیت سے صرف عطاء ابن عجلان کے طریق سے جانتا

ہوں اور عطاء ابن عجلان ضعیف ہیں)۔

صاحب تحفہ نے بھی اس حدیث پر نقد نقل کیا ہے، لیکن حضرت علیؓ پر موقوف حدیث کو

صحیح قرار دیا ہے (دیکھئے: باب مذکور ۲۹۶/۳)۔

۲- دوسری دلیل یہ ہے کہ شریعت نے فروعات میں سکران کو امر و نہی کا مخاطب بنایا

ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے اس کو عاقل قرار دیا ہے، لہذا اس کے تمام فروعی تصرفات

معتبر ہوں گے اور طلاق بھی فروعی تصرفات میں سے ایک ہے (دیکھئے: کفایہ مع الفتح ۷/۳۳)۔

۳- تیسری دلیل یہ ہے کہ اس کی عقل ایک معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے زائل

ہوئی ہے، لہذا زجر کے لئے حکماً اس کو باقی مانا جائے گا۔

”ولنا أنه زال بسبب هو معصية فجعل باقيا حکماً زجرأله“ (ہدایہ مع الفتح

۳۳۶/۳، بدائع الصنائع ۳/۱۵۹)۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

۱- صحابہ کرام کے آثار، مثلاً حضرت عثمانؓ کا قول:

”لیس لمجنون ولا لسکران طلاق“ (بخاری تعلیقاً مع الفتح ۳۰۳/۹)۔
 (مجنون اور سکران کی طلاق نہیں ہوتی)۔
 حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے:

”طلاق السکران والمستکره لیس بجائز“ (رواہ البخاری تعلیقاً، وقال

الحافظ: وصله ابن ابی شیبہ وسعید بن منصور) (بخاری مع الفتح ۳۰۹/۹)۔

(سکران اور کرہ کی طلاق جائز نہیں ہے)۔

امام احمد فرماتے ہیں:

”حدیث عثمان أرفع شیء فیہ، وهو أصح یعنی من حدیث علی“ (المغنی

-۲۵۶/۸)

(اس باب میں حضرت عثمانؓ کی حدیث سب سے عالی ہے اور وہ حضرت علیؓ کی حدیث

کے مقابلہ میں صحیح ہے)۔

۲- صاحب ”المغنی“ عدم وقوع طلاق کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ولأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم (ثم قال) ولأن العقل شرط

التكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أو نهی ولا يتوجه ذلك إلى من لا

يفهمه، ولا فرق بين زوال الشرط بمعصية أو غيرها بدليل أن من كسر ساقیه

جاز له أن يصلي قاعداً، ولو ضربت المرأة بطنها فنفسه سقطت عنها الصلاة،

ولو ضرب رأسه فجن سقط التكليف“ (المغنی ۹۲۵۶/۸)۔

(اور اس لئے بھی کہ وہ مفقود العقل، پاگل اور سونے والے کے مشابہ ہے) (پھر فرمایا)

اور اس لئے بھی کہ عقل شرط تکلیف ہے، کیونکہ تکلیف کا مطلب امر و نہی کا مخاطب بنانا ہے اور

خطاب اس شخص کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جو اسے سمجھتا نہ ہو اور معصیت یا غیر معصیت سے شرط

مفقود ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس دلیل سے کہ جو اپنے پیر توڑ ڈالے، اس کے لئے بیٹھ کر

نماز پڑھنا جائز ہے اور عورت اگر اپنے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس کو نفاس آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر سر پر ضرب لگائے، اور پاگل ہو جائے تو اس سے تکلیف ساقط ہو جائے گی۔

علامہ ابن الہمام ان حضرات کے قول کی توجیہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

”وجہہ ان اقل ما یصح التصرف معہ وإن کان حکمہ مما یتعلق بمجرد لفظہ القصد الصحیح أو مظنتہ ولیس لہ ذلک، و هو أسوأ حالا من النائم، لأنه إذا أوقف یتقیظ بخلاف السكران، وصار کزوالہ بالبنج والدواء وهو الأفیون، وکون زوال عقلہ بسبب هو معصیة لا أثر لہ وإلا صحت ردتہ ولا تصح“ (بخ القدر ۳/۳۴۵)

(اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ کم از کم چیز جس کے ساتھ تصرف صحیح ہوتا ہے (اگرچہ اس کا حکم مجرد لفظ سے متعلق ہوتا ہو) قصد صحیح یا اس کے مظنہ کا وجود ہے اور سکران کو یہ چیز حاصل نہیں ہے، اور وہ سونے والے سے بھی برے حال میں ہوتا ہے، اس لئے کہ سکران کے برخلاف اگر سونے والے کو بیدار کیا جائے تو بیدار ہو جائے گا اور یہ ایسے ہی ہو گیا جیسے بھگ اور دوا یعنی افیون سے عقل زائل ہو جائے اور اس کی عقل کے معصیت سے زائل ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا ورنہ اس کا ارتداد صحیح ہوتا جبکہ وہ صحیح نہیں ہوتا)۔

۳- علامہ ابن القیم نے عدم وقوع پر اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:-

”یا ایہا الذی آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکاری“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! نہ جاؤ نماز کے قریب جس وقت کہ تم نشہ کی حالت میں ہو)۔

جہاں تک فریقین کی پہلی دلیل کا تعلق ہے تو اس میں آثار دونوں طرف ہیں، بلکہ

بقول بعض فریق ثانی کے آثار زیادہ قوی ہیں، چنانچہ ”المغنی“ میں امام احمد کا قول نقل کیا ہے:

”حدیث عثمان أرفع شئی فیہ وهو أصح یعنی من حدیث علی“ (المغنی

- (۲۵۶/۸)

(اس باب میں حضرت عثمانؓ کی حدیث سب سے عالی ہے اور وہ حضرت علیؓ کی حدیث کے مقابلہ صیح ہے)۔

بلکہ راقم کی ناقص فہم کے مطابق حضرت علیؓ کے اس اثر:

”كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ (بخاری مع اللخ تعلیقاً فی الطلاق باب فی الاطلاق الخ ۳۰۵ و ۳۰۶ ج ۱ ص ۳۵۹) (معتوہ کی طلاق کے علاوہ ہر طلاق جائز ہے) سے فریق اول کا استدلال تام نہیں ہے، اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں معتوہ کے جو معنی درج کئے جاتے ہیں ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عموم میں سکران بھی داخل ہو جائے گا، چنانچہ قاموس میں ہے:

”عته كعنى..... فهو معتوه: نقص عقله أو فقد أو دهش“ (مادہ: عته)

(عته عنی کی طرح ہے، اس سے صیغہ صفت معتوہ ہے: یعنی عقل کم ہو جانا یا ختم ہو جانا یا دہشت زدہ ہو جانا)۔

اور لسان العرب میں ہے:

”المعتوه: المدهوش من غير مس جنون، وقيل: الناقص العقل (مادہ: عته)

(معتوہ بغیر جنون کے دہشت زدہ ہو جانے والے کو کہتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ ناقص العقل کو کہتے ہیں)۔

اسی لئے حافظ ابن حجر نے سکران کو بھی معتوہ کے حکم میں داخل ہو جانے کی تصریح کی ہے:

”فيدخل فيه الطفل والمجنون والسکران“ (بخاری فی الطلاق باب الطلاق فی الاطلاق الخ ۳۰۵)۔

(لہذا بچہ پاگل اور سکران معتوہ میں داخل ہو جائیں گے)۔

جہاں تک فریق اول کی دوسری دلیل کا تعلق ہے، تو میرے خیال سے صرف احکام شریعت کا مخاطب ہو جانے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اس کی دی ہوئی طلاق نافذ مانی جائے،

اس لئے کہ سونے والا بھی احکام شریعت کا مخاطب ہوتا ہے، لیکن اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔
حافظ ابن حجر ابن المنذر سے نقل کرتے ہیں:

”وأجاب ابن المنذر عن الاحتجاج بقضاء الصلوات بأن النائم يجب عليه قضاء الصلاة، ولا يقع طلاقه، فافترقا“ (فتح الباری ۳۰۳/۹)۔

(اور نمازوں کی قضا سے استدلال کا جواب ابن المنذر نے اس بات سے دیا ہے کہ سونے والے پر نماز کی قضا واجب ہوتی ہے، اور اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لہذا نماز کی قضا اور وقوع طلاق میں فرق ہے)۔

پھر اس دلیل کو تسلیم کیا جائے تو ہر سکران کی طلاق واقع ہونی چاہئے تھی، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے اور کسی کو اگر زبردستی شراب پلا دی جائے یا کوئی دوا کے طور پر ایفون وغیرہ کھالے اور اسے نشہ آجائے یا شراب پینے سے سردرد ہو جائے اور اس سردرد کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہو جائے اور وہ طلاق دے بیٹھے تو طلاق واقع نہیں ہوتی (اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے: ہندیہ ۳۵۳/۱، فتح القدر ۳۲۷/۳، ہدایہ مع الفتح ۳۲۸/۳)۔

جہاں تک حدود و قصاص کا تعلق ہے تو بلاشبہ سکران پر حدود و قصاص کا نفاذ ہوتا ہے۔
”ولهذا لو قذف إنساناً أو قتل يجب عليه الحد والقصاص“ (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

(اسی لئے اگر کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائے یا قتل کر ڈالے تو اس پر حد اور قصاص لازم ہوگا)۔

لیکن یہ بات غور کرنے کی ہے کہ سوائے حد قذف یا سبب قصاص کے بقیہ حدود کا اقرار سکران سے کیوں ثابت نہیں ہوتا؟ اس کی حکمت ”البحر الرائق“ میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

”وأشار إلى أن كل حد كان خالصاً لله تعالى فلا يصح إقرار السکران

بہ، وإن لم يكن خالصاً لله تعالى فإنه يصح إقراره به، كحد القذف لأن فيه حق العبد، والسكران فيه كإلصاحي عقوبة عليه كما في سائر تصرفاته، والحاصل أن إقراره بالحدود لا يصح إلا حد القذف وإقراره بسبب القصاص“ (المحررات) ۲۸۷۲/۵۔

(یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر وہ حد جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس کا اقرار سکران سے صحیح نہیں ہے اور جو خالص اللہ کا حق نہ ہو اس کا اقرار صحیح ہے، جیسے کہ حد قذف، اس لئے کہ اس میں حق عبد پایا جاتا ہے اور اپنے تمام تصرفات کی طرح سزا کے طور پر سکران اس میں صاجی کے حکم میں ہوتا ہے، خلاصہ کلام یہ ہے سوائے حد قذف اور سبب قصاص کے بقیہ حدود کا اقرار اس سے صحیح نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ سکران پر حد قذف و قصاص کا نفاذ اس لئے ہے کہ اس میں سکران کی تعدی محسوس طور پر دوسرے کے اوپر واقع ہوتی ہے اور اگر اس پر سزا مقرر نہ کی جائے تو قائلین اور قاذفین کے ہاتھ میں بہت ہی بہترین ہاتھ آجائے گا اور وہ یہ کام ہمیشہ حالت سکر میں کیا کریں گے، اسی لئے فقہ و حکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ اس پر حد و قصاص کا نفاذ ہو، اسی لئے جہاں دوسرے پر تعدی کا مسئلہ نہ ہو وہاں اس کا اقرار صحیح نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ کفر یہ الفاظ کہنے سے اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگایا جاتا، اس لئے کہ اس سے خالص اللہ کا حق متعلق ہے ”إلا أنه لا تصح ردة السكران“ (البتہ سکران کا ارتداد صحیح نہیں ہوتا) (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

اس اعتبار سے غور کریں تو طلاق کو حد قذف یا قصاص کے بجائے بقیہ حدود کے اقرار نیز ارتداد پر قیاس کرنا چاہئے، اس لئے کہ موجودہ حالات میں دوسروں کے حقوق طلاق سکران کے اعتبار کے بجائے عدم اعتبار سے محفوظ رہتے ہیں، طلاق معتبر مانی جائے تو بیوی بچوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لہذا صرف یہ دلیل باقی بچتی ہے کہ وقوع طلاق بطور زبرد تو صحیح ہوگا۔

اس دلیل پر بعض حضرات نے یہ اشکال کیا ہے کہ سکر کی ایک مخصوص حد شریعت نے مقرر کر دی ہے، لہذا اس پر کسی دوسری چیز کا اضافہ نہ ہونا چاہئے:

”فقال عثمان البتي: لا يلزمه عقد ولا بيع ولا حد إلا حد الخمر فقط“

(عثمان بن عتی فرماتے ہیں: اس پر سوائے حد خمر کے کوئی اور عقد یا بیع وغیرہ لازم نہیں ہوگی)۔

لیکن اس اشکال کو نظر انداز کر بھی دیں تب بھی راقم کو اکیڈمی کی یہ بات دل میں لگتی ہے کہ ہمارے فقہاء نے جس دور اور جس معاشرہ میں یہ فیصلہ فرمایا تھا اس میں بلاشبہ ایقاع طلاق مردوں کے لئے زجر کا کام کر سکتا تھا، اس لئے کہ نکاح جدید کرتے وقت مصارف کا کل یا زیادہ تر حصہ اسی کے ذمہ آتا تھا، آج بھی بعض عرب ممالک میں یہی صورت حال ہے، لہذا ہو سکتا ہے کہ ایقاع طلاق کا فیصلہ آج بھی ان کے یہاں زاجر ہو۔

لیکن اس دور میں ہمارے ملک کی صورت حال اس سے خاصی مختلف ہے، چنانچہ طلاق واقع ہونے سے مرد سے کئی گنا زیادہ عورتوں کو مصائب کا شکار ہونا پڑتا ہے، مرد کو خواہ کچھ دشواری پیش بھی آتی ہو، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عام طور سے اسے دوسرا رشتہ آسانی سے مل جاتا ہے، لیکن عورتوں خاص طور سے مطلقہ عورتوں کے لئے رشتہ تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا اور زوجین اگر صاحب اولاد ہوں تو ان کے بچوں پر بھی مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ دوپچکیوں کے درمیان میں پس کر رہ جاتے ہیں، لہذا راقم کی رائے میں امام زفر کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہونی چاہئے۔

امام زفر وغیرہ کے قول کو فتویٰ کے لئے مختار قرار دینے کے وجوہ

۱- ایک وجہ ترجیح راقم کی فہم ناقص میں یہ ہے کہ کسی حکم کا زجر آلاگو ہونا گویا اس کا بطور تعزیر واقع ہونا ہے، اس لئے کہ زجر کا مقصد بھی مکلف کو مٹنی عنہ سے باز رکھنا ہوتا ہے اور تعزیر کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، لہذا زجر و تعزیر ایسی چیزوں سے ہونی چاہئے جو واقعہً ردع کا کام کر سکیں،

اسی وجہ سے عرف اور علاقہ کی تبدیلی سے تعزیرات کی شکلیں بدل جاتی ہیں، چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر تعزیر کی کسی نوع کو ایک علاقہ میں توہین سمجھا جاتا ہو اور دوسرے علاقہ میں تعظیم سمجھا جاتا ہو، تو دونوں جگہ الگ الگ چیزوں سے تعزیر ہوگی۔

”قال القرافی: إن التعزیر یختلف باختلاف الأزمنة والأمكنة وتطبیقاً لذلك، قال ابن فرحون: رب تعزیر فی بلد یکون إکراماً فی بلد آخر کقطع الطیلسان لیس تعزیراً فی الشام بل إکرام، وکشف الرأس عند الأندلسیین لیس هو اناء، مع أنه فی مصر والعراق هو ان“ (الموسوعة الفقهیة ۱۲/۲۶۲، تعزیر فقرہ ۱۱)۔

(قرافی کہتے ہیں کہ تعزیر زمانوں اور مکانوں کے مختلف ہونے سے بدل جاتی ہے، اس کی تطبیق میں ابن فرحون کہتے ہیں کہ کسی شہر کی بعض تعزیرات دوسرے شہر میں اعزاز ہوتی ہیں جیسے چادروں کو کاٹ ڈالنا شام میں تعزیر نہیں بلکہ اعزاز ہے اور اہل اندلس کے یہاں سر کھولنا ذلت نہیں ہے جب کہ مصر اور عراق میں وہ ذلت ہے)۔

لہذا جب یہ بات متحقق ہوگی کہ طلاق سکران کے وقوع کا حکم زجر ہے اور موجودہ دور میں وقوع کا حکم لگانا زجر نہیں رہ گیا ہے، بلکہ اس میں کچھ دوسرے معصومین بلا سبب دشواریوں میں پڑ جاتے ہیں تو اب زجر کی اس شکل کو تبدیل کیا جاسکتا ہے اور چونکہ حکم کی یہ تبدیلی عرف کی تبدیلی کے سبب ہے، لہذا اس سے خروج عن المذہب لازم نہیں آئے گا، اس لئے کہ ابھی آگے تفصیل آرہی ہے کہ تغیر زمان کی وجہ سے حکم میں تبدیلی کر لینے کی اجازت ہمارے فقہاء نے خود دے رکھی ہے۔

۲- فقہاء نے بیان کیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام صاحب اور صاحبین متفق ہوں تو ضرورت کے بغیر اس سے عدول جائز نہیں ہے۔

”والحاصل أنه إذا اتفق أبوحنيفة وصاحباہ علی جواب لم یجز العدول عنه إلا للضرورة“ (رسائل ابن عابدین ۲۶۱)۔

(خلاصہ کلام یہ کہ جب امام صاحب اور صاحبین کسی جواب پر متفق ہوں تو بغیر ضرورت اس سے عدول کرنا جائز نہ ہوگا)۔

اور اگر عرف و عادت بدل جائے، زمانہ میں تبدیلی ہو جائے، یا ضروریات متقاضی ہوں تو اس صورت میں تینوں کے مقابلہ میں امام زفر کے قول کو بھی اختیار کرنے کی گنجائش رہتی ہے، چنانچہ ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں پر ائمہ ثلاثہ کے قول کو مندرجہ بالا وجوہات کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا اور امام زفر کے قول پر عمل کیا گیا۔

اس پر اگر یہ اشکال کیا جائے کہ مندرجہ بالا تفصیل تو صرف مفتی مجتہد کے لئے ہے اور علامہ شامی نے لکھا ہے کہ دور حاضر میں مفتی مجتہد ختم ہو گئے ہیں، لہذا تفصیل (یعنی پہلے امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیا جائے، نہ ہو تو صاحبین کے قول پر اناخ) پر عمل کرنا ضروری ہے۔

”ولما انقطع المفتي المجتهد في زماننا ولم يبق إلا المقلد المحض
وجب علينا اتباع التفصيل“ (رسائل ابن عابدین ۲۸۱)۔

پھر ہمارے لئے امام زفر کے قول کو راجح قرار دینے کی گنجائش کہاں ہے؟
تو میں عرض کروں گا کہ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ انفرادی اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے، تب بھی بقول علماء اجتماعی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے، لہذا اگر ہمارے علماء کی اکثریت امام زفر کے قول پر فتویٰ کی اجازت دیتی ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کی یہ تحریر دل کو لگتی ہے:

”آج کے حالات میں کسی خاص فرد کو تو یہ منصب سونپ دینا درست نہیں، لیکن علماء اور اصحاب نظر کی ایک جماعت جو دین کے متعلق ضروری علوم میں مہارت رکھتی ہو اور اس کی نگاہ زمانہ حال اور اس کی ضروریات، ملک کے تمدنی و ثقافتی معاملات پر گہری ہو، نیز تاریخ اسلام، فقہ اسلامی کے مختلف ادوار اور ان تاریخی عوامل پر بھی نظر ہو جو مختلف مراحل میں قانون پر اثر انداز ہوئے ہوں نیز وہ ورع و تقویٰ کے زیور سے بھی آراستہ ہوں اور کتاب و سنت، آثار صحابہ، اجماع

مستند میں اور اجتہاد فقہاء کو سامنے رکھ کر اپنی پوری صلاحیتیں اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ صرف کریں تو امید ہے کہ ان مسائل کا حل نکل سکے گا (پھر آگے اس کی کچھ نظیریں بھی بیان کی ہیں) (بحث و نظر فقہی سمینار نمبر ۲ شمارہ ۶ خطبہ افتتاحیہ، ص ۳۳/۳۴)۔

اور جب ہم اس بات کو تسلیم کر لیں تو مندرجہ بالا اشکال دور ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مشائخ مجتہدین ہی کی طرح اجتماعی طور پر ہمارے لئے بھی امام زفر کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے اور جس طرح تقریباً سترہ مسائل میں امام زفر کے قول کو راجح قرار دینے سے ہمارے مشائخ کا خروج عن المذہب لازم نہیں آیا، اس مسئلہ میں ہمارے امام زفر کے قول کو مفتی بہ قرار دینے سے بھی خروج عن المذہب لازم نہیں آئے گا، علامہ شامی نے اس کی توجیہ یوں کی ہے:

”و كذا ما بناه المشايخ على العرف الحادث لتغير الزمان أو للضرورة و نحو ذلك لا يخرج عن مذهبه أيضاً، لأن ما رجحوه لترجيح دليله عندهم ، مأذون به من جهة الإمام، وكذا ما بناه على تغير الزمان والضرورة باعتبار أنه لو كان حياً لقال بما قالوه“ (رسائل ابن عابدین ۱/۲۵)۔

(اسی طرح جس کی بناء مشائخ نے زمانہ کی تبدیلی یا ضرورت وغیرہ کی وجہ سے (نئے پیدا شدہ) عرف حادث پر رکھی ہو، وہ بھی امام صاحب کے مذہب سے باہر نہیں ہوگا، اس لئے کہ جس کو انہوں نے اپنے نزدیک دلیل کے راجح ہونے کی بنیاد پر ترجیح دیا ہے، اس کی امام صاحب کی طرف سے اجازت ہے، اسی طرح اس کا بھی حکم ہوگا جس کی بنا مشائخ نے زمانہ کی تبدیلی اور ضرورت کی وجہ سے اس اعتبار سے کی ہو کہ اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو وہی کہتے جو وہ کہہ رہے ہیں)۔

رسم المفتی میں اس طرح کے مسائل کی تعداد سترہ لکھی ہے، پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ تعداد اتنی نہیں ہے، لیکن اس طرح کے مسائل کی تعداد سترہ ہو یا اس سے کم ہو، اس سے کوئی فرق نہیں

پڑے گا، اس لئے کہ اس سے ہمارے مدعا کا اثبات بہر حال ہو جاتا ہے کہ اس طرح کے حالات میں امام زفر کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اس طلاق کا وقوع شوہر کے لئے اس زمانہ میں یقیناً زاجر رہا ہوگا، اسی لئے اکثر کتب فقہیہ میں اس بات کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے، لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے اور اس طلاق کا وقوع شوہر کے لئے بطور زجر نہیں رہ گیا ہے، بلکہ وقوع کے فیصلہ سے کچھ دوسرے معصومین کو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہذا امام زفر کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ قریب میں تغیر زمان اور ضرورت وغیرہ کی وجہ سے حضرت تھانوی نے کئی مسائل میں صرف یہی نہیں کہ فقہ حنفی کے غیر مفتی بہ اور مرجوح کو اختیار کیا بلکہ امام مالک کے مسلک کو بھی اختیار کیا اور جمہور علماء نے ان کی تائید کی اور خود فقہ اکیڈمی بھی کئی بار اس طرح کے جرأت مندانہ قدم اٹھا چکی ہے اور عام طور سے علمی حلقوں میں اس کا استقبال ہی ہوا ہے۔



نشہ والے شخص کی طلاق کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

اگر کسی شخص نے نشہ آور چیز کا استعمال خود اپنے اختیار و تعدی سے نہیں کیا، بلکہ کسی کے (راہ زبردستی کرنے) سے یا بحالت اضطراب یا کسی معتمد مسلم ڈاکٹر کے مشورہ سے بطور علاج کے کیا یا یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ چیز نشہ آور ہے اور استعمال کر لیا یا یہ معلوم ہے کہ یہ چیز نشہ آور ہے لیکن اس کے استعمال سے فوری نشہ پیدا نہیں ہوا بلکہ دردمس ہو اور عقل زائل ہوگی، یا کھانا کھایا اور سکر پیدا ہو گیا یا کسی جائز و مباح چیز کے استعمال سے سکر پیدا ہو گیا، اور اسی حال میں بیوی کو طلاق دیدی تو ان تمام صورتوں میں ایسے سکران کی طلاق با تفاق فقہاء واقع نہ ہوگی، البتہ تمام صورتوں میں یہ شرط ہے کہ نشہ آور چیز کے استعمال سے عقل بالکل چھپ گئی ہو اور اس کے تصرفات میں بگاڑ آ گیا ہو، ورنہ اگر نشہ کے استعمال کے باوجود ہوش و حواس صحیح ہوں تو بلاشبہ ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی (الموسمہ ۱۶/۲۹، فتح الباری ۱۹/۳۰۳)۔

وقوع طلاق کے قائلین کے بالمقابل فقہاء کا ایک گروہ وہ ہے جن کے نزدیک حالت نشہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، ان میں سر فہرست سیدنا عثمانؓ، سیدنا ابن عباسؓ، ابوالشعثاء، عطاء، طاؤس، عکرمہ، قاسم، عمر بن عبدالعزیز، ربیعہ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، ابن حزم ظاہری اور حافظ ابن قیم کا نام آتا ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور شوافع میں سے امام مزنی بھی اسی کے قائل ہیں (فتح الباری ۱۹/۳۰۳)۔

☆ مدرسہ اسلامیہ، شکر پور بھوارہ، دربھنگہ۔

قائلین وقوع کے دلائل

۱- سکران کی طلاق کے وقوع کے قائلین کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سکران کو احکام شرعیہ کا مکلف قرار دیا ہے۔

۲- دوسری دلیل وہ حدیث نبوی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے صریح الفاظ سے وقوع طلاق کے لئے قصد و ارادہ اور نیت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، بلکہ بغیر نیت اور قصد و ارادہ کے محض مذاق سے الفاظ طلاق کے تکلم سے بلکہ بطور خطا کے زبان سے الفاظ طلاق کے صادر ہو جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے:

”ثلث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة“ (ابو داؤد

۱/۲۹۸، ابن ماجہ ۱/۱۳۷، ترمذی ۱/۲۲۵، مشکوٰۃ ۲/۲۸۳، معانی الآثار ۲/۵۷)۔

مندرجہ حدیث نبوی سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ طلاق کا وقوع بلا قصد کے محض الفاظ طلاق کے تکلم سے بھی ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ طلاق دینے کا اہل ہو اور ظاہر ہے کہ جو شخص خود اپنے اختیار سے نشہ آور چیز کو استعمال کر کے سکران بنا ہے وہ بلاشبہ عند الشرع اہل ہے اور احکام شرع کا مکلف ہے، اس لئے بلاشبہ اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوگی، اس کے برعکس سکران کی نماز حالت سکر میں صحیح نہ ہوگی، کیونکہ صحت نماز کے لئے نیت اور قصد و ارادہ ضروری ہے، کیونکہ نماز ذکر ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ”واقم الصلوة لذکری“ (سورۃ طہ: ۱۳)۔

۳- جمہور کی تیسری دلیل حضرت عمرؓ کا وہ فیصلہ ہے جو مصنف بن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عورتوں کی شہادت کو سن کر حالت نشہ میں طلاق دینے والے شخص کی طلاق نافذ فرمادی۔

”أخرج ابن أبي شيبة في مصنفه أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة

نسوة“ (نصب الراية ۳/۲۲۳)۔

۴- حالت نشہ میں وقوع طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء کی چوتھی دلیل حضرات صحابہ کا وہ اجماع ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات نے حد قذف کے جاری کرنے میں نشہ والے شخص کو تندرست و باہوش شخص کے مانند مکلف قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۶/۲۹)۔

۵- طلاق سکران کے وقوع کی پانچویں دلیل سکران کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کا وہ اجماع و اتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ آور چیز کو استعمال کر کے مدہوش ہو جانے والے شخص کی سزا اس شخص کی سزا کے مانند ہے جو بغیر کسی شرعی ثبوت کے کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگائے، کیونکہ جو شخص نشہ آور چیز کو استعمال کرتا ہے وہ افترا پر دازی بھی کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حالت نشہ میں افترا پر دازی کے سبب اسے معذور نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، بلکہ اس حالت میں بھی وہ شخص احکام شرع کا مکلف ہے، لہذا سکران کی طلاق بلاشبہ واقع ہوگی۔

”واستدلوا بقول الصحابة في قصة الاتفاق على أن حد السكر حد المفتري لأنه إذا سكر افتري فلولاً أنه يؤخذ بافترائه لم يحدوه حد المفتري“ (حاشیہ مؤطا امام مالک ۲۱۶)۔

۶- وقوع طلاق سکران کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سکران کی طلاق کو واقع قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے:

”عن سعيد بن المسيب أن معاوية أجاز طلاق السكران“ (زاد المعاد ۲۱۲/۵، الجلی ۱۰/۲۰۹)۔

۷- سکران متعدی کے طلاق کے واقع ہونے کی ساتویں دلیل یہ ہے کہ شریعت نے مجنون و معتوہ کے علاوہ ہر بالغ کی دی ہوئی طلاق کو معتبر تسلیم کیا ہے، چنانچہ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔

”كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ (نصب الراية ۲۲۲/۳ نقل عن مصنف ابن

ابی شیبہ)۔

لہذا سکران متعدی کے جس طرح فعل جنائیت کو بالاتفاق علماء نے موجب مواخذہ قرار دے کر تاوان کو لازم کیا ہے اسی طرح اس کے قول کو معتبر تسلیم کیا جائے گا اور اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوگی۔

طلاق سکران کے سلسلہ میں یہاں تک تاکلین وقوع کے دلائل کا خلاصہ تھا اور عدم تاکلین کی طرف سے علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے اس آیت قرآنی کو پیش کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حالت سکر میں نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

”حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

(یہاں تک کہ تم جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو)۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سکران کے قول کو غیر معتبر مانا ہے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، لہذا سکران کی طلاق واقع نہ ہوگی (زاد المعاد ۲۱۰/۵)۔

لیکن آیت مذکورہ سے علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کا سکران کے قول کے غیر معتبر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اس آیت سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز حالت صحو میں پڑھی جائے، حالت سکر میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، مگر اس سے سکران کے قول کا غیر معتبر ہونا ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ مذہب اسلام نے ہر نشہ آور چیز کو موجب بغض و عدوات قرار دیا ہے (زاد المعاد ۲۱۰/۵، نصب الرایہ ۲۲۲/۳)۔ جو سکران کے قول کے معتبر ہونے پر دال ہے۔

”وصح عن عثمان بن عفان رضى الله عنه أنه قال: ليس لمجنون ولا

لسکران طلاق“ (بخاری ۲/۹۳، باب الطلاق فی الاطلاق)۔

”قال ابن عباس طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“۔

وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے کہ تلفظ طلاق کے ساتھ قصد صحیح ہو اور ظاہر ہے کہ

حالت سکر میں صحیح قصد نہیں ہو سکتا، اس لئے سکران کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

عدم وقوع طلاق کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ جب سکران کا کفر و ارتداد معتبر نہیں ہے تو اس کی طلاق کیونکر معتبر ہوگی، نیز جب سکران غیر متعدی کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو سکران متعدی کی طلاق کیونکر معتبر ہوگی۔

یہاں تک فریقین کے پیش کردہ دلائل کا خلاصہ ہوا، دونوں گروہ کے دلائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے گروہ کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور قرآن و سنت کے اشارات اور دیگر نظائر سے قائلین وقوع ہی کی تائید ہوتی ہے، رہے دوسرے گروہ کے دلائل تو بعض کی حیثیت شہادت کی ہے اور بعض دلائل اگرچہ صحیح ہیں لیکن قائلین وقوع کے دلائل کی موجودگی میں ان میں تاویل لازم ہے، جس کی تائید تابعین کے آثار سے ہوتی ہے تاکہ دونوں متضاد اقوال میں تطبیق ہو جائے۔



سماجی مشکلات کی وجہ سے طلاق سکران کے عدم وقوع کا حکم

مولانا بدر رحمہمندی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے حکم میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آ رہا ہے، بعض صحابہ کرام اس کے وقوع کے قائل تھے اور بعض عدم وقوع کے۔

صحابہ میں سے حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں روایات ملتی ہیں کہ انہوں نے سکران کی طلاق کو نافذ قرار دیا ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے:

”عن أبي لبید أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة النسوة“ (مصنف

ابن ابی شیبہ ۷۵/۴)۔

اسی طرح حضرت علیؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق سکران کے وقوع کے

قائل تھے (مرقاۃ شرح مشکا ۲۸۹/۶)۔

حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ وہ سکران کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے تھے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل تھے، صحیح بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے:

”وقال عثمان: ليس لمجنون ولا لسکران طلاق، وقال ابن عباس:

طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“ (صحیح بخاری ۷۳/۲)۔

تاہم عہد میں دونوں قول کے قائلین نظر آتے ہیں اور دونوں طرف کثیر جماعت

ہے، طلاق سکران کے وقوع کے قائل تابعین میں درج ذیل حضرات ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز، عکرمہ، قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعہ الرائی، ابوالشعشاء، شععی، عطاء بن رباح وغیرہ۔ حضرات مجتہدین میں بھی دونوں فریق موجود ہیں، قائلین وقوع میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ ہیں اور عدم وقوع کے قائلین میں امام لیث بن سعد، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام زفر، امام ثور وغیرہ ہیں (فتح الباری ۹/۲۹۱، فتح القدر ۳/۳۲۵، شرح حنفیہ لعلی القاری ۱۳۶۰۸، نبل الأوطار ۶/۲۳۵، المغنی ۷/۱۱۵)۔

ائمہ اربعہ کے اقوال ان کے مسلک کی کتابوں سے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ خود اپنے مسلک کی کتابوں سے طلاق سکران کے سلسلہ میں ائمہ کے اقوال واضح طور سے معلوم ہو جائیں۔

حنفیہ

حنفیہ کے نزدیک اگر کسی شخص نے اپنی مرضی سے بلا ضرورت حرام مسکر چیز کا استعمال کیا جس سے اس کو نشہ آ گیا اور اس نے اس کے نشہ میں بیوی کو طلاق دیدی تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر مباح چیز کے استعمال سے نشہ آ گیا یا اضطراری حالت میں مسکر چیز استعمال کی یا اس کو زبردستی پلا دی گئی اور اس نے اس کے نشہ میں بیوی کو طلاق دیدی تو ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی (خلاصۃ الفتاویٰ ۲/۴۵، بدائع الصنائع ۹۹/۳، فتح القدر ۳/۳۲۸)۔

مالکیہ

امام مالک کے نزدیک بھی ممنوع سبب سے جس کو نشہ آیا ہے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، اسی طرح حدود و قصاص وغیرہ کے احکام اس پر نافذ ہوں گے اور سبب مباح سے نشہ ہوا ہے تو اس طرح طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ وہ مجنون کے مثل ہوگا (الکافی لابن عبدالبر ۲۶۲، بدایۃ المجتہد ۲/۹۵، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ۲/۵۳۳، کتاب الام ۵/۲۳۵، السراج الوہاج علی متن المنہاج ۲۰۸)۔

حنا بلہ

امام احمد بن حنبل کے طلاق سکران کے بارے میں تین اقوال ملتے ہیں: ایک قول وقوع کا ہے جس کو ابو بکر خلال وغیرہ نے اختیار کیا ہے، دوسرا قول عدم وقوع سے متعلق ہے جس کو ابو بکر عبدالعزیز نے اختیار کیا ہے اور تیسرا توقف کا ہے کہ اس میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف منقول ہے، اس لئے اس میں توقف کیا جائے اور کوئی قول اختیار نہ کیا جائے، علامہ ابن قدامہ حنبلی پہلے وقوع کے قائل تھے مگر بعد میں انہوں نے عدم وقوع کی طرف رجوع کر لیا تھا (المغنی ۱۱۵/۷، اعلام الموقعین ۳/۳۸)۔

مذاہب اربعہ کی ان کتابوں سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، کے نزدیک اگر سکر ممنوع سبب سے ہوا ہے تو سکران کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حنا بلہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی، بعد کے فقہاء کی ایک تعداد نے عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا ہے، حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، فقیہ محمد بن مسلمہ وغیرہ اس طلاق کے متعلق عدم وقوع کے قائل ہیں۔ شافعیہ میں سے امام مزنی بھی عدم وقوع کے قائل ہیں، اسی طرح ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی عدم وقوع کے قائل ہیں۔

قائلین وقوع کے دلائل

فریق اول یعنی سکران کے وقوع کے قائل فقہاء کرام کے دلائل حسب ذیل ہیں:

”الطلاق مرتان فامساک بمعروف أو تسريح بإحسان- إلی قولہ تعالیٰ- فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره“ (سورہ بقرہ ۲۲۹/۲۳۰)۔
یہ آیت عام ہے، اس میں تمام طرح کے طلاق دینے والے شامل ہیں، ان کی طلاق واقع ہو جائے گی، اس میں سے بعض افراد حدیث کے ذریعہ خاص کئے گئے ہیں، وہ اس حکم سے خارج ہیں ان کی طلاق واقع نہیں ہوگی:

”رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ

وعن المعتوه حتى يعقل“ (رواه الترمذی والبوداؤد، مشکاۃ ۲۸۳)۔

اس حدیث کی رو سے سونے والے، مجنون اور صبی اس حکم سے خارج ہو جاتے ہیں، ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، ان کے علاوہ سب کی طلاق واقع ہوگی، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کے آثار: یہ حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے۔

سکران مکلف ہے، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وہ قذف کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی، کسی کو قتل یا زخمی کرے گا تو قصاص لیا جائے گا، جبکہ غیر مکلف پر حد و جاری نہیں ہوتے، جب وہ مکلف ہے تو مکلف کی طلاق واقع ہوتی ہے، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

وہ شراہ کا مخاطب ہے، کیونکہ سکر کی حالت میں بھی اس پر نماز و روزہ وغیرہ فرض ہیں، نشہ اترنے کے بعد وہ نمازیں پوری کرے گا۔

سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس نے معصیت کا کام کیا ہے یعنی اپنی مرضی سے بلا ضرورت شراب پی ہے، جس سے اس کو نشہ آ گیا ہے، اس لئے اس کی عقل کے زوال کا شرعاً اعتبار نہیں کیا گیا ہے اور اس کو قائم العقل کے مثل قرار دیا گیا ہے اور جب وہ قائم العقل کے مثل ہے تو اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔

دلائل کا تجربہ

پہلی دلیل میں آیت قرآنی کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس کو عام ماننے کی صورت میں مباح چیز کے سکر میں دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے، اسی طرح اگرہ یا اضطرار کی صورت میں نشہ آ جانے پر دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے جس کا کوئی

قائل نہیں ہے۔

دوسری دلیل میں بعض صحابہ کرام یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے وقوع کے قول سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ دوسرے صحابہ عدم وقوع کے بھی قائل ہیں۔
بقیہ تینوں دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں:

۱- سکران کو زجر مکلف بنایا گیا ہے، اس لئے اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے، اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو ان کے بھی تمام تصرفات درست ہونے چاہئیں جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔
سکران کو شرايع کا مخاطب بنایا گیا ہے، نماز و روزہ اس کو افاقہ کے بعد ادا کرنا ہے، اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ تو سونے والے پر بھی لازم ہے، وہ بھی نیند سے بیداری کے بعد فرائض ادا کرے گا، لیکن نیند میں اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی طرح سکران کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے۔

سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے اس کو قائم العقل قرار دیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ اس زجر کی کیا ضرورت ہے، شریعت نے خود اس پر حد ضرر جاری کی ہے، پھر ایک اور سزا نافذ کرنا اس پر اضافہ ہے جو درست نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

فریق دوم یعنی طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل فقہاء کرام کے دلائل درج

ذیل ہیں:

”یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما

تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

اس آیت میں حالت سکر میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہوا ہے کہ جب اپنی کہی ہوئی بات سمجھنے لگوتب نماز پڑھو، یہ اس پر واضح دلیل ہے کہ سکران یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کیا

کہہ رہا ہے، اس کے اندر فہم کی صلاحیت نہیں رہتی، ایسا شخص جو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مکلف کیسے ہو سکتا ہے، مکلف ہونے کے لئے فہم کی صلاحیت کا ہونا شرط ہے۔

حضرت ماعز اسلمیؓ کی مشہور حدیث ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا منہ سوگنہ کر دیکھو کہیں یہ نشہ میں تو نہیں ہیں، کسی صحابی نے ان کے منہ کو سوگنہ کر خبر دی کہ یہ نشہ میں نہیں ہیں تو ان پر حد جاری کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ نشہ میں ہوتے تو ان کا اقرار معتبر نہ ہوتا اور جب نشہ کا اقرار معتبر نہیں ہے تو نشہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اقرار اور طلاق دونوں کا تعلق اقوال سے ہے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے آچار: یہ حضرات طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل تھے۔

سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور مکلف ہونے کے لئے عقل شرط ہے، عقل نہ ہونے کی وجہ سے ہی صبی، مجنون، بیہوش، سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی، زائل العقل ہونے کی وجہ سے ہی سکران کا ارتداد بھی درست نہیں ہے، اس لئے اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے۔

معصیت کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم تبدیل نہیں ہوتا، مثلاً کسی شخص نے اپنا پیر قصد توڑ لیا ہے اور وہ قیام پر قادر نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا، اس سے قیام ساقط ہو جائے گا، اسی طرح کسی شخص نے خود کسی کی کوشش کی جس سے اس کی زندگی تویح گئی لیکن جنون طاری ہو گیا تو اس پر مجنون کا حکم جاری ہوگا اور وہ غیر مکلف قرار دیا جائے گا، اگر کسی نے چوری یا ڈاکہ زنی کی نیت سے سفر کیا تو اس کو سفر کی شرعی سہولت حاصل ہوگی، وہ نماز قصر کرے گا، اسی طرح سکران مفقود العقل ہوتا ہے، خواہ اس نے اپنی مرضی سے نشہ استعمال کیا ہو، اس کا حکم بھی مفقود العقل لوگوں کی طرح ہونا چاہئے، اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

دلائل پر تبصرہ

آیت قرآنی سے استدلال پر یہ اشکال ہے کہ یہ آیت تحریمِ خمر سے قیل کی ہے اور یہ سکران کی طلاق واقع نہ ہونے پر صریح نہیں ہے، حدیثِ معاذ پر یہ اشکال ہے کہ اس سے بھی طلاقِ سکران کے عدم وقوع کی صراحت نہیں ہوتی ہے، البتہ اس سے اقرارِ سکران کے معتبر نہ ہونے کا مفہوم نکلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے آثار سے استدلال پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے آثار وقوع کے بارے میں بھی موجود ہیں، بقیہ دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں، ان کے بارے میں فریق اول یہ کہہ سکتا ہے کہ قیاس کے اعتبار سے تو طلاق نہیں ہونی چاہئے تھی، لیکن بطور سزا طلاق واقع مانی جاتی ہے۔

دونوں فریق کے دلائل کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس قرآن سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے، اسی طرح کوئی حدیث مرفوع صحیح جو اس باب میں صریح ہو موجود نہیں ہے، جہاں تک صحابہ کرام کے آثار کا تعلق ہے تو دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر بھی کوئی نص نہیں تھی، یہ بھی اجتہاد و قیاس پر ہی مبنی ہیں، اس لئے اب مسئلہ قیاس پر ہی آجاتا ہے، دونوں فریق قیاس سے کام لیتے ہیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ

ہم دلائل کے قوت و ضعف سے قطع نظر کر کے یہ جائزہ لیں کہ موجودہ حالات کے پیش نظر سکران کی طلاق کے بارے میں کیا فتویٰ ہونا چاہئے۔

جو فقہاء کرام طلاقِ سکران کے وقوع کے قائل ہیں، وہ اس کو شوہر کے لئے بطور سزا نافذ کرتے ہیں کہ اس سے شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ آئندہ شراب نوشی سے پرہیز کرے گا، فقہاء کرام کے زمانے کی حد تک تو یہ فیصلہ درست تھا کہ اس زمانے کے ماحول کے لحاظ

سے واقعی اس کو عبرت ہوتی تھی اور عورتوں کے لئے بھی زیادہ پریشانی نہیں تھی، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں عام طور سے ہو جایا کرتی تھیں۔

لیکن موجودہ ماحول میں جبکہ جہیز و مطالبات جیسی ہندوانہ رسم و رواج کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کی شادیوں میں بھی دقتیں پیش آرہی ہیں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں انجام دینا تو بہت دشوار اور مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے، اگر سکران کی طلاق کو واقعہ مانیں تو شوہر کو کوئی سزا نہیں ملتی، وہ بڑے آرام سے دوسری شادی کر لیتا ہے اور ساری سزا اس کی محسوم اور بے قصور بیوی پر عائد ہو جاتی ہے، اور وہ زندگی بھر کے اس عذاب کو برداشت کرنے کے لئے تہارہ جاتی ہے، فقہاء کرام نے جس مقصد کے پیش نظر اس کو نافذ کیا تھا وہ فوت ہو چکا ہے، اب یہ طلاق شوہر کے بجائے اس کی بے قصور بیوی کے لئے سزا بن چکی ہے۔

ایسے حالات میں حنفیہ میں سے ہی امام زفر، فقیہ محمد بن مسلمہ، امام طحاوی اور امام کرخی کے قول کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب درمختار علامہ ہسکمی نے بھی کچھ ایسے ہی حالات کے پیش نظر تاتارخانیہ کے حوالہ سے امام طحاوی اور امام کرخی کے عدم وقوع کے قول کو مفتی بہ بتایا ہے۔

”ولم یوقع الشافعی طلاق السكران، واختاره الطحاوی والکرخی،
وفی التاتارخانیة عن التفرد: والفتویٰ علیہ۔“

تاتارخانیہ کی عبارت یہ ہے:

”وكان الشيخ أبو الحسن الكرخي يختار أنه لا يقع شئ وهو قول
الطحاوي وأحد قولي الشافعي وفي التفرد: والفتویٰ علیہ۔“

اس لئے میری ناقص رائے یہی ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا جائے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے، خصوصاً جبکہ حنفیہ میں سے متعدد حنفیہ فقہاء بھی اس کے قائل مل جاتے ہیں اور صاحب درمختار بھی اس کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔



شریعت کی نگاہ میں طلاق سکران

مولانا محمد ثناء الہدی قاسمی ☆

اسلام میں نکاح کی حیثیت ایک پاکیزہ اور مستحکم رشتہ کی ہے اور استحکام کو متاثر کرنے والی ساری چیزوں پر شریعت کی نگاہ سخت ہے، اسی لئے زن و شو کے رشتوں کی استواری کے لئے قدم قدم پر زوجین کو خصوصی ہدایات دی گئیں اور اس رشتہ کو ختم کرنے والے الفاظ کے مذاق کو بھی حقیقت پر محمول کر کے یہ پیغام دیا کہ اسے عام حالات میں زبان پر نہ لایا جائے اور ہر ممکن گریز کیا جائے، اب اگر ان تاکیدی احکامات کے باوجود کوئی اس کا خیال نہیں رکھتا اور ارادی طور پر ممنوعہ اشیاء کو استعمال کر کے بے قابو ہو جاتا ہے اور اس حالت میں یا معمول کی زندگی میں ان کلمات کو استعمال کر کے اپنے کو ضیق اور مصیبت میں ڈالتا ہے تو شریعت ایسے لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتی اور اس کا نفاذ ضروری سمجھتی ہے۔

شریعت ان تمام حضرات کو معذور سمجھتی ہے جنہیں اس ”ابغض المباحات“ کو مجبوراً اپنا نا پڑتا ہے، لیکن اس کو اپنانے والوں کی ایک بڑی تعداد وہ ہوتی ہے جو نشہ کی حالت میں غیر ضروری طور پر اسے اپناتے ہیں اور پھر دارالافتاء کے چکر لگاتے ہیں کہ تعلقات کی بقا کی کوئی شکل نکل آئے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اگر نشہ مباح چیزوں کے استعمال سے ہوا ہے یا ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے استعمال سے جسے نشہ آور نہیں سمجھا گیا یا بغرض علاج استعمال کیا

گیا اور نشہ ہو گیا یا نشہ آور چیز کے استعمال خصوصاً شراب کے استعمال کے لئے جبر کیا گیا اور نشہ ہو گیا اور اس نشہ کی حالت میں طلاق دیدیا تو یہ طلاق بالاتفاق نہیں ہوگی، شرح الکبیر میں ہے:

”سواء زال بجنون أو إغماء أو شرب دواء أو إكراه على شرب الخمر أو شرب ما يزيل عقله أو لم يعلم أنه مزيل للعقل فكل هذا يمنع وقوع الطلاق رواية واحدة ولا نعلم فيه خلافاً“ (شرح الکبیر مع الحنفی ۸/۲۳۸)۔

(خواہ جنون کی وجہ سے یا غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے یا کسی دوا کے پینے کی وجہ سے عقل زائل ہو گئی ہو یا یہ کہ شراب کے پینے پر مجبور کر دیا گیا ہو یا یہ کہ اس نے ایسی چیز نوش فرمائی جس کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی یا یہ کہ اس نے انجانے میں کسی چیز کو پی لیا اور اسے یہ نہیں معلوم کہ وہ عقل کو زائل کر دینے والی ہے، تو یہ تمام چیزیں ایک روایت کے مطابق طلاق کے واقع ہونے میں مانع ہوگی اور ہمیں اس سلسلہ میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے)۔

ان صورتوں کے علاوہ کسی نے محض سرور و مستی کے لئے بلا ضرورت شراب پی لیا، بھنگ وغیرہ کھا لیا اور نشہ کی حالت میں طلاق دیدیا تو یہ طلاق جمہور فقہاء کے نزدیک نافذ ہو جائے گی حضرت علیؑ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت معاویہؓ سے یہی منقول ہے، سعید ابن مسیب، عطاء مجاہد، ابن سیرین، شععی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا مذہب نیز امام شافعی کا ایک قول یہی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی، بدایۃ المجتہد میں ہے:

”وأما طلاق السكران فالجمهور من الفقهاء على وقوعه“ (بدایۃ

المجتہد ۲/۲۳-۲۱)۔

(جہاں تک طلاق سکران کے واقع ہونے کی بات ہے تو جمہور فقہاء اس کے وقوع

کے قائل ہیں)۔

”يقع طلاقه اختارها أبو بكر الخلال والقاضي وهو مذهب سعيد بن

المسيب وعطاء ومجاهد والحسن وابن سيرين والشعبي والنخعي وميمون بن

مهران والحکم ومالک والثوري والاوزاعي والثاني في أحد قوليه وابن شبرمة وأبي حنيفة وصاحبيه وسليمان بن حرب“ (المغني ۸/۲۵۵)۔

(طلاق سکران واقع ہو جائے گی، اس بات کو ابو بکر خلال اور قاضی نے اختیار کیا ہے، یہی مذہب سعید بن مسیب، عطاء، مجاہد، حسن ابن سیرین، شعبی، نخعی، میمون بن مہران، حکم، مالک، ثوری اور اوزاعی کا بھی ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، ابن شبرمة، امام ابو حنیفہ ان کے صاحبین اور سلیمان بن حرب نے بھی طلاق کے واقع ہو جانے ہی کو اختیار کیا ہے۔

ان حضرات کی دلیل ایک تو حضرت ابن عباسؓ کا وہ اثر ہے، جس کے الفاظ ”طلاق السکران جائز“ منقول ہیں، دوسری وہ حدیث ہے جس کے الفاظ ”کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله“، حدیث کی مختلف کتابوں میں ذکر کئے گئے ہیں (مشکوٰۃ ۲/۲۸۴)۔

لیکن ایک جماعت نے نشہ کی طلاق کو درست نہیں قرار دیا ہے اور واقع نہیں مانا ہے ان میں حضرت عثمان غنیؓ کا نام سرفہرست ہے۔ ان کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ الانصاری، لیث، اسحاق، امام احمد بن حنبل، ابن حزم ظاہری، حافظ ابن قیم، امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور شوافع میں مزنی کا یہی مذہب ہے کہ حالت نشہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی، بدایۃ المجتہد میں ہے:

”وقال قوم: لا يقع، مفهوم المزني وبعض أصحاب أبي حنيفة... وبه قال داؤد وأبو ثور وإسحاق وجماعة من التابعين أعني أن طلاقه ليس يلزم“ (بدایۃ المجتہد ۲/۶۲-۶۱)۔

(ایک جماعت کا کہنا ہے جن میں مزنی اور بعض اصحاب امام ابو حنیفہ بھی ہیں.... اور اسی کے قائل داؤد، ابو ثور اسحاق اور تابعین کی ایک جماعت بھی ہیں یعنی یہ کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی)۔

المغنی میں ہے:

”لا يقع طلاقه اختارها أبو بكر عبد العزيز وهو قول عثمان ومذهب عمر بن عبد العزيز والقاسم وطاؤس وربيعه ويحيى الأنصاري والليث والعنبري وإسحاق وأبي ثور والمزني“ (المغنی ۲۵۶/۸)۔

(اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی اسے ابو بکر عبد العزیز نے اختیار کیا اور یہی قول عثمانؓ کا ہے۔ نیز عمر بن عبد العزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ انصاری، لیث، عنبری، اسحاق، ابو ثور اور مزنی کا بھی یہی مسلک ہے)۔

ان حضرات کی دلیل حضرت عثمانؓ کا وہ اثر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاگل اور نشہ باز کی طلاق واقع نہیں ہوگی، بعض اہل علم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی حضرت عثمانؓ کا مخالف نہیں تھا، بدایۃ الجہد میں ہے:

”وثبت عن عثمان بن عفان أنه كان لا يرى طلاق السكران وزعم بعض أهل العلم لا مخالف لعثمان في ذلك من الصحابة“ (بدایۃ الجہد ۶۲/۲)۔

(حضرت عثمان بن عفان سے یہ ثابت ہے کہ وہ طلاق سکران کے واقع ہونے کے قائل نہیں تھے اور بعض اہل علم کا یہ بھی خیال ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی ان کے مخالف نہیں تھے)۔

المغنی میں ہے:

”قال ابن المنذر هذا ثابت عن عثمان ولا نعلم أحداً من الصحابة مخالفه“ (المغنی ۲۵۶/۸)۔

(ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے یہ ثابت ہے اور ہمیں یہ نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں کوئی ان کا مخالف بھی تھا)۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دلائل دونوں فریق کے پاس ہیں اور

تحقیق، تنقیح اور تنقید کے بعد ہر فریق دوسرے کے دلائل کو کمزور سمجھ رہا ہے۔ جن حضرات نے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ دیا ہے، انہوں نے مجنون اور سکران کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے، کیونکہ دونوں فاقد العقل ہیں اور مکلف قرار دینے کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ دونوں ایک نہیں ہیں، اس لئے کہ مجنون کا فساد عقل قدرتی ہوتا ہے جس میں اس کے قصد و ارادہ کو دخل نہیں ہوا کرتا، جبکہ سکران بقید ہوش و حواس بلکہ برضا و رغبت اپنے عقل میں فساد پیدا کرتا ہے گویا اس نے شراب نوشی کر کے ایک جرم کا ارتکاب کیا اور اس جرم کے اثرات سے نشہ ہوا اور اس نے اس کے زیر اثر طلاق دیدیا، احناف کے یہاں چونکہ جرم کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم ساقط نہیں ہوتا، اس لئے جرم کی وجہ سے بلکہ اس کے زیر اثر طلاق دینے کا جو عمل اس نے کیا ہے وہ لغو قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ وہ نافذ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نشہ میں عقل و حواس اتنے مختل نہیں ہوتے جتنے جنون میں ہوتے ہیں، اسی لئے مجنون کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کس کو کہہ رہا ہے۔ جبکہ نشہ باز اتنے ہوش میں تو یقیناً ہوتا ہے جس سے وہ جانتا ہے کہ طلاق بیوی کو ہی دی جاتی ہے ماں کو نہیں، دارالافتاء میں طلاق کے سلسلہ کا جو استفتاء آتا ہے اور جس میں طلاق نشہ کی حالت میں مذکور ہوتا ہے اس میں یہ بالکل نہیں ہوتا کہ نشہ باز نے ماں، بہن کو بھی طلاق دیدیا۔ جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہی تو ہے کہ وہ مجنون کی طرح نہیں ہے، بلکہ اس کے تحت الشعور میں ہی نہیں شعور میں بھی یہ بات موجود ہے کہ طلاق بیوی کو ہی دی جاتی ہے۔ اس لئے اس واضح فرق کی وجہ سے احقر کی رائے ہے کہ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی۔

البتہ یہ بات صحیح ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں اس طلاق کے نفاذ سے عورتیں زیادہ متاثر ہوتی ہیں، اور انہیں ناکردہ گناہ کی سزا نکاح ثانی کے دشوار ہونے کی وجہ سے پوری زندگی برداشت کرنی ہوتی ہے خاندان کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں اس کی زد میں معصوم بچے، آتے ہیں، اس کا حل راقم الحروف کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ تغیر

زمان کی وجہ سے فتویٰ میں تبدیلی کی جائے بلکہ یہ ہے کہ ہم ایک ایسے سماج کی تشکیل کے لئے جدوجہد کریں جس میں شراب کی شناعیت اور نشہ کی حرمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو، طلاق ایک ناپسندیدہ لفظ ہو، نشہ تک کی حالت میں زبان پر نہ آئے، مطلقہ اور بیوہ کا نکاح معیوب نہ سمجھا جائے اور تعدد ازدواج بھی ضرورتاً معیوب نہ قرار پائے۔ دراصل خرابی کی جڑ وہاں ہے، فتوؤں کے بدل دینے سے خرابیاں ختم نہیں ہو جائیں گی اور اگر طلاق کا مسئلہ حل ہوگا تو کچھ دوسرے مسائل پیدا ہو جائیں گے اس لیے:

۱- معاشرہ کی حالت کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے کلی اتفاق ہے لیکن احکام شرعی کے بارے میں جو تفصیلات ذکر کی گئی ہیں اس سے جزوی اختلاف کے ساتھ تفصیلی باتیں اوپر درج کر دی گئی ہیں۔

۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مفتی بہ قول عند الاحناف وقوع طلاق کے فتویٰ کو باقی رکھا جائے اور معاشرہ کی حالت سدھارنے کے لئے مختلف سطح پر جدوجہد کی جائے۔



نشہ کی حالت میں طلاق

مولانا سید اسرار الحق سمیعی ☆

۱- طلاق سکران سے متعلق سوالنامہ میں معاشرہ کی جو حالت اور تفصیلات لکھی گئی ہیں، راقم الحروف کو اس سے مکمل اتفاق ہے۔

۲- طلاق سکران سے متعلق احکام و دلائل بیان کرنے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کی حکمت و مصلحت پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔

طلاق کی مصلحت:

نکاح ایک مضبوط اور پائدار رشتہ ہے، جس رشتہ میں بندھ کر مرد و عورت سکون و راحت کا سامان فراہم کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ومن آیاتہ أن خلق لکم من أنفسکم أزواجاً لتسکنوا إليها وجعل بینکم مودةً ورحمةً“ (الروم: ۲۱)۔

(اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں، تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے، اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی)۔

لیکن اگر نکاح میں رہنے کے باوجود زوجین کا سکون غارت ہو جائے، ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہو جائے، مزاج میں ہم آہنگی کی کوئی صورت نہ ہو، تو دوسرے مذاہب کی طرح اسلام زبردستی اس رشتہ کو باقی رکھنا ضروری نہیں

☆ جامعہ القرآن، اکبر باغ حیدرآباد۔

سمجھتا، اسلام میں زوجین کو یہ حق ہے کہ وہ خوش گواری کے ساتھ ایک دوسرے سے علاحدہ ہو سکتے ہیں، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۳-۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

”فإنه قد يصير الزوجان متناشرين، إما لسوء خلقهما، أو لطموح عين أحدهما إلى حسن إنسان، أو بضيق معيشتهما، أو لخرق واحد منهما ونحو ذلك من الأسباب، فيكون إدامة هذا النظم مع ذلك بلاء عظيما وحرجا“
(حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۳۹۸، ط: دیوبند)۔

(کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوجین ایک دوسرے کی بات نہیں مانتے، اس کی وجہ یا تو ان کی بد اخلاقی ہوتی ہے، یا ان میں سے کوئی کسی اجنبی شخص کے حسن کی طرف رغبت کرنے لگتا ہے، یا رزق کی تنگی اور کسی کی حماقت وغیرہ اس کے اسباب ہوتے ہیں، لہذا ان قباحتوں کے ساتھ اس رشتہ کا باقی رکھنا بڑی مصیبت اور تنگی کا باعث ہے)۔

علماء کی آراء

فقہ حنفی کے اہم ترجمان علامہ علاء الدین کاسانی۔ (م: ۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

”وأما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النيذ طوعا، حتى سكر و زال عقله، فطلاقه واقع عند عامة الصحابة“۔

(نشہ میں مدہوش شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو اگر ناجائز طریقہ پر اس کو نشہ آیا ہو، جیسے اس نے شراب یا نیبذ خوشی سے پی لی، اس کو نشہ آ گیا اور اس کی عقل زائل ہو گئی، تو اکثر علماء و صحابہ کے نزدیک اس کی طلاق واقع ہوگی)۔

”وعن عثمان رضي الله عنه: أنه لا يقع طلاقه، وبه أخذ الطحاوي والكرخي وهو أحد قولي الشافعي“ (بدائع الصنائع ۳/۱۵۸، ط: دیوبند، نیز دیکھئے: البحر

الرائق ۳۷۳، رد المحتار ۳/۳۳۳، الاشاہ والنظار ۱۰ (۳۱۰)۔

(سیدنا عثمانؓ سے منقول ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی کو امام طحاوی اور کرنفی نے اختیار کیا ہے، امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے)۔

فقہ حنفی کے دوسرے اہم ترجمان علامہ برہان الدین مرغینانی رقم طراز ہیں:

”نشہ میں پڑے ہوئے، شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی، امام کرنفی اور طحاوی نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے، کیونکہ عقل کی بنا پر ارادہ صحیح ہوتا ہے، اس کی عقل تو زائل ہوگئی ہے، جیسے بھنگ اور دو پینے سے عقل زائل ہونے کا حکم ہے، ہمارا کہنا یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہوئی ہے، لہذا بہ طور سزا اس کو صحیح آدمی کے حکم میں رکھا جائے گا، لہذا اگر کسی حلال چیز کے پینے سے اس کا سر چکرانے لگے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو ہم کہیں گے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی“ (الہدایہ مع الفتح ۳۷۳-۳۷۲)۔

فقہ مالکی کے شارح علامہ احمد درودیر لکھتے ہیں:

”ولو سکر) المکلف سکرا (حراماً) کما لو شرب خمراً عمدأ مختاراً
فیلزمه الطلاق میز او لم یمیز، لأنه ادخل علی نفسه، وقیل: إن میز، وإلا فهو
کالمجنون“ (الشرح الصغیر ۲/۵۳۳، ط: دارالمعارف مصر ۱۳۹۲ھ)۔

(اگر مکلف شخص حرام طور پر نشہ میں آجائے، جیسے جان بوجھ کر خوشی سے شراب پی لے، تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ اس میں تمیز کی صلاحیت ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس نے از خود نشہ کو اپنے اوپر مسلط کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ طلاق کا حکم تمیز کی حالت میں ہے، ورنہ وہ مجنون کے حکم میں ہے)۔

فقہ شافعی کے اہم شارح اور ترجمان علامہ نووی کا بیان ہے:

”اگر کسی کو خمر یا نبیذ پینے کی وجہ سے نشہ آگیا، اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے

دی، تو نقل کیا گیا ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، امام مزنی نے امام شافعی کے قول قدیم کے بارے میں فرمایا ہے کہ سکران کے ظہار کے بارے میں دو قول ہیں، ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جب یہ بات ثابت ہے تو طلاق سکران کے بارے میں بھی ان کا دو قول سمجھا جائے گا، ایک یہ کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، امام ربیعہ، لیث، داؤد، ابو ثور اور مزنی کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس کی عقل زائل ہوگئی ہے، وہ پاگل کے مشابہ ہے“ (المجوع شرح المہذب ۶۲۱۷)۔

اور فقہ حنبلی کے شارح علامہ ابن قدامہ (م: ۶۲۰ھ) نقل کرتے ہیں:

”وعن أبي عبد الله رحمه الله في السكران روايات: رواية يقع الطلاق، ورواية لا يقع، ورواية يتوقف عن الجواب و يقول: قد اختلف فيه اصحاب رسول الله ﷺ“ (المعنى ۲۸۹/ط: دار الفکر بیروت)۔

(امام احمد سے طلاق سکران کے بارے میں چند روایات منقول ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی، ایک روایت کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی، ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جواب دینے میں توقف فرمایا اور فرمایا کہ اس بارے میں صحابہ کا اختلاف ہے)۔

حنا بلہ کے نزدیک راجح مذہب یہ ہے کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ہے، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”هذه المسألة هو فيها قولان للعلماء: أصحهما أنه لا يقع طلاقه ... وهو إحدى الروايتين عن أحمد، اختارها طائفة من أصحابه“ (نادی ابن تیمیہ ۱۰۲/۳۳ ط: دار الرحمة قاہرہ)۔

اس مسئلہ میں علماء کا دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یہی ایک روایت امام احمد سے بھی ہے، جس کو ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے)۔

حافظ ابن قیم نے تو اس بارے میں امام احمد کا رجوع بیان کیا ہے:

”ولذلك رجع الإمام أحمد إلى هذا القول بعد أن كان يفتي بنفوذ

طلاقہ“ (اعلام الموقعین: ۳۸/۳، ط: دارالنجیل بیروت)۔

اسی طرح طلاق سکران کے بارے میں علماء کی دورائے پائی جاتی ہیں، صحابہ میں سیدنا علی، سیدنا معاویہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، تابعین میں سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، زید بن علی، ہادی اور مؤید باللہ اور فقہاء میں امام ابوحنیفہ، صاحبین، امام مالک، ثوری، اوزاعی اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک نشہ والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

لیکن سیدنا عثمان، جابر بن زید، ابن عباس رضی اللہ عنہم (ایک روایت) تابعین میں ابوشعنا، طاؤس، عکرمہ، مجاہد، قاسم بن محمد اور عمر بن عبدالعزیز اور فقہاء میں امام ابو یوسف، امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، امام اسحاق، ربیعہ ولید، داؤد بن علی، ابو ثور، مزنی، ناصر، ابوطالب، ابن سرتج اور ابوبکر عبدالعزیز وغیرہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے (دیکھیے: المغنی ۲۸۹، المجموع ۶۳/۱، اعلام الموقعین: ۳۹/۳)۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقین کی دلائل پیش کر دیئے جائیں، تاکہ ان کی روشنی میں کوئی رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔

قاتلین طلاق کے دلائل اور ان کا جائزہ

۱- یا ایہا الذین آمنوا لاتقربوا الصلاة وانتم سكارى. (النساء: ۴۳)

(اے ایمان والو! تم نماز کے پاس کبھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو)۔

علامہ ابن ہمام (م: ۶۸۱ھ) کہتے ہیں: ”اگر نشہ کی حالت میں خطاب کیا گیا ہے تو یہ نص ہے، اگر خطاب نشہ سے پہلے ہے، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں مخاطب ہے، کیونکہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اگر تم پاگل ہو جاؤ، تو ایسا نہ کرنا“ (فتح القدر ۳/۳۳، نیز دیکھیے: المجموع ۶۲/۱)۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں دراصل نشہ سے روکا گیا ہے، تاکہ نماز کی قریب

ہوا جاسکے، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں نشہ میں چور شخص کو نماز سے روکا گیا ہے، چنانچہ آگے کہا گیا حتیٰ تعلموا ما تقولون (یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو) اس لفظ سے معلوم ہوا کہ نشہ والا ایسی بات کہتا ہے جس کا اس کو علم نہیں ہوتا، تو جس کا یہ حال ہو وہ مکلف کیسے ہو سکتا ہے، وہ نا سمجھ ہے اور اصول ہے کہ مکلف قرار دینے کے لئے سمجھ شرط ہے (المجموع ۱/۷۳)۔

۲- ”کل طلاق جائز، إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله“ (ترمذی

۲۲۶/۱، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی طلاق المعتوه)۔

(تمام طلاق جائز ہے، سوائے نا سمجھ کے جس کی عقل زائل ہو چکی ہو)۔

علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ قرآن میں طلاق کا بیان مطلق ہے، جس میں سکران اور غیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، البتہ حدیث میں جن لوگوں کی طلاق کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، جیسے معتوه بچہ اور پاگل، تو صرف ان ہی کی طلاق کا اعتبار نہیں ہوگا (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳، اور دیکھئے: المغنی ۲۸۹/۷)۔

اس کے حواہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دوسرے شرعی دلائل سے اگر طلاق سکران ثابت نہ ہو تو آیت وحدیث کے عموم میں تخصیص کی جاسکتی ہے۔

ابو برہ کلبی کہتے ہیں کہ خالد نے مجھے سیدنا عمرؓ کے پاس بھیجا، میں مسجد میں ان کے پاس پہنچا، ان کے ساتھ سیدنا عثمان، علی، عبدالرحمن، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں نے کہا: خالد کہتے ہیں کہ لوگوں کو خمر کے بارے میں تامل ہے، وہ اس کی سزا معلوم کرنا چاہ رہے ہیں، سیدنا عمر نے کہا: یہ حضرات تمہارے سامنے ہیں ان سے پوچھ لو، سیدنا علیؓ نے کہا: ہم سمجھتے ہیں کہ جب اسے نشہ آجاتا ہے تو بے کاری باتیں کرنے لگتا ہے، جب بے کاری باتیں کرنے لگے گا، تو افترا پر دازی کرے گا، اور الزام لگانے والے کے لئے اسی کوڑے ہیں، سیدنا عمرؓ نے کہا: انہوں نے جو بات کہی ہے، اسے اپنے ساتھی تک پہنچا دو“ (المغنی ۲۸۹/۷، المجموع ۱/۷۲)۔

گویا صحابہ نے شراب پینے والے کو صحیح آدمی کے حکم میں رکھا، لیکن یہاں یہ کہا

جاسکتا ہے کہ صحابہ کی حد مقرر کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ نے اس کو ہوش مند آدمی کی حکم میں رکھا ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو خود اس مجلس میں موجود رہتی والے حضرت عثمانؓ شرابی کی طلاق کے قائل ہوتے، جب کہ وہ قائل نہیں ہیں، بلکہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ کسی صحابی سے حضرت عثمانؓ کا اختلاف ثابت نہیں (دیکھئے: اعلام الموقعین ۴/۳۷۲، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰۲/۳۳)۔

۴- انہوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ شراب پینے والا گنہ گار ہے گناہ کی وجہ سے وہ غیر مکلف نہیں سمجھا جاسکتا، اس لئے اس کو قضا نماز پڑھنے کا اور ان چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے جو نشہ سے پہلے اس پر واجب تھیں، امام طحاوی نے اس کا جواب دیا ہے کہ فاقد العقل کے احکام مختلف نہیں ہوتے، خواہ اس کی وجہ سے عقل زائل ہوئی ہو یا کسی اور وجہ سے، اسی طرح خواہ کسی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے مجبوری ہو، کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسے کسی نے اپنا پاؤں خود ہی توڑ لیا، تو اب اس کے لئے قیام فرض نہیں رہے گا (المجموع ۱/۶۳، فتح الباری ۹/۳۸۹)۔

ابن منذر نے قضا نماز پر قیاس کا جواب دیا ہے کہ سونے والے شخص پر نماز کی قضا واجب ہے، لیکن اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ سونے کی حالت میں وہ بالاتفاق غیر مکلف ہے (حوالہ سابق)۔

۵- ان کا استدلال اس لئے بھی ہے کہ احکام کا تعلق اسباب سے ہوتا ہے، یہاں طلاق کا سبب خود طلاق کا تکلم ہے، جیسے جنایات میں ہوتا ہے، اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر محض طلاق کا تکلم سبب ہے، تو مجنون، سویا ہوا اور ایسے نشہ والے کی بھی طلاق پڑ جانی چاہئے، جس کے نشہ میں آنے میں اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ (حوالہ سابق)

مانعین طلاق کے دلائل

۱- ”عن معاذ بن مالک لما جاء إلى النبي ﷺ وأقر أنه زنى أمر النبي

ﷺ أن يستكفروا ليعلموا هل هو سكران أم لا؟“ (بخاری، بحوالہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۰۲/۳۳)۔

(حضرت معاذ بن مالکؓ جب نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے بدکاری کا اقرار کیا، تو نبی کریم ﷺ نے سو گھنٹے کا حکم دیا کہ کہیں وہ نشہ کی حالت میں تو نہیں ہیں؟) حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نشہ کی حالت میں ہوتے، تو ان کا اقرار درست نہیں ہوتا، جب اس حالت میں اقرار درست نہیں، تو معلوم ہوا کہ اس کے اقوال باطل ہیں، جیسا کہ مجنون کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۰۲/۳۳)۔

۲- ”وقال علي: بقرحمزة خواصر شارفي، فطفق النبي ﷺ يلوم حمزة، فإذا حمزة ثمل محمرة عيناه، ثم قال حمزة: وهل أنتم إلا عبید لابی، فعرف النبي ﷺ أنه قد ثمل، فخرج وخرجنا معه“ (بخاری ۷۹۳/۲، کتاب الطلاق: باب الطلاق فی الإغلاق والكره)۔

(حضرت علیؓ نے کہا: حضرت حمزہؓ نے میری اونٹنی کی ایڑیاں کاٹ ڈالیں، نبی ﷺ حضرت حمزہؓ پر ملامت کرنے لگے، حضرت حمزہؓ نشہ میں مدہوش تھے، ان کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں، انہوں نے کہا: تم لوگ میرے والد کے غلام ہو، نبی ﷺ نے جب محسوس کیا کہ وہ نشہ میں چور ہیں، تو آپ ﷺ وہاں سے چلے آئے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے آئے)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے اس حدیث کو قابل استدلال قرار دیا ہے، اور اس پر اعتراض کا جواب بھی دیا ہے:

”یہ ان لوگوں کے لئے قوی تر دلیل ہے جو سکران کو قابل مواخذہ نہیں سمجھتے کہ نشہ کی حالت میں اس کی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوتی۔ مہلب نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس وقت شراب مباح تھی، لہذا اس حالت میں جو کچھ کہا گیا، اس کا حکم بھی ساقط ہو گیا، نیز اسی واقعہ کے سبب شراب حرام کر دی گئی ان کا یہ اعتراض محل نظر ہے، کیونکہ اس واقعہ سے صرف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت نشہ میں کے قول و عمل پر مواخذہ نہ ہو، اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ شراب مباح تھی یا نہیں تھی“ (فتح الباری ۳۸۸/۹)۔

۳- "لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون" (النساء: ۴۳)۔
(تم نماز کے قریب ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ تم سمجھے لگو کہ تم کیا کہتے ہو)۔

حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح نشہ کی حالت میں نماز درست نہیں ہوتی، اسی طرح اس آیت کے مطابق طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰۳/۳۳، نیز دیکھئے فقہ السنہ: ۲/۲۱۲)

۴- "وقال عثمان: ليس لمجنون ولا لسكران طلاق" (بخاری ۲/۷۴۳، وصال ابن ابی شیبہ عن شیبہ، فتح الباری ۹/۳۸۹)۔

(سیدنا عثمانؓ نے کہا: پاگل اور نشہ والے شخص کی طلاق نہیں پڑتی)۔

۵- "وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (حوالہ سابق)۔

(سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نشہ والے اور زبردستی کئے جانے والے شخص کی طلاق جائز نہیں)۔

حافظ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن قیم کا دعویٰ ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے ان دونوں حضرات کے فتویٰ کی مخالفت نہیں کی ہے، اور اسی بنا پر امام احمد نے اسی قول کی طرف رجوع کر لیا: "ولا يعرف عن رجل من الصحابة أنه خالف عثمان وابن عباس في ذلك، ولذلك رجع الإمام أحمد إلى هذا القول بعد أن كان يفتي بنفوذ طلاقه" (دیکھئے: اعلام الموقعین: ۳/۳۸-۳۹، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰۲/۳۳)۔

واضح رہے کہ علامہ کاسانی نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ اکثر صحابہ کے نزدیک طلاق سکران واقع ہو جاتی ہے، لیکن اس پر انہوں نے نہ کوئی دلیل پیش کی ہے، نہ کسی صحابی کا قول ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی توضیح کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع: ۱۵۸/۳)

۶- معتوہ (کم فہم اور ناتدبیر) پر قیاس

”واختاره الطحاوي واحتج بأنهم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسکران معتوه بسکره“ (فتح الباری ۳۸۹/۹)۔

(امام طحاوی نے اس کو اختیار کیا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے، اسی طرح نشہ والا اپنے نشہ کی وجہ سے معتوہ کے حکم میں ہے)۔

۷- ”والقیاس الصحیح المحض علی زائل العقل بدواء أو بنج أو مسکر هو معذور بمقتضى قواعد الشریعة، فإن السکران لا قصد، فهو أولى بعدم المُواخذة فمن اللاغی“ (اعلام المؤمنین ۳۹/۳)۔

(دوا، بھنگ یا ایسی نشیات کا استعمال کیا، جن میں شرعی قواعد کے مطابق معذور ہے اور اس کی عقل زائل ہوگی) تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی) اس کے مطابق صحیح قیاس یہ ہے کہ جان بوجھ کر نشیات استعمال کرنے والے کی بھی طلاق واقع نہ ہو، کیونکہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے، معتوہ کے مقابلہ میں وہ زیادہ ناقابل مواخذہ ہے)۔

۸- دوسری نظائر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو، ابن قدامہ لکھتے ہیں: ”من کسر ساقیه جاز له أن یصلی قاعداً، ولو ضربت المرأة بطنها فنفسه سقطت عنها الصلاة، ولو ضرب رأسه فجن سقط التكلیف“ (الغنی ۲۸۹/۷-۲۹۰)۔

(جو خود اپنی پنڈلی توڑ ڈالے، اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اگر عورت اپنے پیٹ پر مارے اور اس کو نفاس کا خون آنے لگے، تو اس سے نماز معاف ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے اپنے سر پر مارا جس کی وجہ سے وہ پاگل ہو گیا، تو اس پر سے شرعی پابندی اٹھ جائے گی)۔

طلاق سکران کی وجوہات اور ان کا جائزہ

تاکلین طلاق سکران کے نزدیک تین وجوہ پیش نظر ہیں، جیسا کہ علامہ نووی نے ذکر

کیا ہے:

”سکران کی نیت کے بارے میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے نشہ کا علم اسی کی طرف سے ہو سکتا ہے، فسق کی بنا پر وہ نشہ کے دعویٰ میں متہم ہے، اس لحاظ سے ظاہر میں تو اس کی طلاق ہو جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس شخص کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی۔“

جبکہ بعض حضرات کہتے ہیں: بہ طور سختی (تغلیظ) اس کی طلاق واقع شمار کی جاتی ہے، اس کے مطابق اس کا وہ تمام عمل واقع شمار کیا جائے، جس میں سختی ہو، جیسے طلاق، ارتداد، عتق اور حدود اور جس میں تخفیف ہو جیسے نکاح، رجعت اور ہدیہ قبول کرنا، یہ واقع نہ ہوں، بعض حضرات کہتے ہیں: اس کا نشہ میں آنا گناہ ہے، اس لئے نشہ کا حکم ساقط ہو گیا، گویا وہ صحیح آدمی کی طرح ہے، اس کے تمام افعال درست ہوں گے“ (المجموع ۱/۷۷۷)۔

صاحب ہدایہ نے بھی لکھا ہے کہ معصیت کے سبب بہ طور زجر اس کی طلاق واقع سمجھی جائے گی (دیکھئے: ہدایہ مع الفتح ۳/۷۲۳)۔

پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ نشہ کوئی ایسی مخفی چیز نہیں جس کا دوسروں کو اندازہ نہ ہو سکے، حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ جان لیا کہ سیدنا حمزہؓ حالت نشہ میں ہیں، تو ان کے پاس سے ہٹ گئے: ”فعرّف النبی ﷺ أنه قد نمل فحوج“ (بخاری ۷/۷۹۳)۔ معصیت، تغلیظ اور زجر کا بہتر جواب علامہ شوکانی نے دیا ہے:

علامہ شوکانی کہتے ہیں: ”نشہ میں مدہوش شخص جو سمجھ نہیں رکھتا ہے، اس کے لئے طلاق کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس حالت میں اس پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے، شارع نے اس کی سزا متعین کر دی ہے، ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اپنی عقل سے اس سے تجاوز کریں اور کہیں کہ یہ طور سزا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، تا کہ اس کی سزا دہری ہو جائے“ (فتاویٰ ۱۳/۲)۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت ہے کہ اگر سزا کی طور پر سکران کی طلاق واقع سمجھی جائے تو اس

سے زیادہ اس کی بیوی اور بچوں کے لئے سزا ہو جاتی ہے، اس لئے آج کے موجودہ حالات کے مطابق بہ طور زجر و سزا سکران کی طلاق قرار دینے میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی ہے۔ آخر میں علامہ حافظ ابن تیمیہ کی بات نقل کر کے موضوع ختم کرتا ہوں۔

”ومن تأمل أصول الشريعة ومقاصد ها تبين له أن هذا القول هو الصواب، وأن إيقاع الطلاق بالسکران قول ليس له حجة صحيحة يعتمد عليها“ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۳، الفتاویٰ الکبریٰ ۳/۳۰۳)۔

(جو شریعت کے اصول اور اس کے مقاصد پر غور کرے اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہی بات درست ہے اور سکران کی طلاق کو واقع کرنا ایسا قول ہے جس کی کوئی صحیح اور قابل اعتماد دلیل نہیں ہے)۔



حالت نشہ کی طلاق سماجی مشکلات اور حل

مولانا محمد نورا القاسمی ☆

وقوع طلاق کے قائلین

جو حضرات کہتے ہیں کہ حرام شئی کے استعمال سے پیدا شدہ نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، ان میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، عطاء بن رباح، مجاہد، حسن بن حی، محمد بن سیرین، سعید بن المسیب، عمر بن عبدالعزیز (قول قدیم) سلیمان بن یسار، ابراہیم نخعی، ابن شہاب زہری (قول قدیم) شعبی، ابوبکر خلال، القاضی میمون بن مہران، امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی (ایک قول)، ابن شبرمہ، سلیمان بن حرب، حضرت علی، حضرت معاویہ، امام احمد (ایک روایت)، جابر بن زید اور ابن ابی لیلیٰ وغیر ہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) شامل ہیں (ملاحظہ ہو: نصب الرایہ ۳/۲۲۳، المغنی ۸/۲۵۵، لکھنؤ لابن حزم ۷/۲۰۹، کتاب الامم ۵/۲۵۳، المیسوط ۶/۲۸۶، بدائع الصنائع ۳/۹۹۳، رد المحتار ۳/۲۳۹، فتح القدر ۳/۳۹۰، مجمع الانہر والدرر المنہج ۱/۱۳۸۲، اعلام الموقعین ۳/۳۹۹، موسوعۃ فقہ ابراہیم نخعی ۲/۵۰۳، المدوۃ الکبریٰ ۲/۱۲۷، سنن سعید بن منصور: ۱/۲۶۹-۲۷۴)

ان حضرات کے دلائل

طلاق سکران کے وقوع کے قائلین کی دلیلوں میں سے بعض نقلی ہیں اور بعض عقلی۔

دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ان حضرات کا کہنا ہے کہ شریعت نے نشہ کی حالت میں بھی انسانوں کو مخاطب کیا

☆ جامعہ الہدایہ جے پور راجستھان۔

ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“ (سورہ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ کی حالت میں بھی مومنین کو شریعت نے مکلف بنایا ہے اور مکلف کے اقوال و افعال معتبر ہیں، لہذا سکران کے اقوال و افعال معتبر ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ اگر نشہ کی حالت میں وہ کسی کو قتل کر دے تو بطور قصاص اس کو بھی قتل کر دینے کا حکم ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حدود و شبہہ کی بنا پر ختم ہو جاتے ہیں، جب نشہ کی حالت میں قتل کرنے کی وجہ سے اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے جو کہ محض شبہہ کی بنا پر ختم ہو جاتے ہیں یعنی حدود ختم نہ ہو سکے تو طلاق وغیرہ کے سلسلہ میں اس کے اعمال و اقوال بدرجہ اولیٰ معتبر ہوں گے کہ اس میں شبہہ و عدم شبہہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲- چونکہ اس نے اپنی عقل کو اپنے قصد و ارادہ سے حرام شہی کے استعمال کی وجہ سے زائل کیا ہے، اس لئے فقہاء حنفیہ وغیرہم نے اس کو تقدیراً عاقل مانتے ہوئے اس پر طلاق کو ازارہ زبرد تو بیخ نافذ مانا ہے کہ طلاق کا وقوع خود اس کی سزا ہو جائے گی (ہدایہ مع اللخ ۳۹۰، فصل: وشیخ طلاق کل زوج الخ کتاب الطلاق، ط: دار الفکر بیروت دوسرا ایڈیشن)۔

۳- ”عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: كل طلاق جائز إلا طلاق المغلوب على عقله“ (سنن الترمذی ۱۳۲۱ باب ما جاء في طلاق المعتوه، طبع کتب خانہ رشیدیہ)۔

(حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر طلاق جائز ہے سوائے ایسے معتوہ کی طلاق کے جس کی عقل مغلوب ہو)۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صرف معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس کے علاوہ ہر عاقل بالغ مرد کی طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ وہ نشہ کی حالت میں ہو یا عدم نشہ کی حالت میں، اس لئے کہ اگر سکران کی بھی طلاق واقع نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ معتوہ کے ساتھ سکران کا بھی استثناء کرتے۔

۴- صحابہ کرام نے سکران کو صامی (غیر مدہوش) کی طرح مانا ہے جیسا کہ حضرت دبرہ کلبی کی روایت سے پتہ چلتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد نے مجھے حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا، جب میں وہاں پہنچا تو حضرت عمرؓ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی جس میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ ہمارے علاقہ میں لوگ شراب پینے کے عادی ہو چکے ہیں اور انہیں سزا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ کی یہ جماعت تمہارے سامنے ہے ان سے دریافت کر لو! حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ جب کوئی نشہ کا استعمال کرے گا تو بعد میں بکواس کرے گا اور اس بکواس میں پاکدامن عورتوں پر تہمت بھی لگا سکتا ہے، اور تہمت لگانے والے کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہیں، لہذا شراب نوشی کرنے والے کی سزا بھی ۸۰ کوڑے ہوگی۔ اس سے پتہ چلا کہ ان حضرات نے اس کو صامی کی طرح مانا ہے جیسی تو انہوں نے نشہ کی حالت میں تہمت لگانے پر اسی (۸۰) کوڑے بطور سزا سید کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ منصور السہوتی (م: ۱۰۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”لأن الصحابة جعلوه كالصاحي في الحد بالقذف“ (کشاف القناع عن متن

الاقناع ۲۳۳/۵، کتاب الطلاق طبع دار الفکر بیروت ۱۳۰۲ھ ۱۹۸۲ھ)۔

(اس لئے کہ صحابہ نے اس کو حد قذف کے سلسلہ میں صامی کی طرح مانا ہے)۔

آیت کریمہ میں خطاب ”سکاری“ یعنی مدہوش سے نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں سے ہے جن کا نشہ اتر چکا ہو، گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ان موثنین کو جو عدم نشہ کی حالت میں ہیں،

مخاطب کر کے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب آجائے تو نشہ آور چیزوں کے استعمال سے کنارہ کشی اختیار کر لو! ایسا نہ ہو کہ نماز کا وقت قریب ہو تو تم نشہ کا استعمال کرو اور پھر لڑکھڑاتے ہوئے نماز میں حاضر ہو جاؤ (اصول الفقہ الاسلامی لبدراں، ص ۳۱۵، المصحف الاول: شروط التکلیف، ناشر موسسہ شباب الجامعہ الاسکندریہ ۱۹۸۳ء)۔

دوسری دلیل کے بارے میں خود علامہ ابن الہمام نے لکھا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ نشہ کرنے والے نے اپنے قصد و ارادہ سے معصیت یعنی گناہ کا ارتکاب کر کے عقل کو زائل کیا ہے، لیکن محض اس کے قصد و ارادہ کی وجہ سے اس کے اعمال و اقوال پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لئے کہ اگر اس کا اثر ہوتا تو اس کا ارتداد بھی صحیح ہونا چاہئے، جب کہ بالاتفاق اس شخص کو مرتد قرار نہیں دیا جاتا ہے۔

”و کون زوال عقله بسبب هو معصية لا اثر له وإلا صحت ردتہ ولا تصح“ (فتح القدر ۳۹۰/۳ طبع دار الفکر بیروت دوسرا ایڈیشن)۔

(اس کے عقل کا زائل ہونا معصیت کی وجہ سے ہے، اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا ورنہ اس کا ارتداد بھی صحیح ہوتا حالانکہ صحیح نہیں ہوتا)، نیز اس سلسلہ میں امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ فاقدا العقل کے احکام عاقل کے احکام سے مختلف ہیں، خواہ فقدا ان عقل خود اس کے اپنے عمل سے ہوا ہو یا دوسروں کے عمل سے فاقدا العقل کے احکام میں تبدیلی نہیں آئے گی، جیسا کہ اگر کسی شخص کا پیر ٹوٹ جائے تو اس سے نماز میں قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، خواہ اس نے خود اپنے عمل سے پیر توڑا ہو یا خود بخود ٹوٹ گیا ہو۔ خلاصہ یہ کہ شراب خمر اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار تو ہوگا تاہم چونکہ وہ فاقدا العقل ہے اس لئے جو فاقدا العقل کے احکام ہیں وہ اس کے لئے بھی ہوں گے (فتح الباری ۳۹۱/۹، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق واکرہ واسکر ان الخ طبع دار المعرفہ بیروت)۔

وقوع طلاق کے قائلین کی ایک دلیل حدیث: ”کل طلاق جائز إلا طلاق المعنوی المغلوب علی عقله“ (سنن الترمذی ۱۳۲، باب ما جاء فی طلاق المسنوع طبع کتب خانہ رشیدیہ)

ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ معتوہ کی طلاق اس وجہ سے واقع نہیں ہوتی کہ اس کی عقل میں خلل ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سکران بھی اس میں داخل ہے کیونکہ اس کی عقل میں بھی خلل واقع ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ ابن حجر نقل کرتے ہیں:

”واحتج بأنهم أجمعوا على أن طلاق المعتوہ لا يقع، قال: والسكران معتوہ بسكره“ (فتح الباری ۳۹۱/۹، کتاب الطلاق، طبع دار المعرفۃ بیروت)۔

(وہ دلیل دیتے ہیں کہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سکران بھی اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ ہے)۔

حضرت علیؓ کا قول: إذا شرب سكر وإذا سكر هذى وإذا هذى افتري وإذا افتري جلد ثمانين (المحلی ۲۱۱/۱۰) (یعنی جب شراب پیئے گا تو نشہ آئے گا اور جب نشہ آئے گا تو بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو تہمت لگائے گا اور جب تہمت لگائے گا تو اس کو اتنی کوڑے رسید کئے جائیں گے) وقوع کے قائلین کی دلیل ہے، اس کے بارے میں علامہ شوکانی تحریر فرماتے ہیں:

”اعلم أن هذا الاثر لا يتم إلا بعد تسليم أن كل شارب خمر يهذي بما هو افتراء وأن كل مفتر يجلد ثمانين جلدة والكل ممنوع، فإن الهذيان إذا كان ملازماً للسكر فلا يلزمه الافتراء، لأنه نوع خاص من أنواع ما يهذي به الإنسان والجلد إنما يلزم من افتراء خاصا وهو القذف لا كل مفتر وهذا لاخلاف فيه فكيف صح مثل هذا القياس، فإن قال قائل: إنه من باب الإخراج للكلام على الغالب فذلك أيضاً ممنوع، فإن أنواع الهذيان بالنسبة إلى الافتراء وأنواع الافتراء بالنسبة إلى القذف هي الغالب بلا ريب، وقد تقرر في علم المعاني أن أصل ”إذا“ الجزم بوقوع الشرط، ومثل هذا الأمر النادر مما يبعد بوقوعه“ (نیل الأوطار من أحاديث سيد الأخیار ۱۳۶/۷، کتب حدیثیہ دار القلم بیروت)۔

(جان لو کہ اس اثر کا مفہوم اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ شراب پینے والا ہر شخص ایسی بکو اس کرتا ہے جس میں تہمت ہوتی ہو اور یہ کہ ہر تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جاتے ہوں، حالانکہ یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں، اس لئے کہ ہذیان کو اگر سکر کے لئے لازم و ملزوم مان بھی لیں تو بھی ہذیان میں افتراء ہی ہو یہ ضروری نہیں، اس لئے کہ انسان کے بکو اس و ہذیان میں سے ایک خاص قسم کا نام افتراء ہے اور کوڑے کی سزا بھی ہر قسم کی افتراء پر نہیں ہوتی، بلکہ ایک خاص قسم کے افتراء یعنی قذف (پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانے) پر ہوتی ہے، یہ تمام مسائل تو متفق علیہ ہیں تو پھر اس قسم کا قیاس کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے، اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس قیاس میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ غلبہ کی بنا پر کہی گئی ہیں۔ تو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ہذیان کے اقسام کی نسبت افتراء کی طرف اور افتراء کے اقسام کی نسبت قذف کی طرف اگرچہ اکثر و بیشتر ہوتا ہے، لیکن علم ”معانی“ میں یہ بات ثابت ہے کہ لفظ ”اذا“ کی اصل شرط کے وقوع کا بالیقین ہوتا ہے، جب کہ مذکورہ امر نادر کے وقوع کا بالکل یقین کر لینا بہت بعید ہے۔)

عدم وقوع کے قائلین

جن حضرات کا موقف یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اگر طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن زید، عکرمہ، ابو بکر عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز (صحیح قول)، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ بن سعید انصاری، لیث بن سعد، الضمری، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، المزنی، احمد بن حنبل (دوسری روایت)، عطاء (صحیح قول)، ابن سیرج، جوینی، ابو جعفر طحاوی، ابوالحسن کرخی، ابویوسف (ایک روایت) محمد بن الحسن (ایک روایت) زفر بن ہذیل، حمید بن عبدالرحمن، عبداللہ ابن الحسین، امام محمد بن اسماعیل بخاری، علامہ ابن القیم جوزی، علامہ شوکانی، ابو حامد، ابوہل صلحو کی، سہل صلحو کی، ابوالاظہر زنادی، محمد بن مسلمہ، علامہ

ابن حزم، ابو الششاء وغیر ہم (رضی اللہ عنہم وارضاهم) شامل ہیں (ملاحظہ ہو: نصب الرایہ ۳/۲۲۳، المغنی ۸/۲۵۶، اعلام الموقعین ۳/۴۹، فقہ السنہ ۳/۲۲۲، روضۃ الطالبین للنووی ۸/۶۲، المحلی ۱۰/۲۱۹، فتح الباری ۹/۳۹۱، فتح القدر ۳/۴۹۰، سنن سعید بن مسعود ۱/۲۶۹، ۲/۷۷)۔

ان حضرات کے دلائل

۱- ہر قول و عمل کی صحت کا دار و مدار نیت پر ہے، حدیث میں ہے: ”إنما الأعمال بالنیات“ (صحیح البخاری ۱/۲، باب کیف کان بدء الوعی الخ، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔
جس شخص میں قصد و ارادہ کی صلاحیت ہی نہ ہو اس کے اعمال و اقوال کیسے درست قرار دیئے جاسکتے ہیں، سکران اپنے نشہ کی وجہ سے اس حالت میں نہیں ہوتا کہ اس کی طرف سے قصد و ارادہ کا وقوع ہو۔

۲- حضرت عثمان کا قول: ”لیس لمجنون والسكران طلاق“ (صحیح البخاری ۲/۷۳، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسكران الخ، طبع کتب خانہ رشیدیہ)۔
(مجنون اور سکران کی طلاق نہیں ہوتی ہے)۔

اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن قدامہ نے ابن المنذر کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان و لا نعلم أحداً من الصحابة خالفه“ (المغنی ۸/۲۵۶، روایات عن ابی عبد اللہ فی طلاق السكران، کتاب الطلاق، طبع دار الکتب العربیہ بیروت ۲/۱۳۰، ۱۹۸۳ء)۔

(ابن المنذر نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان سے ثابت ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ صحابہ میں سے کسی نے ان کی مخالفت کی ہو)۔

اور امام احمد بن حنبل کا قول اس طرح نقل فرمایا ہے:

”قال أحمد: حدیث عثمان أرفع شنی فیہ وهو أصح“ (حوالہ سابق)۔

(احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی حدیث اس سلسلہ میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اصح ہے۔)

دوسری روایت میں حضرت عثمان کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

”عن عثمان قال: كل الطلاق جائز إلا طلاق النشوان و طلاق المجنون“ (سنن سعید بن منصور، تحقیق شیخ عبید الرحمن الاعظمی: ۲/۱۷۱، حدیث ۱۱۱۲، باب ما جاء فی طلاق السكران الخ، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، پہلا ایڈیشن ۱۳۰۵ء، ۱۹۸۵ء)۔

(حضرت عثمان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہر طلاق جائز ہے، سوائے مست آدمی اور مجنون کی طلاق کے)۔

۳- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

”طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“ (صحیح البخاری ۲/۷۹۳، باب الطلاق فی الإغلاق والكره والسكران، کتاب الطلاق، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

(سكران اور ایسے شخص کی طلاق جس کو مجبور کیا گیا ہو، واقع یا نافذ نہیں ہوگی اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

”ليس لسكران ولا مضطهد طلاق“ (کتاب تہذیب الحدیث ۲۳۶/۵، عن عبداللہ بن طلحہ الخزامی، طبع دار الفکر بیروت) (سكران اور مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے)۔

۴- ”قال ابن عباس: الطلاق عن وطء والعناق ما أريد به وجه الله“ (صحیح البخاری ۲/۷۹۳، باب الطلاق فی الإغلاق والكره والسكران، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ طلاق ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہے اور عناق تو وہ ہے جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو)۔

یعنی شوہر کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو بغیر ضرورت طلاق دے، ہاں ضرورت ہو مثلاً بیوی ناشزہ ہو تو پھر طلاق دے دے جبکہ سكران اپنی ضرورت سے طلاق نہیں دیتا

ہے بلکہ نشہ کی وجہ سے بغیر قصد و ارادہ کے وہ کیواس کرتا ہے۔

۵- امام بخاری نے طلاق سکران کے عدم وقوع پر استدلال کرتے ہوئے حضرت علیؓ

کا قول بھی پیش کیا ہے:

”کل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ (صحیح البخاری ۲/۷۹۳، کتاب الطلاق طبع

کتب خانہ رشیدیہ دہلی) (معتوہ کی طلاق کے علاوہ سب طلاقیں نافذ ہوتی ہیں)۔

طریقہ استدلال شاید یہ ہے کہ اس روایت میں معتوہ کی طلاق کو نافذ نہیں مانا گیا ہے،

کیونکہ کہ اس کی عقل میں نقص پیدا ہو چکا ہوتا ہے، معتوہ میں خود سکران بھی داخل ہے، اس لئے کہ نشہ کی وجہ سے اس کی عقل بھی مختل اور ماؤف ہو جاتی ہے۔

۶- ان حضرات کا استدلال اس سے بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نشہ کی حالت میں

انسان کے قول و عمل کو قابل مواخذہ تسلیم نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔

”قل علی : بقر حمزة خواصر شارفي فطفق النبي ﷺ يلوم حمزة

فاذا حمزة قد نمل محمرة عيناه ثم قال حمزة: هل أنتم إلا عبید لأبي فعفر

النبي ﷺ أنه قد نمل فخرج وخر جنامعه“ (حوالہ سابق)۔

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے میری دو اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ دیئے، نبی

کریم ﷺ ان کی ملامت کرنے لگے، حضرت حمزہ نشہ میں تھے ان کی آنکھیں سرخ تھیں، پھر

حضرت حمزہ نے کہا: کیا تم لوگ میرے باپ کے غلام نہیں ہو نبی کریم ﷺ نے سمجھ لیا کہ وہ نشہ

میں ہیں، لہذا آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکل گئے)۔

یہاں حضرت حمزہ کا عمل ایسا تھا کہ اگر عدم نشہ کی حالت میں یہ ہوتا تو ان کا زبردست

مواخذہ ہوتا، لیکن چونکہ نشہ کی حالت میں یہ واقعہ پیش آیا تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے درگزر

فرمایا، معلوم ہوا کہ نشہ کی حالت میں اعمال و اقوال معتبر نہیں ہوتے ہیں۔ اس واقعہ پر اعتراض

واقع ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ شراب نوشی مباح تھی، اسی وجہ سے مواخذہ نہیں ہوا؟ اس اعتراض کو علامہ ابن حجر نے نقل کیا ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے:

”واعترض المهلب بأن الخمر حينئذ كانت مباحة، قال: فبذلك سقط عنه حكم ما نطق به في تلك الحال، قال وبسبب هذه القصة كان تحريم الخمر، وفيما قاله نظر، اما أولاً فإن الاحتجاج من هذه القصة إنما هو بعد مواخذة السكران بما يصدر منه ولا يفترق الحال بين أن يكون الشرب مباحاً أولاً“ (فتح الباری ۳۹۰/۳، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق واکثره اسکران الخ طبع دار المعرفہ بیروت)۔

(مہلب نے اعتراض کیا ہے کہ شراب اس وقت حلال تھی، وہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حالت میں جو کچھ انہوں نے کہا اس پر مواخذہ نہ ہوا، نیز وہ فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کا سبب یہی واقعہ ہے۔ انہوں نے جو بات کہی ہے وہ صحیح نہیں (یہ قابل غور) ہے، اولاً تو اس لئے کہ اس واقعہ سے استدلال صرف یہ ہے کہ سکران کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے اور شراب کے مباح یا حرام ہونے کی وجہ سے اس بات پر کوئی اثر نہیں پڑتا)۔

۷۔ علامہ ابن قدامہ بطور دلیل تحریر فرماتے ہیں:

”ولأنه زائل العقل فأشبهه المجنون والنائم“ (المغنی: ۲۵۶/۸، کتاب الطلاق طبع دارالکتاب العربی بیروت) (اور اس لئے بھی کہ وہ زائل العقل ہے، لہذا وہ مجنون اور سونے والے کے مشابہ ہو گیا)۔

یہ معلوم ہے کہ مجنون اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، لہذا سکران کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۸۔ ان حضرات کی دلیل کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن الہمام نقل فرماتے ہیں:

”ووجهه أن أقل ما يصح التصرف معه إن كان حكمه يتعلق بمجرد لفظه القصد الصحيح أو مظنته وليس كذلك وهو أسوء حالاً من النائم، لأنه

إذا أوقف يستيقظ بخلاف السكران“ (فتح القدير ۳/۲۹۰، فصل: ويقع طلاق كل زوج اذا كان الخ
كتاب الطلاق، طبع دار الفکر بیروت۔ دوسرا ایڈیشن)۔

(اس کی دلیل یہ ہے کہ اس تصرف کے صحیح ہونے کے لئے جس کا تعلق محض الفاظ سے ہو، کم از کم قصد و ارادہ یا اس کا غلبہ گمان ہونا ضروری ہے، جب کہ اس کی یہ حالت نہیں ہوتی، بلکہ نشر والا شخص سوئے ہوئے آدمی کے مقابلہ بری حالت میں ہوتا ہے، اس لئے کہ سونے والے کو جب جگایا جاتا ہے تو وہ جاگ جاتا ہے برخلاف سکران کے کہ اسے کتنا ہی جھنجھوڑیے وہ نشہ ہی میں رہتا ہے)۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے تو سکران کی طلاق بدرجہ اولیٰ نہیں ہونی چاہئے۔

۹۔ ان حضرات کی دلیل یہ بھی ہے حضرت ماعزؓ نے جب نبی کریم ﷺ کے پاس آکر زنا کے سرزد ہونے کا اقرار کیا تھا تو آپ نے ان کا منہ سوگھنے کا حکم دیا تھا کہ کہیں نشہ کی حالت میں تو وہ اس کا اقرار نہیں کر رہے ہیں؟ چنانچہ امام ابوداؤد سجستانی نے نقل کیا ہے:

”عن أبي بريدة عن النبي ﷺ استنكهه ماعزاً“ (سنن ابی داؤد ۲/۲۰۸،
كتاب الحدود، باب في الرحم، طبع كتب خانة رشيدية۔ (حدیث نمبر: ۴۴۳۳) (حضرت
ابو بريدة نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ماعزہ کا منہ سوگھا)۔
مسلم کی روایت میں ہے:

”فقال: أشرب خمراً فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر“
(صحيح مسلم ۶/۲۷۷، كتاب الحدود، باب حد الزنا طبع كتب خانة رشيدية) (تو آپ ﷺ نے
فرمایا کہ کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے ان کا منہ سوگھا اس
نے ان کے منہ سے شراب کی بو نہیں پائی)۔

معلوم ہوا کہ اگر نشہ کی حالت میں وہ اقرار کرتے تو آپ ﷺ انہیں سگسار کرنے کا

حکم نہ دیتے۔ اس لئے کہ نشہ کی حالت میں نہ قول معتبر ہوتا ہے نہ کوئی عمل۔ لیکن جب شراب کی بوتلی نہیں آئی تب آپ ﷺ نے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

ترجیح

ہندوستان کے موجودہ ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان لوگوں کی رائے کو راجح قرار دیا جائے جو نشہ حالت میں دی ہوئی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں، جیسا کہ قیاس کا تقاضا بھی ہے۔ ہندوستان میں اس طلاق کو نافذ ماننے کی صورت میں عورت کے لئے نکاح ثانی کی دشواری اور عدالتی کارروائیوں کی سرگرانی اور طول عمل کی وجہ سے طلاق کے نتیجے میں جو مصیبتیں آتی ہیں ان سے شوہر کے بجائے بیوی اور معصوم بچے اور ان کے گھر والے زیادہ دوچار ہوتے ہیں نیز شاید کبھی کوئی ایسی مثال ملتی ہو کہ وقوع طلاق کی وجہ سے نشہ کرنے والے نے نشہ کا استعمال چھوڑ دیا ہو۔



نشہ آنے کے بعد دی گئی طلاق - شرعی موقف

مولانا محمد ابرار خان ندوی ☆

حالت نشہ میں دی گئی طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام اور بعد کے فقہاء عظام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر ایک کے پاس عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔

نشہ کی طلاق کا نفاذ بطور سزا

جو لوگ نشہ میں دی گئی طلاق کو نافذ مانتے ہیں، ان کے نزدیک بھی یہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ حرام طریقہ پر شراب پی کر طلاق دی گئی ہو اور اس کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ اس نے شراب نوشی کا جرم کیا ہے، ناجائز طریقہ پر شراب پی ہے، تو بطور سزا طلاق کو نافذ قرار دیا گیا ہے کہ خود اس شوہر کو اور دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ شراب نوشی کے جرم سے باز آجائیں، اس کے برعکس شراب بطور دوا استعمال کی ہو یا حلق میں لقمہ انک جائے اور پانی یا کوئی متبادل چیز موجود نہ ہو تو لقمہ نگلنے کے لئے شراب پینی پڑے، بصورت دیگر ہلاکت یقینی یا مظنون ہو، وغیرہ (اس کے علاوہ بہت سی اضطراری صورتیں ہیں جو اعذار میں شمار ہیں) تو ان اضطراری صورتوں میں شراب پینے سے نشہ آنے کے بعد اگر طلاق دی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

نشہ میں مست شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو اگر اس کا نشہ حرام و ممنوع طریقہ سے

ہوا ہے (مثلاً بغیر کسی جبر و اضطرار کے شراب پی ہو، پھر اسی نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی) تو عام علماء و صحابہ کرام کے نزدیک طلاق ہو جائے گی، برخلاف اس کے کہ اگر اس کی عقل بھنگ یا دوا کے استعمال سے جاتی رہے (تو طلاق واقع نہیں ہوگی)، کیونکہ یہاں عقل کے زائل ہونے کا سبب معصیت نہیں ہے۔

نشہ کی طلاق علماء کرام کی نظر میں

ناچیز کی رائے تو یہی ہے کہ جہاں نشہ کے استعمال پر نہ پابندی ہو اور نہ کوئی سزا مقرر ہے اور دوسری طرف مطلقہ عورت سے شادی کرنا سماجی عیب تصور کیا جاتا ہو، وہاں سزا شوہر کو نہیں ملتی ہے بلکہ بے گناہ عورت کو اپنے شوہر کے جرم کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جرم کوئی کرے اور سزا کسی اور کو دی جائے، اس لئے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے نشہ کی طلاق کو واقع قرار نہ دینے میں ہی مصلحت ہے، اور یہی تقاضائے شریعت بھی ہے۔

اس مذکورہ رائے کی تائید میں دنیائے اسلام کے چند نامور فضلاء (جن کے تبحر علمی اور فضل و کمال کے دوست و دشمن سبھی معترف ہیں) کی آراء کو پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ مسئلہ کی نزاکت اور یہ حقیقت آشکارا ہو جائے کہ بعد کے بھی فاضل علماء نشہ کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

۱- علامہ ابن تیمیہ: (متوفی: ۷۲۸)

علامہ ابن تیمیہ جو مسلک امام احمد بن حنبل کے پیروکار ہیں، قوت دلائل کی بنیاد پر بعض مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کرتے ہیں، عقلی و نقلی دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مدہوش کی نماز جیسے درست نہیں ہوتی ویسے ہی طلاق بھی نہ ہوگی۔

”فالصحيح أنه لا يقع الطلاق إلا ممن يعلم ما يقول كما أنه لا تصح صلاته في هذه الحالة، ومن لا يصح صلاته لا يقع طلاقه“ (فتاویٰ النساء لابن تیمیہ، نیز دیکھئے مختصر الفتاویٰ المصریہ ۷/ ۵۳، ۶۵۰، دار ابن القیم)۔

(صحیح یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، ہاں مگر اس شخص کی جو کچھ کہہ رہا ہو اس کو سمجھ بھی رہا ہو، جس طرح حالت (نشر) میں نماز درست نہیں ہے اور جس کی نماز صحیح نہ ہو اس کی طلاق بھی نافذ نہ ہوگی)۔

۲- علامہ شوکانی

علامہ شوکانی (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ-۱۷۶۰-۱۸۳۳ء) نے دونوں فریق کے دلائل کا تذکرہ، وقوع طلاق کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ اور ان کو دئے جانے والے جوابات نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا تذکرہ یوں کیا ہے:

”والحاصل أن السكران الذي لا يعقل لا يحكم لطلاقه ، لعدم المنطوق الذي تدور عليه الأحكام ، وقد عيّن الشارع عقوبته فليس لنا أن نجاوزها برأينا ونقول: يقع طلاقه عقوبة له فيجمع له بين غرمين“ (نیل الاوطار ۶/۲۶۷، باب ما جاء في كلام الهازل والمكروه والسكران بالطلاق وغيره)۔

(خلاصہ کلام یہ کہ جو شخص نشر میں بدست ہو وہ احکام کا مکلف نہیں ہے اور جب خود شارع علیہ السلام نے اس کی سزا مقرر فرمادی ہے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ اپنی عقل و رائے کے ذریعہ اس سے تجاوز کریں اور یہ کہنے لگیں کہ بطور سزا اس کی طلاق پڑ جائے گی، کیونکہ اس سے اس کو دوہری سزا دینا لازم آتا ہے۔

۳- علامہ ابن حزم ظاہری (م: ۴۵۶)

علامہ ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ سکران جو بے سرو پیر کی باتیں کرے، جو بولے اس کو خود نہ سمجھے، ایسے بدست کی طلاق معتبر نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز جیسی عبادت سے اسے روک دیا ہے کہ نشر کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ کہ اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اس پر دیگر احکام طلاق ہو یا کوئی اور حکم کالا گو کرنا قطعاً جائز نہیں ہو سکتا،

کیونکہ وہ صاحب عقل نہیں ہے کہ احکام شریعت کا مخاطب ہو اور جہاں تک اس کا سوال ہے کہ ازراہ سزا طلاق کا نفاذ ضروری ہے، تو وہ اپنی عقل کے زوال کا مجرم خود ہے، تو مخالفین کی یہ دلیل بالکل لغو ہے کہ آپ حضرات اس شخص کی طلاق کو واقع مانتے ہیں، جیسے عیار و مکار قوم نے گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے ہوں اور پھر اس کا منہ کھول کر شراب پلا دی گئی ہو جس سے اس کو نشہ آجائے اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اس کی طلاق پڑ جائے گی، یہ کہاں کا انصاف ہے، آپ کی دلیل کا خون خود اپنے ہاتھوں ہو رہا ہے کہ یہاں وہ مجبور ہے، خود اس نے جرم نہیں کیا ہے اور نہ کسی قسم کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے، دیکھئے عبارت: و طلاق السکران غیر لازم الخ (الحلی ۱۰۲، ۲۰۸، المکتبۃ التجاریہ للطباعة والنشر بیروت لبنان)۔

۴- ڈاکٹر یوسف القرضاوی

عالم اسلام کے معروف دردمند خطیب، فقہ اسلامی کے رمز شناس اور فکر اخوان کے غیور اور مخلص داعی علامہ یوسف القرضاوی کا دعوت دین اور احیاء خلافت کے ساتھ اسلامی فقہ بھی ان کا خاص موضوع ہے، انہوں نے ”طلاق سکران“ پر مدلل گفتگو کی ہے کہ انسان نشہ میں میں قوت تمیز اور قصد و ارادہ کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے، اس لئے نشہ کی طلاق، نافذ نہ ہوگی، عبارت ملاحظہ ہو:

”إن طلاق السکران لا یقع لأن العلم والتمیز والقصد معدوم فیہ“۔

(نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس میں علم، تمیز اور ارادہ

مفقود ہے)۔

مصر اور شام میں نافذ قانون

مصر اور شام کے قانون میں اسی مذکورہ رائے کو اختیار کیا گیا ہے، ۱۹۲۹ء میں مصر کے

قانون میں یہ صراحت کی گئی کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق نافذ نہ تصور کی جائے گی اور شام کے

قانون نے بھی یہ وضاحت کی کہ مست بے ہوش اور مکہ کی طلاق واقع نہیں مانی جائے گی، عربی عبارت ملاحظہ ہو: ”وقد أخذ القانون فی سوریه و مصر بهذا الرائي، فنص قانون رقم ۲۵ لسنة ۱۹۲۹م فی مصر علی أنه لا يقع طلاق السكران، ونص القانون السوریه ۸۹ علی ما یلی: لا يقع طلاق السكران والمدھوش ولا المکره“۔

خلاصہ

حالات و زمانہ کے تغیر، اخلاقی انحطاط، مطلقہ عورت کے نکاح ثانی کی مشکلات، عدالتی کارروائیوں کی دشواری اور طلاق کے بعد معصوم بچوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان اور اس جیسے ممالک جہاں بے راہ روی عام ہے، جام و مینا فیشن ہے اور خصوصاً انگریزی شراب جس کے مفید صحت ہونے کا پرو پگنڈہ اور اس کے کثیر مضرات کو چھپانے کے بعد اس کا چلن بہت زیادہ ہے، فحشیات کے کاروبار پر کوئی پابندی نہیں وہاں طلاق کے معتد بہ واقعات نشہ کے نتیجے میں پیش آتے ہیں، مناسب ہوگا کہ اس سلسلہ میں سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) علماء شوافع میں امام مزنی اور امام احمد بن حنبل (قول معتد المذہب) فقہاء حنفیہ میں امام زفر، امام ابو جعفر الطحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو اپنایا جائے اور فتویٰ بھی اسی رائے پر دیا جائے، تاکہ اس بے راہ روی اور عورت کی مشکل کا خاتمہ ہو اور اسے پریشانی سے بچایا جاسکے۔

امام طحاوی و امام کرخی کے قول پر فتویٰ

معروف حنفی عالم عالم بن العلاء الانصاری نے ”تغریذ“ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ امام کرخی و امام طحاوی کے قول نشہ کی طلاق کے واقع نہ ہونے پر ہے، اگرچہ خود ان کا مسلک جمہور حنفیہ کے موافق ہے، لکھتے ہیں:

”وکان الشیخ أبو الحسن الکرخی یختار أنه لا يقع شنی وهو قول

الطحاوي وأحد قولي الشافعي، وفي التغريد: والفتوى عليه“۔

(شیخ ابوالحسن کرخی اسی کو اختیار فرماتے ہیں کہ کچھ بھی واقع نہیں ہوتا اور یہی امام طحاوی

کی رائے اور امام شافعی کا ایک قول ہے اور تغرید میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے)۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق، وقوع اور عدم وقوع کی فقہی تفصیلات

مولانا نوشاد عالم ندوی ☆

سکران کی تعریف

سکران کسے کہتے ہیں؟ اس سلسلہ میں اقوال متعدد ہیں، چنانچہ حنفی محقق علامہ ابن الہمام نے ”فتح القدر“ میں سکران کی تعریف اس طرح کی ہے، ”وہو من لا يعرف الرجل من المرأة ولا السماء من الأرض“ (فتح القدر ۳۷۲/۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان) (سکران وہ ہے جو مرد و عورت اور آسمان و زمین میں نشہ کی وجہ سے تمیز نہ کر سکے) اس تعریف کے بارے میں علامہ ابن عابد بن شامی نے لکھا ہے کہ یہ تعریف امام ابوحنیفہ سے منقول ہے، مگر انہوں نے صاحبین کی تعریف کو راجح قرار دیا ہے اور وہ اس طرح ہے: ”قالا: بل يغلب على العقل في هذی في كلامه“ (رد المحتار علی الدر المختار ۲/۴۲۳) (صاحبین فرماتے ہیں کہ سکران وہ ہے جو مغلوب العقل ہو اور نشہ کی وجہ سے گفتگو میں بڑبڑاتا ہو)، سکران کی یہی تعریف ائمہ ملاحہ سے بھی منقول ہے اور یہی راجح ہے، اس کی تائید حضرت علیؑ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ”إذا سکر هذی“ (ایضاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی) (جب کوئی نشہ میں ہوگا تو بڑبڑائے گا)۔

طلاق سکران کا حکم

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں شدید اختلاف ہے، یہ مسئلہ عہد

صحابہ سے ہی مختلف فیہ چلا آ رہا ہے، چنانچہ حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ، سعید بن المسیب، حسن بصری، سیرین، عطاء، ابراہیم نخعی، مجاہد، امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، (ایک قول) امام احمد رحمہم اللہ (ایک قول) اور اکثر حنفیہ کے نزدیک سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے (فتح القدیر ۴/۲۳۷)۔

اس کے برخلاف جو لوگ کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ان کے اساء گرامی مندرجہ ذیل ہیں حضرت عثمانؓ، طاؤس، ربیعہ بن عبد الرحمن، ابو ثور، عمر بن عبد العزیز، قاسم، یحییٰ الانصاری، امام لیث، اسحاق، امام شافعی، (ایک قول) امام احمد بن حنبل، (قول معتمد) امام کرخی، امام طحاوی، امام زفر اور محمد بن سلمہ رحمہم اللہ، ان حضرات کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (ایضاً)۔

جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع ہو جاتی ہے ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

دلائل

الف- قرآن کریم کی آیت کریمہ:

”الطلاق مرتان، فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان إلى قوله فإن

طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره“ (سورۃ البقرہ ۲۲۹-۲۳۰)۔

اس آیت کریمہ سے علامہ کاسائی نے ”بدائع الصنائع“ میں طلاق سکران کے وقوع پر

اس طرح استدلال کیا ہے کہ آیت عام ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دینے والا خواہ کوئی

بھی ہو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، سکران اور غیر سکران کی کوئی تفصیل اس آیت

میں مذکور نہیں ہے، لہذا عام کو خاص کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت پڑے گی، اور یہاں کوئی

ایسی دلیل نہیں ہے جس سے سکران کو آیت کے عموم سے خارج قرار دیا جائے، پس آیت کے عموم

میں سکران بھی داخل ہے (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

ب۔ حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان ”کل الطلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوه“ ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ صبی غیر عاقل اور معتوه کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس حدیث کے استثناء میں سکران داخل نہیں ہے، لیکن سکران کو معتوه پر قیاس کیا جا سکتا تھا، کیونکہ زوال عقل میں سکران اور معتوه دونوں برابر ہیں، مگر یہ قیاس اس لئے درست نہیں ہوگا کہ سکران کے زوال عقل کا سبب معصیت ہے، جب کہ معتوه میں یہ بات نہیں ہے، چنانچہ سکران کو ارتکاب معصیت سے روکنے کے لئے زجر اوتو بیجا اس کو تقدیری طور پر قائم العقل مان کر اس کی طلاق کو واقع قرار دیا جائے گا (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

جہاں تک سکران کو تقدیری طور پر قائم العقل ماننے کا تعلق ہے تو شریعت میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں، مثلاً اگر وارث نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو اس صورت میں مورث میت کو تقدیری طور پر زندہ مان کر زجر اوتو عقاباً اس قاتل وارث کو وارثت سے محروم کر دیا جاتا ہے، گرچہ مورث فی الحقیقت مر چکا ہے، چنانچہ مسئلہ طلاق سکران میں بھی تقدیری طور پر سکران کو قائم العقل مان کر بطور سزا اس کی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے گا، گرچہ فی الحقیقت وہ زائل العقل ہے (حوالہ سابق)۔

لیکن اگر زوال عقل کا سبب معصیت نہ ہو بلکہ دوایا اس طرح کی دوسری چیزوں کے استعمال کی وجہ سے عقل زائل ہوئی ہو تو اس وقت سکران کو فی الحقیقت زائل العقل ہی مانا جائے گا اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ یہاں زوال عقل کا سبب معصیت نہیں ہے، اس لئے زجر و عقاب کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ”کل الطلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوه“ سے معلوم ہوتا ہے کہ صبی اور معتوه کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اہلیت تصرف کی

بنیادی شرط عقل کا موجود ہونا ہے اور یہ دونوں زائل العقل ہیں، یعنی طلاق کے عدم وقوع کی علت دونوں کے اندر زوال عقل ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سکران بھی زائل العقل ہے، لہذا اس کی دی ہوئی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

ب۔ حضرت عثمان کا قول ہے: ”لیس لمجنون ولا لسکران طلاق“ (مجنون اور سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن قدامہ نے ”المغنی“ میں امام احمد کا یہ قول نقل کیا ہے ”قال أحمد: حدیث عثمان أرفع شیء فیہ وهو أصح من حدیث علی“ (امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ قوی ہے اور حضرت علی کی حدیث کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے)۔

ج۔ ”رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب علی عقله حتی یبرأ وعن النائم حتی یتقیظ وعن الصبی حتی یحتلم“۔

(تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، یعنی ان کے تصرف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا: مجنون جو مغلوب العقل ہو یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے، سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ جائے، نابالغ بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے)۔

علامہ ابن قدامہ نے ”المغنی“ میں طلاق سکران کے عدم وقوع پر اس حدیث سے بڑا اچھا استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”لأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم، ولأنه مفقود الإرادة أشبه المکره“ (المغنی ۳۷۹)، (سکران زائل العقل ہے اس لئے مجنون اور سونے والے کے مشابہ ہے اور چونکہ مفقود الإرادہ بھی ہے)، اس لئے ”مکره“ کے مشابہ ہے اور ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ زوال عقل کا سبب اگر معصیت ہو تو اس کی طلاق کو

بطور زبرد عقاب نافذ قرار دیا جائے تو اس کا جواب علامہ ابن قدامہ نے اس طرح دیا ہے:

”لا فرق بین زوال الشرط بمعصية أو غيرها بدليل أن من كسر ساقه جاز له أن يصلح قاعداً أو لو ضربت المرأة بطنها فنفت سقطت عنها الصلاة ولو ضرب رأسه فجن سقط عنه التكليف“ (المغنی ۷/۳۸۰)۔

یعنی احکام شریعت کی تکلیف کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے، لہذا اس شرط کے زوال میں معصیت یا عدم معصیت کی کوئی تفریق نہیں ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی دونوں پنڈلیوں کو توڑ لے تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا کوئی عورت اپنے پیٹ پر خود سے مار لے اور نفاس میں مبتلا ہو جائے تو نماز اس سے ساقط ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر کوئی اپنے سر پر مارے اور پاگل ہو جائے تو احکام شریعت کی تکلیف اس سے ساقط ہو جاتی ہے، چنانچہ زوال شرط (عقل) میں اگر معصیت یا عدم معصیت کی کوئی تفریق ہوتی تو پھر خود سے پیر توڑ کر نماز پڑھنے والے کے لئے بطور زبرد عقاب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے تھی، یا پیٹ پر مار کر خود سے نفاس میں مبتلا ہونے والی عورت سے بطور زبرد عقاب کے نماز ساقط نہیں ہونی چاہئے تھی، کیونکہ ان تینوں نے معصیت کا ارتکاب کیا ہے، چنانچہ ان کو زبرد عقاب کی اشد ضرورت تھی، لیکن جب ان تینوں کے اندر معصیت کی بنیاد پر احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو سکران میں بھی معصیت یا عدم معصیت کی وجہ سے اس کی طلاق کے عدم وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور اس کو بھی مجنون، معتوہ، نامم، مکبرہ، مٹھی علیہ وغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے گا۔



طلاق سکران، چند ضروری مسائل اور حل

محمد امجد جمال قاسمی ندوی ☆

اختلافات کی تفصیلات اور معاشرہ کی صورت حال سوانامہ میں جس طرح واضح کی گئی ہے وہ بے کم و کاست درست اور مطابق واقعہ ہے۔

طلاق سکران کے وقوع و عدم وقوع کا مسئلہ وقت کا نازک اور اہم ترین مسئلہ ہے، سب سے بنیادی چیز جو سامنے آتی ہے وہ کیفیت سکر کی تعیین ہے۔

بعض اہل علم سکر کا اطلاق اس کیفیت پر کرتے ہیں جب انسان اتنا بدست و مدہوش ہو جائے کہ زمین و آسمان اور مرد و عورت تک کا فرق بھی نہ کر سکے، دوسری طرف بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نشہ کا اطلاق مدہوشی سے انسان کی بے معنی گفتگو اور ہڈیان پر ہوتا ہے، یہ رائے وقع بھی ہے اور تجربہ کے مطابق بھی، کیونکہ سکر کی عام کیفیت ہڈیان ہوتی ہے، علامہ شامی نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے (رد المحتار ۲/۴۳۳)۔

طلاق سکران کے وقوع و عدم وقوع کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، دونوں طرح کی آراء ہیں۔ وقوع کے قائلین میں حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، معاویہؓ امام مالک، ابو حنیفہؒ، ضاحمین، مجاہد، حسن بصری، سعید بن مسیب، ابراہیم بن شہاب زہری، قاضی شریح، سلیمان بن یسار، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ وغیرہ ہیں، امام شافعی کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے۔

عدم وقوع کے قائلین میں حضرت عثمان غنیؓ، عمر بن عبدالعزیز، لیث بن سعد، عکرمہ،

طاؤس، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، ابن حزم ظاہری، امام زفر، طحاوی، کرخ، مزنی وغیرہ ہیں، امام شافعی وزہری کا ایک قول اسی طرح کا ہے راجح قول کے لحاظ سے امام احمد بھی عدم وقوع کے قائل ہیں۔

دونوں فریقوں کے پاس اپنی آراء کی تائید میں متعدد دلائل ہیں، ذیل میں ہم مختصراً ان دلائل کا ذکر کریں گے، ساتھ ہی دلائل کی صحت و قابل استدلال ہونے کا بھی جائزہ لیں گے۔ جو حضرات سکران کی طلاق کو واقعہ مانتے ہیں ان کا پہلا استدلال صفوان بن عمران الطائی کی حدیث ہے:

”إن رجلاً كان نائماً فقامت امرأته فأخذت سكيناً فجعلت على صدره فقالت: لتطلقني ثلاثاً أو لأذبحنك، فطلقها ثم أتى النبي ﷺ فذكره له ذلك فقال: لا قيلولة في الطلاق“ (موطأ امام محمد)۔

(ایک عورت چھری لے کر اپنے شوہر کے سینہ پر جب وہ سو رہا تھا بیٹھ گئی اور مطالبہ کیا کہ اگر وہ اسے طلاق نہ دے گا تو وہ اسے مار ڈالے گی، چنانچہ جبر و دباؤ کی وجہ سے مرد نے اسے طلاق دے دی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ طلاق کے معاملہ میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے، یعنی طلاق واقع ہو جائے گی۔ دوسرا استدلال ابن عباس کا فرمان ہے:

”كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله“۔

تیسرا استدلال ابو ہریرہ کی حدیث معروف ہے:

”ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة“۔

چوتھا استدلال عثمان کا واقعہ جس میں کسی شراب کے نشہ میں بدست انسان نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چار عورتوں کی گواہی کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے طلاق کے وقوع کا فیصلہ فرمادیا۔

پانچواں استدلال عقلی ہے کہ طلاق کا ایقاع اس کے جرم و معصیت شراب نوشی کے لئے سزا و عقاب ہے تاکہ باعثِ عبرت و موعظت ہو۔

مگر جو حضرات سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے ان کا پہلا استدلال حضرت عثمان غنیؓ کے فتویٰ سے ہے کہ وہ مجنون و سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

دوسرا استدلال یہ ہے کہ چونکہ حدیث صریح کے بموجب سارے اعمال کا دار و مدار نیت و عزائم پر ہے اور سکران صاحب نیت و ارادہ نہیں ہوتا، لہذا اس کی طلاق نافذ نہ مانی جائے گی۔

تیسرا استدلال اس سے ہے کہ چونکہ مجنون، مغمی علیہ (بے ہوش) منجبوط العقل، سونے والا اور سکران بالحلل کی طلاق اجماعاً نافذ نہیں ہے، کیونکہ وہ ہوش میں نہیں ہیں اور نہ ہی صاحب عقل ہیں، لہذا یہی حکم سکران کا بھی ہونا چاہئے کہ اس کی طلاق واقع و نافذ نہ مانی جائے۔

دونوں فریقوں کے ان چند دلائل کی روشنی میں بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ وقوع کے قائلین کے دلائل مضبوط و وزنی ہیں اور ان کا مسلک قوی ہے لیکن فی الواقع صحیح و صریح نص کسی کے پاس نہیں ہے اور دونوں آراء قیاس ہی پر مبنی ہیں۔

چنانچہ وقوع کی تائید میں پیش کی جانے والی حدیث صفوان بے انتہا ضعیف ہے، جمہور محدثین صفوان کو ضعیف قرار دیتے ہیں، امام بخاری نے انہیں منکر الحدیث اور ابن حزم نے ساقط الحدیث قرار دیا ہے، اسی سند حدیث کے دوسرے راوی بقیہ بھی ضعیف ہیں، تیسرے راوی غازی بن جبہ مشکلم فیہ ہیں، جنہیں ابن حزم نے مجہول کہا ہے۔

وقوع کے حق میں پیش کی گئی حدیث ابن عباسؓ بھی عطاء بن عجلان نامی راوی (جو متہم بالکذب ہیں) کی بنیاد پر ضعیف ہے، ابن قیم دونوں حدیثوں کے ضعف کے قائل ہیں۔

پھر عقلاً یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان احادیث میں وہ طلاق مراد ہے جس میں انسان اپنے ارادہ سے طلاق کا لفظ بولے، بہر حال حدیث مرفوعہ کسی بھی رائے کی تائید نہیں کرتی، اب

رہے آثار صحابہؓ تو وہ بھی مختلف ہیں، حضرت عمرؓ کا فتویٰ وقوع طلاق کا اور حضرات عثمانؓ کا فتویٰ و عمل عدم وقوع کا مؤید ہے، یہاں یہ بات بھی محل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کا اثر مشکوک معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اثبات دعویٰ کے لئے نصاب شہادت بالا جماع قرآن کے صریح حکم کے مطابق دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، حالانکہ یہ اثر صرف چار عورتوں کی شہادت اور اسی بنیاد پر حضرت عمرؓ کے وقوع طلاق سکران کے فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو صراحتاً نص کے خلاف اور حضرت عمرؓ سے مستبعد ہے۔

لہذا طلاق سکران اس کے دیگر تصرفات کی طرح غیر نافذ ہے، یہی قول اصول و مقاصد شرع کے مطالعہ کی روشنی میں معتد اور قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔



طلاق سکران اور سماج پر اس کے منفی اثرات

مولانا عبدالستار بن ولی محمد مدنی ☆

شریعت کے مصالح و مقاصد اور معاشرے کی بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص شرعیہ نے طلاق سکران کے بارے میں جو سکوت اختیار کیا ہے، شاید اسی لئے اختیار کیا ہے کہ علماء و فقہاء اس کے بارے میں حالات کے اعتبار سے حکم لگائیں۔ چنانچہ سابق زمانہ میں طلاق سکران کو نافذ قرار دینا سکران کے لئے زبردتیز تھا، لیکن موجودہ دور میں خصوصاً ہندوستان میں سکران کی طلاق کو واقع اور نافذ ماننے کی صورت میں اس کے حق میں زبردتیز نہیں رہ گئی ہے، بلکہ اس کی بیوی بچوں کے حق میں زبردتیز ہو گیا ہے اور شوہر کی اس حرکت کی سزا بیوی بچے بھگتتے ہیں، جبکہ شوہر کو کوئی خاص حرج نہیں ہوتا۔

جہاں تک اولہ کی بات ہے تو طلاق سکران کو نافذ ماننے والوں کے جوفعلی دلائل ہیں وہ صراحت سے تو یقیناً خالی ہیں اور دلالت و اقتضاء کی صورت میں بھی مقال سے خالی نہیں اور جو عقلی دلائل ہیں ان کا حاصل بھی زبردتیز ہی ہے اور یہ زبردتیز موجودہ دور میں سکران کے حق میں نہیں رہ گئی ہے۔

فقہاء کی آراء

۱- سکران کی طلاق واقع اور نافذ ہوگی، اس قول کو اکثر حنفیہ، مالکیہ اور صحیح قول کے

☆ استاذ المعہد العالی، امارت شرعیہ، بھلوار شریف پٹنہ۔

مطابق شافعیہ نے اختیار کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت اسی کے مطابق ہے (مجموع الانہر فی ملتقى الاجرام ۱/۳۸۲ المسوط ۶/۶۶۱ البحر الرائق ۲/۶۶۳ شرح فتح القدير ۳/۷۲ رد المحتار ۳/۳۳۸ البتایہ شرح الہدایہ ۳/۳۹۱ بدائع الصنائع ۳/۹۹، الکافی للقرطبی ۵/۱۷۲ المجموع شرح المہذب ۶/۶۲-۶۳ عقد الجواہر الثمینیہ فی مذہب عالم المدینہ ۱۶۱۲ الشرح الصغیر علی أقرب المسالك الی مذہب الامام مالک ۲/۵۳۳ والمعنی لابن قدامہ (۱۱۳/۷)

۲- سکران کی طلاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی، اسی کو حنفیہ میں سے امام ابو جعفر طحاوی کرنی، زفر اور محمد بن مسلمہ اور شافعیہ میں سے مزنی نے اختیار کیا ہے، امام شافعی کا ایک قول اور امام احمد کا بھی ایک قول اسی کے ساتھ ہے اور یہی حنا بلہ کا مذہب ہے (صحیح البخاری مع فتح الباری ۹/۳۳۸۵ کتاب الطلاق باب) صحابہ میں سے حضرت عثمانؓ اور ابن عباسؓ سے یہی قول منقول ہے (مختصر اختلاف العلماء ۳/۳۱۲)۔

اولہ فریق اول

جن لوگوں نے سکران کی طلاق کو واقع اور نافذ مانا ہے ان کی نقلی اور عقلی دونوں طرح

کی دلیلیں ہیں:

ذیل میں ان کی دلیلیں ملاحظہ ہوں:

”عموم قوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً

غيره...“ (سورۃ بقرہ ۲۳۰)۔

”من غير فصل بين السكران وغيره إلا من خص بدليل“۔

پس اگر اس کو طلاق دے دیا تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ اس آیت کا عموم سکران اور غیر سکران میں تفریق کئے بغیر سب کو شامل ہے سوائے اس کے جو کسی دلیل سے خاص کر لیا گیا ہو (بدائع الصنائع ۳/۹۹)۔

”قوله تعالى (يا ايها الذی آمنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سكارى....)

”سورۃ نساء (۴۳)، فمخاطبہم فی حال السكر فذل علی أن السكران مکلف“
 (اللہ کا قول ”اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ“ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نشہ خور کو نشہ کی حالت میں مخاطب کیا ہے، چنانچہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سکران مکلف ہے (المجموع شرح المہذب ۶۲/۱۷)، لہذا اس کا تصرف درست ہے۔

”قوله عليه الصلاة والسلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعنوه“ (بخاری مع فتح الباری مع قول علی بن ابی طالب ۴۵۸/۹ کتاب الطلاق)۔
 (نبی پاک ﷺ کا ارشاد کہ بچہ اور بے عقل کی طلاق کے علاوہ ہر طلاق صحیح ہے)
 (بدائع الصنائع ۹۹/۳، المغنی لابن قدامہ ۱۱۵/۷، المہذب ۱۷۶/۱۷)۔

”إن الصحابة جعلوه كالصاحي في الحد بالقذف“۔

(صحابہ نے قذف کی وجہ سے حد جاری کرنے کے سلسلے میں اس کو غیر مدہوش کی طرح مانا ہے) (المغنی لابن قدامہ ۱۱۵/۷)۔

”إن عقله زال بسبب هو معصية فينزل قائماً عقوبة عليه وزجرأله عن ارتكاب المعصية“۔

(اس کی عقل کا چلا جانا ایسے سبب سے ہوا ہے جو معصیت ہے، لہذا اس کی زائل شدہ عقل کو موجود ہونے کے درجہ میں مانا جائے گا اس کے لئے عقوبت اور اس کا ارتکاب معصیت کی وجہ سے زجرأ) (بدائع الصنائع ۹۹/۳)۔

ادلہ فریق ثانی

طلاق سکران کو واقع نہ ماننے والوں کی دلائل درج ذیل ہیں:

”إن عقله زائل والعقل من شرائط أهلية التصرف، ولهذا لا يقع طلاق المجنون والصبي الذي لا يعقل، والذي زال عقله بالبنج والدواء كذا هذا والدليل عليه أنه لا تصح رده فلان لا يصح طلاقه أولى“۔

(سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور عقل تصرف کی اہلیت کی ایک شرط ہے، اسی وجہ سے مجنون اور غیر عاقل بچہ کی اور جس کی عقل بھنگ اور دوا سے زائل ہوگی ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو اس کی بھی طلاق اسی طرح واقع نہیں ہوگی، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی ردت صحیح نہیں ہوتی تو بدرجہ اولیٰ اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے) (بدائع الصنائع ۹۹۳)۔

”إنه زائل العقل فأشبهه المجنون والنائم وإن العقل شرط للتكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أو نهى ولا يتوجه ذلك إلى من لا يفهمه“
 (سکران زائل العقل ہے، لہذا وہ مجنون اور سونے کے مشابہ ہے اور عقل تکلیف کی شرط ہے، کیونکہ امر و نہی کے ساتھ خطاب کو ہی تکلیف کہتے ہیں اور جو اس کو نہ سمجھ سکے اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

مناقشہ اولہ

دونوں فریق کے ادلہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ فریق اول کی دلیلیں نقلی اور عقلی ہونے کے باوجود طلاق سکران کے ثبوت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے فریق ثانی کے ادلہ کے مقابلہ میں درج ذیل وجوہات کی بنا پر بہت کمزور ہیں:

۱- نقلی دلیلیں طلاق سکران کے وقوع اور ثبوت کی صراحت سے یقیناً خالی ہیں۔
 ۲- دونوں قرآنی آیتوں کے عموم میں سکران کو داخل کر کے اس کی طلاق کو اگر صحیح اور واقع مان لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ سونے والے، بچے، مجنون، مغمی علیہ اور معتوہ کی صف میں کھڑا کر کے اس کی طلاق کو لغو قرار دیا جائے، کیونکہ جس علت کی بنا پر سونے والے، بچے، مجنون وغیرہ کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا گیا وہی علت سکران میں بھی ہے۔

۳- جس دلیل سے بچے، سونے والے، مجنون، مغمی علیہ اور معتوہ کو دونوں آیتوں کے عموم سے خاص کیا گیا ہے، اسی دلیل سے سکران بھی مخصوص اور آیت کے عموم سے خارج ہے، کیونکہ وہ علت اس میں بھی ہے۔

خلاصہ

۱- اگر سکران کے نشہ کا سبب معصیت نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی طلاق بالاتفاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی۔

۲- لیکن اگر نشہ کا سبب معصیت کے قصد سے سکر کا استعمال ہے تو ایسے سکران کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق صحیح اور نافذ ہوگی، اس قول کو اکثر حنفیہ، مالکیہ اور صحیح قول کے مطابق شافعیہ نے اختیار کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت اسی طرح ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی، اس قول کو حنفیہ میں سے امام طحاوی، کرخی، زفر اور محمد بن مسلمہ اور شافعیہ میں سے مزنی اور مالکیہ میں سے محمد بن عبدالحکم نے اختیار کیا ہے، اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ صحابہ میں سے حضرت عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی قول مروی ہے اور دونوں فریق کے اولہ کے مناقشہ کے بعد طلاق سکران کا عدم وقوع راجح ہوا۔



طلاق غضبان و سکران کا حکم

مولانا عبدالسلام ابو ہریرہ سلمیٰ ☆

طلاق سکران: آدمی اس طرح نشہ میں مدہوش ہو اور اپنے ہوش و حواس کو کھو بیٹھے جس کی وجہ سے زبان قابو میں نہ رہے کہ کیا کہا اور کیا نہیں کہا، اسی کا نام سکران ہے، ارشاد باری ہے:

”لا تقریبا الصلاة وأنتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳)،
یعنی ”ان السکران لا یعلم ما یقول“ یعنی سکر اور نشہ کی وجہ سے عقل بالکل غائب ہو چکی ہو،
ایسی حالت میں اگر کوئی آدمی طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوگی، کیونکہ مختلف معتبر سندوں سے
مردی ہے:

”قال عثمان: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق“ (صحیح بخاری مع الفتح
۳۸۸/۹) حضرت عثمان بن عفانؓ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق کو غیر واقع مانتے تھے اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سند کے ساتھ یہ مردی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نشہ والے کی
طلاق کو واقع مانتے تھے، مگر جب انہیں ابان بن عثمان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ ایسی
طلاق کو کالعدم قرار دیتے تھے تو انہوں نے فرمان عثمانی پر عمل کیا (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹/۵)۔

ان دونوں خلفاء راشدین (حضرت عثمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز) کے اس فرمان
سے کسی صحابی کا اختلاف معتبر سندوں سے منقول نہیں، اور فرمان الہی کے بموجب خلفائے

راشدین کی اتباع بھی ہمارے لئے ضروری ہے، ارشاد باری ہے: ”فإن تنازعتم في شئ فردوه إلى الله والرسول وأولى الأمر منكم“ (النساء: ۵۹)۔

صحیح بخاری میں ہے: ”قال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“ وقال علي: كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ (صحیح بخاری مع الفتح ۳۸۸/۹) اور ”المعتوه“ کا معنی حافظ ابن حزم نے اپنی کتاب ”المحلی“ میں یہ لکھا ہے: ”وأما السكران الذي لا يدري ما يتكلم به فهو معتوه بلا شك، لأن المعتوه في اللغة هو الذي لا عقل له، ومن لا يدري ما يتكلم به فلا عقل له فهو معتوه بأي وجه كان“ (محلی لابن حزم ۲۱۱/۱۰)۔

دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن المجنون، وفي رواية ”المعتوه“ حتى يعقل أو يفيق وعن الصبي حتى يبلغ“ (ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، ابن حبان، مستدرک حاکم، احمد ۱۰۰/۶، ۱۰۱/۱۳۳)۔

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (دیکھئے: ارواء الغلیل ۴/۲)، یعنی تین شخصوں سے احکام شرعیہ مرتفع ہیں، اس میں دوسرا مسلوب العقل ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ سکر کامل سالب عقل اور زائل حواس ہے، لہذا ایسا سکر جس سے عقل اور ہوش و حواس مقفود ہو جائیں اور ایسی حالت میں جو بھی اپنی زبان سے کہے چاہے طلاق کے سلسلے میں یا غیر طلاق کے سلسلے میں اس کا اعتبار نہ کر کے اس کا شمار مرفوع القلم میں ہوگا۔

حافظ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے نشر کی حالت میں دی ہوئی طلاق کی بابت فرمایا:

”هذه المسألة فيها قولان للعلماء: أحدهما أنه لا يقع طلاقه، فلا تنعقد يمين السكران ولا يقع به طلاق إذا طلق، وهذا ثابت عن أمير المؤمنين

عثمان بن عفانؓ، ولم یثبت عن الصحابة خلافه فيما أعلم، وهو قول كثير من السلف والخلف كعمر بن عبد العزيز وغيره، وهو إحدى الروایتین عن أحمد: اختارها طائفة من أصحابه، وهو القول القديم للشافعي، واختاره طائفة من أصحابه وهو قول طائفة من أصحاب أبي حنيفة كالطحاوی، وهو مذهب غير هؤلاء“ (مجموع فتاوی لابن تیمیہ ۱۰۲/۳۳)۔

اکابر علماء حنفیہ میں سے امام طحاوی اور امام کرخی نے عدم وقوع طلاق کے موقف کو اختیار کیا ہے، فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”در مختار“ میں ہے: ”ولم یوقع الشافعی طلاق السكران واختاره الطحاوی والکرخی“ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی قول کو اختیار کیا ہے، امام طحاوی اور امام کرخی نے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں تفرید سے نقل کیا ہے کہ اسی قول پر حنفیہ کا فتویٰ ہے، اسی قول مختار کے تحت میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

”وکذا محمد بن مسلمة وهو هول زفر“ (یعنی محمد بن مسلمہ حنفی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے) اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام زفر کا بھی یہی قول ہے۔ فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب ”ہدایہ“ کی شرح فتح القدر (۱۵۸/۲) کتاب الطلاق مطبوعہ مشی (ولکھنؤ) میں طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل یہ لوگ ہیں:

”قال بعدم وقوله القاسم بن محمد و طاؤس وریعة بن عبد الرحمن واللیث وإسحاق بن راهویه وأبو ثور وزفر وقد ذکرناه عن عثمان وروي عن ابن عباس وهو مختار الکرخی والطحاوی ومحمد بن مسلمة من مشائخنا“ اور آگے چل کر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع اور صحیح ہو تو مرد ہونا بھی صحیح ہوگا، حالانکہ سکران کا ارتداد معتبر نہیں ہے۔

حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”والصحيح أنه لا يقع الطلاق إلا ممن يعلم ما يقول كما أنه لا تصح صلاحته في هذه الحالة، ومن لا تصح صلاحته لا يقع طلاقه، وقد قال: ولا تقرّبوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۳) (یعنی صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نشہ میں مدہوش آدمی کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور جب ایسی حالت میں نماز درست نہیں ہو سکتی تو طلاق کا وقوع بھی صحیح اور درست نہیں ہو سکتا)۔

علامہ شوکانی طلاق سکران پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد آخر میں بطور خلاصہ اور نچوڑ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

”والحاصل: أن السكران الذي لا يعقل لا يحكم لطلاقه لعدم المناط الذي تدور عليه الأحكام وقد عين الشارع عقوبته فليس لنا عن تجاوزها برأينا ونقول يقع طلاقه عقوبة له فيجمع له بين غرمين“ (نیل الأوطار للشوکانی ۷/۲۳)۔

یہ بات متحقق اور مسلم ہے کہ دنیا کا کوئی بھی فرد اپنی شریک حیات کو بخوشی طلاق دے کر اپنی زوجیت سے الگ نہیں کرتا بلکہ ہر شخص غصے کی حالت میں ہی طلاق دیتا ہے، جیسا کہ ”نیل الأوطار“ میں ابن السید کا قول منقول ہے۔

البتہ ایسا آدمی جو اپنے غیظ و غضب میں ہونے کی وجہ سے بالکل مدہوش اور مسلوب العقل ہو جائے اور اسی حالت میں مدہوشی میں طلاق دے دے تو ایسی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی مدہوشی اور بے خودی کی حالت جنون کی قسم سے ہے اور جنون میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اسی بات کو علامہ ابن تیمیہ نے ”مجموع الفتاویٰ“ کے اندر ذکر کیا ہے۔

”إذا بلغ الأمر إلى أن لا يعقل ما يقول، كالمجنون، لم يقع به شيء“ (کما

فی النیل ۸/۲۵)۔

”اغلاق“ کا معنی اکثر محدثین نے ”الغضب“ کے ساتھ کیا ہے، یعنی ایسا غضب

جس سے اس کی عقل متغیر اور ہوش و حواس زائل ہو جائے اور اس حالت میں اگر طلاق دے دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس کے علاوہ طلاق سکران اور طلاق غضبان کی جتنے بھی درجات اور مراتب ہیں اس میں طلاق واقع ہو جائے گی، جیسا کہ نصوص کتاب و سنت اس پر دال ہیں۔

☆☆☆

جدید فقہی تحقیقات

تیسرا باب

مختصر تحریریں

حالت نشہ کی طلاق اور ضرر اشد اور اخف کا اصول

مفتی نظام الدین اعظمی ☆

۱- حکومتِ وقت کا حکم حکومت کے بدل جانے کے بعد باقی رہنا ضروری نہیں، جیسے کہ حکومت کا قانون تھا کہ اگر کوئی عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو اس کا یہ نکاح صحیح منعقد نہ ہوگا جس کی صراحت شامی جلد ۲ میں ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نکاح سے حرام کاری کرنے کا گناہ ہوتا رہے گا، لیکن جب وہ حکومت ختم ہوگئی تو اب یہ حکم باقی نہ رہا بلکہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے، البتہ اولیاء کو یہ اختیار رہتا ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق اعتراض کر سکتے ہیں، اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ حکومتِ وقت ختم ہو جانے سے سابق حکم کا باقی رہنا ضروری نہیں رہتا۔

۲- اسی طرح سکران کے طلاق میں حکومت کا حکم شوہر پر زجر کرنے کے لئے ہوتا ہے، کما ہو ظاہر و مسلم اور یہ حکم حکومت کے حکم سے ہوتا ہے، پس اگر یہ حکومت ختم ہو جائے تو حکومت کا یہ حکم باقی رہنا ضروری نہیں رہے گا، جیسا کہ ابھی کسی عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے کے مسئلہ میں گزر چکا ہے۔

۳- کسی حکومت کے حکم کے نفاذ کے لئے شرط ہے کہ وہ حکم کسی نصِ قطعی کے معارض یا مخالف نہ ہو اور صورتِ مسئلہ میں حکومت کا یہ حکم اس نصِ قطعی ”ولا توردوا ذرة و ذرأ اخری“ کے حکم سے ٹکراتا ہے اور معارض ہوتا ہے، کیونکہ حرام کا حکم لگانے میں شوہر پر زجر کرنا مطلوب ہوتا ہے اور فی زمانہ صورتِ موجودہ میں بجائے شوہر کے بیوی بچوں پر زجر ہو جاتا ہے اور

ظاہر ہے شوہر شخص آخر ہے اور بیوی شخص آخر ہے اور بچے بھی شخص آخر ہیں اور صورت موجودہ میں بجائے شوہر کے بیوی بچوں پر زجر کھلا ہوا "لا تورد وازرة ووزر أخری" کا ارتکاب ہوگا، اگر یہ تدبیر کی جائے کہ طلاق ہوتے ہی شوہر مہر دے دے اور عدت کا اور بچوں کا خرچ دے دے اگر وہ خود نہ کرے تو حکومت سے قانون بنوا کر یہ عمل کر لیا جائے جب بھی کام نہ چلے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "ما یبدل القول لیدی وما أنا بظلام للعبید" (سورہ ق رکوع ۱۶) اس منطوق کا حاصل یہ ہے کہ یہ بیوی بچے نا کردہ گناہ کے درجہ میں مظلوم ہیں اور اس خطرناک آیت کریمہ کے مصداق بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے باغی بنتے ہیں اس لئے حرمت کا یہ حکم باقی رہنا ضروری نہیں رہے گا، خاص کر جب حکومت ختم ہو چکی ہے اور علماء متقنین کا اس میں اختلاف بھی ہے، اس لئے حرمت کے ختم ہونے کا حکم ہوگا اور یہ حکم نظیر بن جائے گا اس حکم کے ختم ہونے کا جو عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے کا تھا اور حرمت کا حکم باقی رکھنا ایسا ہی ہو جائے گا کہ بارش میں بھیگنے سے بچنے کے لئے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

۴- اگر ہم ایسا نہ کر سکیں تو شرعاً تسلیم شدہ عندالکل یہ ضابطہ فقہیہ ہے کہ "الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف" یعنی ضررِ اخف کو قبول اور برداشت کر کے ضررِ اشد کو زائل کیا جائے گا، اس اصل شرعی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حرمتِ طلاق کے حکم کو برداشت کر کے اور اس کو نافذ نہ کر کے ضررِ اشد کو جو طلاق دینے والے کے بیوی بچے پر پڑتا ہے، زائل کر دیا جائے۔

☆☆☆

وقوع طلاق سکران - غور و فکر کے چند پہلو

مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی ☆

اہل علم پر مخفی نہیں کہ طلاق سکران واقع ہوگی یا نہیں، یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آ رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو احکام نصوص قطعہ سے ثابت ہیں اور ان پر نصوص کی دلالت واضح صریح اور قطعی ہے، ان میں اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

ایک بڑی تعداد ان صحابہ، تابعین و تبع تابعین کی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوگی (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۷۶-۷۵، المجموع شرح المہذب ۱۷۱/ ۶۳-۶۲، البیانہ شرح الحدایہ ۳/ ۳۹۱، المدونۃ الکبریٰ ۳/ ۳۰، المحلی لابن حزم ۳۶-۳۵، فتح القدر ۳/ ۲۷۲، فتح الباری ۹/ ۲۸۹، المغنی ۷/ ۱۱۳، الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ ۳/ ۸۰)۔

وقوع طلاق سکران کے قائلین کے کچھ دلائل علامہ کاسانی نے بدائع میں اور علامہ ابن الہمام نے فتح القدر میں نقل کئے ہیں، ان کے جوابات بھی علامہ نووی، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم نے دیئے ہیں، بلکہ علامہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اور علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان دلائل کا جائزہ لیا ہے۔

دوسری طرف عدم وقوع کے قائلین کے دلائل کا جائزہ بھی علامہ نووی نے لیا ہے۔

جو حضرات طلاق سکران کو واقع قرار دیتے ہیں، ان کے پیش نظر بنیادی طور پر شوہر کی

تعمیر ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے۔

میری ناقص رائے یہ ہے کہ جہاں شوہر ظالم نہ ہو، اس کا برتاؤ بیوی بچوں کے ساتھ ہمدردانہ ہو، وہ ان کے حقوق ادا کرتا ہو وہ اگر نشہ کی حالت میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس میں شوہر کو تنبیہ نہیں ہوگی، البتہ اس کے بیوی بچے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے اور اگر شوہر صرف یہی نہیں کہ وہ شراب نوشی کا عادی ہے، بلکہ بیوی کے حق میں نہایت ظالم ہے تو ایسا شخص اگر طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہونی چاہئے، اس میں شوہر کو زبردستی تو بخ ہو یا نہ ہو، لیکن ایک کمزور عورت کو ظلم و جور سے رہائی تو مل ہی جائے گی۔

یہ اعتراض کہ یہ وقوع طلاق یا عدم وقوع طلاق کا کوئی واضح جواب نہیں ہوا، اس طرح ہر طلاق میں تحقیق کرنی ہوگی کہ شوہر جس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، وہ ظالم ہے یا نہیں، یہ بات قابل التفات نہیں ہے۔

اس لئے کہ حضرات فقہاء حنفیہ میں جو حضرات سکران کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں، ان کے ہاں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ اگر کسی حلال چیز کے پینے سے نشہ آجائے اور اس حالت میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر شراب کسی نے زبردستی پلا دی اور نشہ آ گیا پھر طلاق دے دی تو بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔

تو جہاں طلاق سکران میں اس کی تحقیق کی جائے گی کہ یہ نشہ حلال چیز کے پینے سے آیا ہے یا حرام کے پینے سے اور اگر حرام کے پینے سے نشہ آیا ہے تو اس نے اپنی خوشی سے شراب پی ہے یا اس کو زبردستی پلائی گئی ہے، تاکہ اس کی روشنی میں طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کا فتویٰ یا فیصلہ دیا جاسکے۔

اسی طرح یہ تحقیق بھی کی جائے گی کہ وہ اپنی بیوی بچوں کے حق میں ظالم و جابر ہے یا نہیں، اگر وہ ظالم و جابر ہے اور نشہ کی حالت میں زد و کوب کرتا ہے تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع

ہوگی، اس میں اس کو زجر ہو یا نہ ہو، لیکن اس کی بیوی تو ظلم و جور سے نجات پا جائے گی۔
 اگر وہ ظلم و جور کا مرتکب نہیں ہوتا، بلکہ اہل و عیال کے حق میں وہ مصلح ہے، ان کے
 حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وقوع طلاق کا
 اثر اس پر نہیں ہوگا یا کم ہوگا، لیکن اس کی بیوی بچے مصائب کے شکار ہو جائیں گے۔



اجتہادی مسائل سے متعلق بعض اصولی نکات

مفتی محبوب علی وجہی ☆

۱- شریعت مطہرہ اور احکام اسلامی کے ماخذ اصل میں دو ہیں: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس بھی ماخذ میں شمار کئے گئے ہیں، لیکن ان کا محور بھی کتاب و سنت ہی ہے، ائمہ مجتہدین انہیں کو مضبوطی کے ساتھ استنباط احکام میں استعمال کرتے ہیں، اس لئے مجتہدین کے متخرجہ و مستنبطہ مسائل شریعت مطہرہ ہی ہیں، ان حضرات کی یہ ذاتی رائے نہیں ہے، ان کے بیان کردہ مسائل اجتہادی کو ان کی ذاتی رائے کہہ کر ان کے شریعت ہونے کا جو انکار کر رہا ہے وہ گمراہ ہے۔

۲- مسائل دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں اور کتاب و سنت سے ثابت ہیں، ان کے خلاف جو عقائد بیان کئے جائیں گے وہ باطل ہیں، جیسے معتزلہ کا انکار تقدیر، یا تو ثواب و عذاب قبر، یا روانض کا صحابہ کرام کے سلسلہ میں عقیدہ فاسد۔

دوسری قسم ان مسائل کی ہے جو فقہی احکام سے متعلق ہیں اس میں غیر منصوص احکام میں لغت کی وجہ سے یا استعمال کی وجہ سے جو اختلاف ائمہ ہو گا وہ حق و باطل اور عزیمت و رخصت کا نہیں ہوگا، بلکہ اس میں سے ایک رائے صواب محتمل خطا ہے اور دوسری رائے خطا محتمل صواب ہے، مقلد پر واجب ہے کہ وہ اپنے امام کی تقلید کرے یعنی اس کے بیان کردہ مسائل پر ہی عمل کرے اور یہ شخص ان مسائل پر عمل کرنے کی وجہ سے عامل بالشریعت ہی کہلائے گا، مجتہدین کے

اسباب اختلاف کی تفصیل تو بہت ہے جو اصول فقہ کی کتابوں میں درج ہے، ہمارے استاذ محترم نے ایک وجہ یہ بھی بیان کی تھی کہ امام ابوحنیفہؒ شارع کی غرض اور حکمت پر نظر کرتے ہیں اور اس کو علت بنا کر نئے مسائل کا استخراج کرتے ہیں، اس کے لئے ہلکی قابل تحمل حدیث ضعیف بھی مل جاتی ہے تو اسے مستدل بنا لیتے ہیں اور امام مالکؒ اہل مدینہ کو دیکھتے ہیں اور اس سے فیصلہ کرتے ہیں، امام شافعیؒ اصح حدیث اور اصح سند کو دلیل بناتے ہیں اور امام احمدؒ اگر حدیثوں میں تقدم و تاخر کی تاریخ نہیں پاتے تو کبھی اس حدیث پر فتویٰ دیتے ہیں اور کبھی اس حدیث پر اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی قول رسول ہے اور وہ بھی قول رسول، اسی لئے امام احمد سے ایک مسئلہ میں کئی کئی روایتیں ملتی ہیں، نیز احادیث کے ضعیف اور غیر ضعیف کی تحقیق میں اختلاف ائمہ سبب ہوتا ہے مسئلہ کے اختلاف کا اور کبھی خاص، عام، مجمل وغیرہ کے اندر اختلاف بھی سبب ہوتا ہے، جیسے لفظ قرء کے اندر متضاد معنی ہونے کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے، علت استنباط کے اختلاف کی وجہ سے بھی اختلاف ہوتا ہے، جیسے حدیث ربا میں ہے۔

ایک عام مسلمان کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ مسلم ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرے، کیونکہ ان کی تقلید کرنے والے بڑے بڑے علماء نے ان کے مسائل کو خوب جانچ تول لیا ہے اور جہاں ذرا کچھ خامی نظر آئی ہے اس کی اصلاح کر دی ہے، عوام تو عوام ہیں آج کل کے علماء بھی عام طور سے استخراج و استنباط کی پوری صلاحیت نہیں رکھتے، لہذا ان کے لئے بھی کسی ایک امام کی تقلید لازم ہے، یہ ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کر لی اور کسی میں کسی کی، بلکہ سب مسائل میں ایک ہی امام کی تقلید ضروری ہوگی۔

۵- مجتہدین کرام سب حق پرست ہیں، لہذا کسی کو بھی برا کہنا یا برا سمجھنا حرام ہے، ہمارے لئے سب پیشوایان دین اور قابل احترام ہیں، بلکہ اختلافی مسائل بیان کرتے وقت یہ نہ خیال کرے کہ میں ان کا جواب دے رہا ہوں یا ان کا مد مقابل ہوں، چرخاک رانیمت عالم پاک، حدیث شریف ہے: "من لم يعظم كبيرنا ومن لم يرحم صغيرنا فليس منا"

اپنے دلائل یا مخالف کے جوابات دیتے وقت یہ خیال کرے کہ میں اپنے امام کے اقوال نقل کر رہا ہوں، رحمۃ اللہ یا رضوان اللہ ان کے نام نامی کے ساتھ لگائے۔

۶۔ سلف صالحین نے ہمیشہ اختلافی مسائل بیان کرتے وقت مخالف کا نہایت احترام کیا ہے، امام شافعی کا واقعہ مشہور ہے کہ قیام بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کے مزار مبارک کے قریب انہوں نے فجر کی نماز ادا کی اور اس میں قنوت نہیں پڑھی، لوگوں نے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ابوحنیفہ کے ادب کی وجہ سے میں نے اس کو ترک کر دیا، ہمارے علماء کا بھی یہی طریقہ ہونا چاہئے، بفضلہ تعالیٰ ہمارے استاذ مکرم کا بھی یہی طریقہ تھا اور ہم بھی اسی روش پر قائم ہیں۔

۷۔ یقیناً جب حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ اپنے امام کے قول پر عمل کرنا عسر اور سخت تنگی اور حرج کا باعث ہو تو دفع حرج کے لئے ایسے علماء جو ماہرین شریعت ہوں اور ورع تقویٰ بھی ان کے اندر موجود ہو تو ان کے لئے دوسرے امام کی رائے پر فتویٰ دینا جائز ہے، جیسے امام ابوحنیفہ کے نزدیک مفقود البصر کی مدت فسخ نکاح میں نوے سال ہے، لیکن اس میں عورت کے لئے سخت حرج تھا اس لئے علماء حنفیہ نے امام مالک کے قول پر فتویٰ دیا جو چار سال کی مدت ہے۔

۸۔ جبکہ معتبر اصحاب افتاء کے آراء میں اختلاف ہو تو عام مسلمانوں کو غور کرنے کے بعد دل جس صاحب افتاء کی طرف مائل ہو اس پر عمل کر لے، عند اللہ اس کا عمل مقبول ہوگا۔



مدہوش شخص کی طلاق کے اعتبار و عدم اعتبار کا مسئلہ

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی ☆

مقدمہ اولیٰ - سکر کے حدود کا تعین

لفظ سکران کا اطلاق نشہ کی اس حالت پر ہوگا جبکہ آدمی اس درجہ مدہوش ہو کہ اس کو نہیں معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ، حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“ (سورۃ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک تم سمجھنے لگو کہ (منہ) سے کیا کہتے ہو)۔

یہ حالت جس میں آدمی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ اس قسم سے بدتر ہے جس کے بارے میں ارشاد باری ہے:

”لَا يُوَٰخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِىْ اٰيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّوَٰخِذُكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ قُلُوبِكُمْ“ (سورۃ بقرہ ۲۲۵/۲۲۶ سورۃ مائدہ ۹۲)۔

(اللہ تم سے آخرت میں مواخذہ نہیں فرمائیں گے تمہاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرمائیں گے، اس (جھوٹی قسم) پر جس میں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے)۔

☆ سابق معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

لہذا بغیر نیت و ارادہ کے وہ قسم بھی ناقابل اعتبار ہے جبکہ آدمی ہوش و حواس میں ہو، مگر بغیر قصد و ارادہ کے قسم کھائے، لہذا قصد و ارادہ کے بغیر کوئی فعل قابل اعتبار نہیں ہے۔

حدیث نبوی: ”إنما الأعمال بالنیات“ (اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل نیت و ارادہ ہے، لیکن سکران (نشہ کی حالت میں ہونے والا شخص) ضروری نہیں ہے کہ وہ اتنا مدہوش ہو کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ہو سکتا ہے کہ نشہ کی ابتدائی حالت ہو جس کو سرور کہتے ہیں اور وہ راستہ دیکھ کر سمجھ کر چل رہا ہو، مگر فقہاء کرام کے نزدیک حالت سکر وہی کہلائے گی جس میں آدمی کو زمین و آسمان کا پتہ نہ ہو۔

التعریفات الفقہیہ مرتبہ مولانا مفتی عظیم الاحسان البرکتی سکران کی تعریف میں لکھتے ہیں:

”السکران عند أبي حنيفة من لا يعلم الأرض من السماء، وعندهما تخليط كلامه من شرب الخمر وعند بعض الفقهاء من اختلط في مشيه وتحركه“۔

(حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک سکران اس کو کہا جائے گا جس کو زمین و آسمان کی تمیز نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جس کی باتیں بھکی بھکی ہوں اور بعض فقہاء کے نزدیک جو چلنے میں لڑکھڑا رہا ہو اور (دائیں بائیں) جھوم رہا ہو)۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے جو تعریف کی ہے وہ حتیٰ تعلموا ما تقولون کے مفہوم سے قریب ہے، جو آیت قرآنی سے مستفاد ہے اور اس سے اس سکر کی تعین ہو جاتی ہے جو زیر بحث ہے۔

مقدمہ ثانیہ

لیکن فقہاء کے سامنے یہ اصل بھی ہے کہ اگر نکاح، طلاق اور رجعت میں سنجیدگی سے

کوئی بات کہی ہو یا مذاق سے کہی ہو یا یوں کہتے کہ بالا راہہ کہی ہو یا لا ابالی پن میں کہہ دی ہو اس کو سنجیدہ اور واقعی سمجھا جائے گا۔

مقدمہ ثالثہ

حنفیہ کے نزدیک سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ قاعدہ فقہیہ سے ثابت ہے، مگر اس سلسلہ میں وہ ایک بات یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکال دے تو اس کی بیوی کو حرام نہیں قرار دیا جائے گا، یہ بات خلاف قیاس بطور استحسان کے تسلیم کی گئی ہے۔

لہذا اگر نشہ کی حالت ابتدائے سکر کی ہے اور نشہ کا زہر رگ و پے میں سرایت نہیں کیا ہے، صرف سرور کی حالت ہے، چال میں لغزش نہیں ہے، گفتار پر قابو ہے تو اس کا حکم اس شخص کا ہوگا جو بقید حواس ہے اور جس طرح کی طلاق اس نے دی ہے وہ واقع ہوگی۔

واضح رہے کہ سکران کا اطلاق نشہ کے ابتدائی حالات پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر

نے کہا ہے:

فالیوم أصبحنا سكارى نشوة ☆ شامیة، قدمیتہ صحبانہا

اور اگر نشہ اتنا چڑھ گیا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے یعنی (لا یعلم ما یقول) کی حالت میں ہے تو استحساناً اس کی طلاق ایک طلاق رجعی مانی جائے گی، خواہ اس نے تغلیظ ہی کیوں نہ کر دی ہو اور ہوش آنے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ آیا اس نے طلاق سمجھ بوجھ کر دی تھی یا نہیں؟ اگر اس وقت بھی وہ مصر ہو تو تغلیظ واقع ہوگی ورنہ نہیں، اس تجویز میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے کہ فقہی قاعدہ کی مطلق خلاف ورزی نہیں ہوگی۔

(۱) اس کی اصل ترمذی کی یہ حدیث ہے:

”عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: ثلاث جدھن جد وھزلھن

جد: النکاح، والطلاق، والرجعة - رواه الترمذی و أبو داؤد وقال الترمذی:
هذا حدیث حسن غریب“ (مشکوٰۃ ۲۸۳)۔

اس قیاس میں ایک فرق ہے کہ کسی کو ہلاک کرنا خواہ زہر کے ذریعہ ہو یا گولی کے
ذریعہ عملی فعل ہے اور زبان سے طلاق و عتاق کا لفظ نکالنا سانی عمل ہے، لہذا قول کو فعل پر قیاس
کرنا درست نہیں ہوگا۔

☆☆☆

موجودہ حالات میں طلاق سکران کا نفاذ

مولانا شفیق الرحمن ندوی ☆

۱- معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں تحریر کردہ تفصیلات سے میں متفق ہوں۔

۲- طلاق سکران کے نافذ ہونے کے سلسلہ میں کوئی نص یا صریح حکم موجود نہیں ہے، قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ طلاق سکران نافذ نہ ہو، کیونکہ کسی بھی عمل یا تصرف کے معتبر ہونے کے لئے ہر جگہ عقل کی قید لگی ہوئی ہے، عقل کے بغیر کوئی تصرف شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔ سکران ہوش و حواس اور عقل سے عاری ہوتا ہے۔ نشہ کی حالت میں اس سے جو حرکتیں صادر ہوتی ہیں اس وقت اسے ان کا احساس و ادراک ہی نہیں ہوتا۔

جن حضرات نے طلاق سکران کو واقع مانا ہے وہ زجر و توبیخ اور عبرت پذیری کے لئے مانا ہے۔ ابتداء میں خدا ترسی تھی، اسلامی حکومت تھی اور اسلامی معاشرہ کی گرفت مضبوط تھی، اس لئے طلاق سکران کے وقوع سے عبرت پکڑتے ہوئے کچھ لوگوں نے اس ام النجاشٹ سے توبہ کر لی ہو تو بعید از قیاس نہیں، بلکہ اس کا غالب امکان ہے کہ ایسا ہوتا ہوگا، لیکن موجودہ حالات مختلف ہیں، ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے، آخرت کا تصور اور خوف مدہم پڑ چکا ہے، معاشرہ کی گرفت بھی افسوس ناک حد تک کمزور پڑ چکی ہے، ایسے حالات میں طلاق سکران کے نفاذ کا کوئی مثبت اثر نہیں پڑتا ہے، کوئی تاثر نہیں ہوتا، دوسری طرف اس کے

☆ سابق استاذ فقہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں جن کا علم ہر شخص کو ہے، اس پس منظر میں اس مسئلہ پر غور کرنے کی واقعی ضرورت ہے۔ ہمارے نزدیک وہ فقہاء اور ائمہ جو طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل ہیں ان کی رائے کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق فتویٰ دینا جائز ہے۔

☆☆☆

نشہ میں مبتلا شخص احکام کا مکلف نہیں

مفتی عزیز الرحمن مدنی ☆

”یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳) (۱) ایمان والو! تم نماز نہ پڑھا کرو جبکہ نشہ کی حالت میں ہو حتیٰ کہ تم جان لو، جو کچھ کہتے ہو۔

”حتیٰ تعلموا ما تقولون“ کی قید سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی کو کوئی کام کرتے ہوئے ہاشمور اور باہوش و حواس ہونا چاہئے، یہی حال سکر اور نشہ کا ہے، جس کے بارے میں بیان فرمایا گیا ہے:

”السكر إذا بلغ حداً لا يعلم الرجل ما يقول فحينئذ لاصح خطابه، الخطاب توجه بعد الصحو“ (الشیر المظہری ۲/۱۱۲)۔

(سکر جب اس حد کو پہنچ جائے کہ آدمی نہ جان سکے کہ کیا کہتا ہے، اس صورت میں وہ مخاطب نہیں ہے، مخاطب وہ نشہ دور ہونے کے بعد ہوتا ہے)۔

اس تصریح کے مطابق جب نشہ باز مخاطب ہی نہیں تو احکام کا مکلف بھی نہیں ہے، چنانچہ صاحب ہدایہ نے کہا ہے:

۱- ولو زال عقله بالصداع لا يقع (ہدایہ)۔

(اگر درد سر کی وجہ سے عقل جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی)۔

۲- ”ولو ذهب عقله بدواء أو أكل البنج لا يقع“ (الہنایہ ۲/۲۲۶)۔

(اور اگر عقل کسی دوا یا بھنگ کے کھانے سے چلی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی)۔

۳- ”ولم یوقع الشافعی طلاق السكران واختاره الطحاوی

والکرخی، وفي التتارخانیة: والفتویٰ علیہ“ (درمختار ۲/۴۲۴)۔

۴- خلافاً لمحمد، ویفتی بقول محمد (فتح القدیر ص ۱۵۱)۔

(امام شافعی نے سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانا اور امام طحاوی اور کرخی نے اسی کو

اختیار کیا ہے اور تاتارخانیہ میں اسی پر فتویٰ ہے، امام محمد اس کے خلاف ہیں (وہ طلاق کو واقع

مانتے ہیں) اور انہی کے قول پر فتویٰ ہے)۔

۵- ”وعن عثمانؓ أنه لا یقع طلاقه وبه أخذ الطحاوی والکرخی وهو

أحد قولی الشافعی“ (البدائع ۳/۱۱۳)۔

(حضرت عثمانؓ طلاق کو واقع نہیں مانتے تھے اور اسی کو کرخی اور امام شافعی نے اختیار کیا

ہے)۔

اوپر ذکر کردہ تصریحات میں حضرات حنفیہ کے دو کتب فکر گزرے ہیں، ایک تو

حضرت عثمانؓ کے ارشاد کے مطابق ہے اور اس کو امام کرخی، امام طحاوی اور امام شافعی نے اختیار کیا

ہے۔ دوسرا کتب فکر امام محمد کا ہے کہ وہ طلاق سکران کو واقع مانتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ حالات اور

زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے انہوں نے یہ حکم دیا ہے اور موجودہ زمانہ میں اس زمانہ کے مقابلہ میں

ہزاروں گنا زیادہ بگاڑ ہے۔ پھر بھی ہمارے لئے دونوں مذکورہ کتب فکر قابل تقلید ہیں، لہذا:

۱- جو لوگ شرابی اور اوباش ہیں اور عورتوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور انہوں نے نشہ

اختیاری طور پر کیا ہو یا ان کو نشہ دے دیا گیا ہو تو اس کو طلاق مکہ پر قیاس کرتے ہوئے طلاق کو

واقع مانا جائے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ دھوکہ نہ کیا جاتا ہو۔

۲- پہلے کتب فکر کے اعتبار سے شریف اور بھلے لوگ جو غریب ہیں اور عورتیں ان کی

چالاک ہیں ان کی طلاق کو واقع نہ مانا جائے گا۔

حالت نشہ کی طلاق، علماء کا موقف اور موجودہ حالات

مولانا تقی احمد بستوی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آرہا ہے، نشہ کی بعض حالتوں کی طلاق کے بارے میں فقہاء کے درمیان بڑی حد تک اتفاق رائے پایا جاتا ہے اور بعض شکلیں خاصی مختلف فیہ ہیں، اس لئے نشہ کی مختلف صورتوں کی وضاحت کے ساتھ ان میں دی گئی طلاق کا حکم بیان کرنا ضروری ہے۔

۱- اگر کسی شخص کو کسی حلال چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو گیا اور اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے ڈالی تو جمہور فقہاء کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، حنفی مسالک کی تمام کتابوں میں اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے (المغنی لابن قدامہ ۳۴۵/۱۰، مفتی بہ قول طلاق نہ واقع ہونے کا ہے) (بدائع الصنائع ۱۰۰۰/۳، البحر الرائق ۲۳۸/۳)۔

۲- کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بہ طور دوا کے کیا جب ماہر مسلم اطباء کی رائے میں اس مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز ہی سے ہو سکتا تھا اور اسے استعمال کرنے سے اس کو نشہ لاحق ہو گیا اور اس حال میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی جمہور فقہاء کے نزدیک واقع نہیں ہوگی (المغنی لابن قدامہ ۲۳۵/۱۰، کتاب الام الشافعی ۳۸۲/۱۱، فتح القدر ۳۳۷/۳، ۳۳۸)۔

۳- اگر کسی شخص نے لاعلمی میں نشہ آور چیز کا استعمال کر لیا، مثلاً شراب کو کوئی حلال

مشروب سمجھ کر پئی گیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا، اور ایسی حالت میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ لغو قرار پائے گی۔

۴۔ کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا، جبر و اکراہ کی وہ صورت اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال جائز ہو گیا، اس لئے اس نے نشہ آور چیز کا استعمال کر لیا اسے نشہ آ گیا اور اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی جمہور فقہاء کے نزدیک لغو قرار پائے گی (فتح القدیر لابن الہمام ۳/۳۸۳)، کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور چیز کا استعمال اپنی رضا مندی سے جان بوجھ کر کیا، اس طرح اس نے گناہ کا ارتکاب کیا، اسے نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق کے الفاظ استعمال کئے تو یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس بارے میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی صریح حکم منقول نہیں ہے، صحابہ کرام میں سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس طلاق کو واقع نہیں مانتے تھے (بدائع الصنائع ۳/۹۹، المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۳، صحیح البخاری کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الإغلاق والکرہ والسكران)۔

ابن الممذرنے لکھا ہے کہ صحابہ کرام میں سے اس مسئلہ میں صرف حضرت عثمانؓ کا قول معلوم ہے اور ان کی رائے سے کسی دوسرے صحابی کا اختلاف معلوم نہیں، لیکن ابن الممذر کا یہ دعویٰ درست نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بعض دوسرے صحابہ کرام کے آثار حضرت عثمانؓ کی رائے کے خلاف موجود ہیں، وقوع طلاق کے بارے میں حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے آثار ہیں (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۳، بدایہ المجتہد ۲/۸۲)، حضرت ابن عباسؓ کا ایک اثر عدم وقوع کا بھی ہے (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الإغلاق، إعلاء السنن ۱۱/۱۷۵)، تابعین اور فقہاء مجتہدین کی اکثریت اس طلاق کو واقع مانتی ہے، سعید بن المسیب، عطاء بن رباح، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی، میمون بن مہران، سفیان ثوری، اوزاعی، ابن

شیبہ، ابوحنیفہ، صاحبین، مالک بن انس رحمہم اللہ اس طلاق کو واقعہ ماننے ہیں (فتح القدیر ۳/۳۴۵، المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸)، کتاب الام کی صراحت کے مطابق امام شافعی بھی اس طلاق کو واقعہ ماننے ہیں (کتاب الام ۱۱/۳۸۲)، اگرچہ ان کی ایک روایت طلاق واقع نہ ہونے کی بھی ہے جسے بہت سے فقہاء شافعیہ نے اختیار کیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۲۶)، امام احمد بن حنبل کا بھی ایک قول طلاق واقع ہونے کا ہے، ابو بکر خلال حنبلی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۲۶)۔

ہندوستان کے موجودہ حالات میں ہمیں غور یہ کرنا ہے کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق کو واقعہ قرار دینے میں سزا کا جو تصور کارفرما ہے وہ کس حد تک واقعی اور حقیقت پسندانہ ہے، مسلمانان ہند کی سماجی صورت حال پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں طلاق مرد سے کہیں زیادہ عورت کے لئے سزا ہے، شوہر نے نشہ میں دھت ہو کر بیوی کے لئے طلاق کے الفاظ استعمال کر دئے، طلاق واقع مان لی گئی اس کے نتیجہ میں بیوی کے لئے بے شمار مشکلات پیدا ہو گئیں، اسے ناکردہ گناہ کی بدترین سزا مل گئی اور مجرم شوہر آسانی کے ساتھ دوسرا نکاح کر کے عیش کرنے لگا، گویا موجودہ حالات میں جرم کسی نے کیا اور سزا کسی دوسرے کو ملی، ملک کے مختلف مراکز اقامت میں آنے والے طلاق کے واقعات سے یہی واضح ہوتا ہے۔

اس پس منظر میں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حالت نشہ میں دی گئی طلاق کو واقعہ نہ ماننے کا قول فتویٰ کے لئے اختیار کیا جائے جب کہ یہ کوئی شاذ قول نہیں ہے، بلکہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک ایک بڑی جماعت کا یہ موقف رہا ہے، خود فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ اس کے قائل رہے ہیں۔



طلاق سکران میں عدم وقوع کا فتویٰ

مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی ☆

بطور دو استعمال کی گئی چیزوں سے سکر پائے جانے کی بناء پر طلاق نہ ہوگی، کیونکہ معصیت کا یہاں قصد نہ تھا ”فإنه إذا كان للتداوي لا يزجر عنه لعدم قصد المعصية“ (رد المحتار علی الدر المختار ۳/۲۳۰)، اسی سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر سکر کسی مباح شے سے وجود میں آئے اور اس بنا پر طلاق دے دی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی ”لو زال عقله بالصداع، وبمباح لم يقع“ (صفحہ مذکورہ) لیکن اگر سکر ایسی چیز سے پایا جائے جس کی حرمت پر اتفاق ہو جیسے شراب وغیرہ پس اگر شراب پینے کے بعد نشہ کی حالت میں طلاق دے دی جائے تو وہ واقع ہوگی:

”القسم الثالث أن يسكر من الخمر المتفق على تحريم تناوله وهو المتخذ من العنب والزبيب والتمر... فمن شرب من ذلك وطلق فإن طلاقه يقع باتفاق“ (کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ ۳/۲۵۲) لیکن اعلاء السنن (۱۱/۱۸۲) کی تحریر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، حضرت امام شافعی کے ایک قول کے مطابق نیز طحاوی و کرخی کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔

”واختیار الکرخی والطحاوی أنه لا يقع وهو أحد قولی الشافعی لأن صحة العقد بالعقل وهو زائل العقل“ (بدایۃ المجتہد لابن رشد القرطبی ۲/۸۸-۸۹)، دوسری جگہ

اس طرح کی عبارت مرقوم ہے: ”وقال قوم لا يقع منهم المزني وبعض أصحاب أبي حنيفة“ اس کے بعد علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں: ”در حقیقت اختلاف کا سبب یہ ہے کہ جنہوں نے شراب نوشی سے زوال عقل کو جنون کے زوال عقل کے مرادف سمجھا ہے وہ لوگ تو عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں اور جنہوں نے مرادف نہیں سمجھا وہ وقوع طلاق کے قائل ہیں۔“

چونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، اس لئے اس صورت میں دی گئی طلاق کو میرے خیال میں قاضی کی طرف محول کرنا چاہئے، تاکہ وہ دیکھے کہ آیا اس کی اصلاح مستقبل میں ممکن ہے یا نہیں، اگر ممکن نہ ہو تو وقوع طلاق کا فیصلہ کر دینا چاہئے ورنہ نہیں اور سیدنا عثمان غنی، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد بن حنبل (قول معتمد فی المذہب) امام زفر، امام ابو جعفر طحاوی، کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو معمول بہ بنا کر اسی پر فتویٰ دیا جانا چاہئے۔



نشہ میں مدہوش کی طلاق اور موجودہ حالات میں راجح پہلو

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

اگر کسی نے نشہ آور اشیاء کا استعمال کیا جس کی وجہ سے اس پر نشہ طاری ہوا اور عقل زائل ہوگئی اور اس حالت میں اس نے طلاق کا استعمال کیا تو اس طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے میں ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے مابین اختلاف منقول ہے:

۱- امام احمد بن حنبلؒ سے اگرچہ دونوں روایتیں ہیں، لیکن راجح قول عدم وقوع کا ہے ”والروایۃ الثانیۃ: لا یقع طلاقہ، اختارہا أبو بکر عبد العزیز وهو قول عثمانؓ“ و مذہب عمر بن عبد العزیز والقاسم و طاؤوس و ربیعۃ و یحییٰ الأنصاری و اللیث و العجمی و إسحاق، و أبی ثور، و المنزی، قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمانؓ ولا یعلم أحداً من الصحابة مخالفه وقال أحمد: حدیث عثمان أرفع شیئ فیہ وهو أصح یعنی من حدیث علیؓ“ (المغنی ۱۰/۳۲۷-۳۲۸)۔

(دوسری روایت یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، اس قول کو ابو بکر عبد العزیز نے اختیار کیا اور یہی قول حضرت عثمانؓ کا ہے، اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز، قاسم، طاؤوس، ربیعہ، یحییٰ انصاری، لیث، عجزی، اسحاق، ابو ثور، وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے)۔

ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ قول امام احمد سے ثابت ہے اور صحابہ میں سے کسی کو بھی ہم نہیں جانتے کہ جس نے ان سے اختلاف کیا ہو، امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی حدیث

اس باب میں مرفوع ترین ہے اور وہ حضرت علیؑ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے ”وہو مذہب أحمد و اهل الظاهر“ (سبل السلام: ۳/۱۰۹۷) اور یہی امام احمدؒ اور اہل ظاہر کا بھی مذہب ہے اور یہی قول حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے، وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکرہ لیس بجانز (صحیح بخاری مع فتح الباری ۹/۳۸۸) اور فقہاء حنفیہ میں سے امام طحاوی، کرنی، محمد بن مسلمہ اور زفر رحمہم اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ”واختارہ الطحاوی والکرمی، وکذا محمد بن مسلمہ، وهو قول زفر رحمہم اللہ کما افادہ فی الفتح (شامی: ۳/۴۲۸)۔

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ تکلیف کا مدار عقل پر ہے اور سکران زائل العقل ہوتا ہے، لہذا یہ سونے والے اور مجنون کے مشابہ ہے اور سونے والے اور مجنون کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (المغنی: ۱۰/۳۲۸)۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جسے جمہور حنفیہ نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام و شافعی (اصح القولین) ثوری، اوزاعی، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، میمون بن مہران، مجاہد، عطاء، ابن سیرین، حسن بصری اور حضرات معاویہ و علی رضوان اللہ علیہم سے بھی منقول ہے۔

ان حضرات کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ جان و مال، عزت و آبرو اور عقل و خرد کی حفاظت پر شریعت اسلامیہ نے کافی زور دیا ہے، کوئی شخص اپنے ہاتھوں انہیں ضائع کرتا ہے تو مالک حقیقی کے آگے جواب دہ ہوگا اور اگر ان کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے تو شہید کا مرتبہ پائے گا، عقل مدار تکلیف ہے، لہذا کوئی شخص حرام اور ناجائز اشیاء کا استعمال کر کے اپنی عقل گنواتا ہے تو اگرچہ وہ حقیقتاً زائل العقل ہے مگر ازراہ زجر و توبخ حکماً اسے عاقل مانا جائے گا اور نشہ کی حالت میں اس سے صادر اقوال و افعال کا اعتبار کیا جائے گا، اس لئے اگر کسی نے حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو وہ طلاق بھی واقع اور معتبر ہوگی (در مختار مع الدر المختار: ۳

مختصر تحریریں

-۲۱۲-

جدید فقہی تحقیقات

۳۳۸، حدایہ (۳۳۹)۔

دونوں قسم کے اقوال اور ان کے دلائل پر غور کرنے کے بعد راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ
موجودہ حالات میں نشہ میں دی ہوئی طلاق کا اعتبار نہ کیا جائے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا وقوع اور خواتین کی مشکلات

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

۱- سوالنامہ میں بطور تمہید جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں، ناچیز کو اس سے مکمل اتفاق ہے۔
 ۲- اس مسئلہ میں فقہاء کی جو آراء اور دلائل ہیں ان پر غور کرنے، ہمارے ملک ہندوستان میں اس مسئلہ سے متعلق آئے دن جو واقعات پیش آرہے ہیں اور ان کے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان کا جائزہ لینے اور ایک اہم دارالافتاء سے منسلک رہنے کی بنا پر اس قسم کے واقعات اور نتائج سے براہ راست واقف ہونے کی وجہ سے ناچیز اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ نشہ کی ایسی حالت جس میں عقل و شعور باقی نہ رہے اور مبتلا بہ اچھی اور بری چیزوں کے درمیان تمیز نہ کر سکے، اس حالت کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی، گو کہ حرام شئی ہی کی استعمال سے یہ نشہ پیدا ہوا ہو۔

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ مسئلہ دور صحابہ ہی سے مختلف فیہ رہا ہے اور منصوص نہیں ہے، بلکہ مجتہد فیہ ہے، اور طلاق کے وقوع اور عدم وقوع دونوں طرح کی رائیں فقہاء مجتہدین نے دی ہیں اور ہر فریق نے بڑے دلائل بھی پیش کئے ہیں، لیکن اگر دیانت کے ساتھ تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ طلاق کے عدم وقوع کی رائے پر جو دلائل ہیں وہ زیادہ قویع، اصول شرع، اور مقاصد شریعت سے زیادہ قریب تر ہیں، سچ فرمایا ہے امام ابن تیمیہؒ نے کہ: "ومن تأمل أصول الشريعة ومقاصدها تبين له أن هذا القول هو الصواب، وأن إيقاع الطلاق بالسكران قول ليس له حجة يعتمد عليها، ولهذا كان كثير من محققي مذهب

مالک والشافعی کأبی الولید الباجی، وأبی المعالی الجونینی - یجعلون الشرائع فی النشوان، فأما الذی علم أنه لا یدری ما یقول فلا یقع به طلاق بلا ریب، والصحیح أنه لا یقع الطلاق إلا ممن یعلم ما یقول“ (قادی ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۳)۔

جن حضرات نے وقوع طلاق کی رائے دی ہے ان کے نزدیک حکم کی بنیاد پر ”زجر“ ہے، جو ایک سماجی مصلحت ہے اور یہ صحیح ہے کہ بعض ممالک اور بعض حالات میں یہ چیز مصلحت ہو سکتی ہے اور اس کو زجر تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن موجودہ ہندوستانی ماحول میں اس کو زجر کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس سے ماحول میں مردوں کے لئے دوسرا نکاح کر لینا تو آسان ہے لیکن عورتوں کے لئے مشکل ہی نہیں مشکل تر ہے، اور یہ زجر بجائے مرد کے عورت کے حق میں ہو جاتا ہے، اس لئے مصلحت (زجر) جس پر کہ مسئلہ کی بنیاد ہے اور جو منطاط حکم ہے، اس کے بدل جانے کی وجہ سے حکم بھی بدل جائے گا، اس لئے ناچیز پورے انشراح کے ساتھ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ حالت نشر کی مذکورہ صورت میں عدم وقوع طلاق کا ہی فتویٰ فی زمانہ دیا جائے۔



نشہ میں مبتلا شخص اور تکلیف احکام شرعی

مولانا ابوالحسن علی ☆

نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کے واقع ہونے پر تقریباً تمام ہی ائمہ کا اتفاق ہے اور یہی اکثر علماء اور صحابہ کی رائے ہے، جیسا کہ بدائع کی عبارت سے واضح ہے (۹۹/۹)، البتہ حضرت عثمانؓ اور حنفیہ میں سے دو حضرات امام طحاوی اور علامہ کرنی کی رائے یہ ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی طرح امام شافعی کا ایک قول ایسا ہی ہے، لیکن تابعین کی ایک بڑی جماعت اور امام مالک، امام احمد، سفیان ثوری اور امام شافعی کا دوسرا قول ائمہ حنفیہ کے موافق ہے (دیکھئے: ہدایہ ۲۵۸/۲، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، رد المحتار ۳۳۹/۳، علاء السنن ۱۱/۱۷۶)۔

سکران کی طلاق کے واقع ہونے کی علت عقوبت و زجر ہے اور شراب کے عادی لوگوں کے لئے اس قسم کی تعزیر ضروری ہے کہ ان سے تکالیف شرعیہ کو ساقط نہ کیا جائے ورنہ لازم آئے گا کہ سکران کا قذف و قتل بھی ساقط قرار دیا جائے، حالانکہ سکران کا حد و قصاص ساقط نہیں ہے تو طلاق و عتاق کو کس طرح ساقط کیا جائے گا اور یہ بات کہ اس زمانہ میں اس سے شرابیوں کو زجر نہیں ہوتا ہے علی الاطلاق درست نہیں ہے، شرابی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ شرابی جو اس کے عادی ہیں اور برائے نام مسلمان ہیں ان کو تو واقعی زجر نہیں ہوتا ہے، مگر دوسرے قسم کے شرابی جو کبھی کبھی شراب پی لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو جب بتایا جاتا ہے کہ شراب کے نشہ میں طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے تو ایسے لوگ شراب پینے سے پرہیز کرتے ہیں، یا بہت احتیاط سے کم

☆ دارالعلوم ہائلی والا بھروچ، گجرات۔

پیتے ہیں، میرے محلہ میں بعض رکشہ والے تو روزانہ رات کو شراب پی کر گھر آتے ہیں اور آتے ہی گھر میں بیوی کو مار دھاڑ، گالم گلوچ اور طلاق کی رٹ لگاتے ہیں اور ان پر نہ کسی کی نصیحت کا اثر ہوتا ہے اور نہ اس کو خدا کا ڈر یا جہنم کی پرواہ ہوتی ہے، تو ایسے لوگ نہ حرام سمجھتے ہیں نہ حلال اور بیوی کو طلاق دے کر بھی ساتھ ہی زندگی گزارتے ہیں، مگر جو لوگ کبھی کبھی تاڑی وغیرہ پی لیتے ہیں اور عقل و سمجھ بھی رکھتے ہیں تو ان کو سمجھانا اور اسلامی احکام بتلانا مفید ہوتا ہے، بعض لوگ تو بیوی کے نکاح سے خارج ہو جانے پر خوف سے تاڑی پینا چھوڑ دیتے ہیں، لہذا اس صورت میں اگر یہ فتویٰ دے دیا جائے کہ نشہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی تو لوگ اور بھی جری ہو جائیں گے اور طلاق کو ایک کھیل بنا لیں گے، اسی لئے میری رائے یہ ہے کہ اکثر ائمہ اور اکثر صحابہ کے قول پر ہی عمل کیا جائے اور نشہ کی حالت کی طلاق کو لازم اور واقع قرار دیا جائے، اس بارے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے اور علماء امت دلسوزی کے ساتھ محبت سے لوگوں میں آخرت کا خوف پیدا کریں اور شراب نوشی کے مضرات سے آگاہ کریں انشاء اللہ یہ باتیں مفید ثابت ہوں گی۔



مخمور شخص کی طلاق کا حکم

مفتی محمد عبدالرحیم قاسمی ☆

الف- بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: پاگل اور نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق درست نہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نشہ میں مبتلا شخص اور مجبور کی طلاق جائز نہیں، ”قال عثمان: ليس لمجنون ولا لسکران طلاق، وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکره ليس بجائز“ (صحیح بخاری ۲/۷۹۳)۔

ب- حضرت ماعز اسلمیؓ سے جب زنا کا صدور ہوا اور پھر انہوں نے اس کا اقرار حضور ﷺ کے رو برو کیا تو آپ ﷺ نے بعض صحابہ کو حکم دیا کہ ان کا منہ سونگھ کر پتہ کریں کہ کہیں وہ نشہ کی حالت میں تو اقرار نہیں کر رہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نشہ کی حالت میں کیا ہوا اقرار حضور ﷺ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔

ج- اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز نہیں ہوتی، کیونکہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم صریح موجود ہے جس طرح مدہوشی کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی اسی طرح وہ تصرفات بھی واقع نہیں ہوتے ہیں جن میں براہ راست عقل کا استعمال نہ ہو، مثلاً نشہ کی حالت میں کی گئی خرید و فروخت کا کوئی اعتبار نہیں۔

د- حضرت ابن عباسؓ، حضرت عثمانؓ اور عمر بن عبدالعزیز وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پاگل اور شرابی کی طلاق کو کالعدم قرار دیا۔

☆ ناظم جامعہ خیر العلوم، نورمحل روڈ، بھوپال۔

ان سب دلائل کی روشنی میں یہی بات صحیح تر معلوم ہوتی ہے کہ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (فتاویٰ یوسف القرضاوی اردو مترجم ص ۲۶۱) نشہ کی حالت میں انسان عقل و خرد سے محروم ہو جاتا ہے اور ہوش کھودیتا ہے، اس لئے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو، خواہ نشہ حرام شئی کے استعمال سے ہو یا مباح شئی کے استعمال سے۔

مجوزین نے طلاق سکران کا نفاذ شوہر کو زجر کے لئے مانا ہے، جبکہ نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے واقعات دور حاضر میں کثیر الظہور ہیں اور محض وقوع طلاق کے خوف سے شوہر کو عبرت و زجر ہونا اور اس کا نشہ سے رکنا شاذ و نادر بلکہ موعوم ہے اور طلاق کے نتیجہ میں بے گناہ عورت اور معصوم بچے زیادہ مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں اور در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، لہذا شرابی کی طلاق واقع نہ ہونے کو فتویٰ کے لئے اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔



حالت نشہ کی طلاق اور علماء مجتہدین کا موقف

مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱- موجودہ حالات میں معاشرے کی صورت حال اور اس کے حوالہ سے حکم شرعی کے متعلق ذکر کردہ تفصیلات سے ہم کو کامل اتفاق ہے۔

۲- ان حالات میں سیدنا عثمان غنیؓ اور ان کے ہم خیال ائمہ اور فقہاء امت کی رائے کے مطابق نشہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کے مطابق فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، سوال نامہ میں دیئے گئے اس کے مؤید علماء و فقہاء امت کے علاوہ صاحب المغنی علامہ ابن قدامہ کے مطابق اسی کے قائل ابو بکر عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، کجی انصاری، عمیری اور امام مزنی ہیں۔ علامہ ابن منذر کا بھی واضح رجحان اسی رائے کی طرف ہے، ساتھ ہی اس موقع پر سید عثمان غنیؓ کی روایت کے متعلق ابن منذر کا کہنا ہے کہ جناب موصوف سے یہ روایت پوری طرح ثابت ہے اور حضرات صحابہؓ میں سے کسی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے، اسی طرح اس سلسلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت عثمانؓ کی یہ روایت سب سے اونچی چیز ہے، نیز یہ کہ حضرت علیؓ جو اس مسئلہ میں دوسری رائے کے قائل ہیں ان کی روایت کے مقابلہ میں یہ زیادہ صحیح ہے۔

”قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان ولا نعلم أحداً من الصحابة خالفه وقال أحمد: حديث عثمان أرفع شئى فيه، وهو أصح من حديث علي الخ“ (المغنی لابن قدامہ ۱۱۵/۷ مکتبہ الجہوریہ العربیہ مصر)۔

☆ ادارہ علم و ادب، دود پور، علی گڑھ۔

نشہ میں مدہوش شخص کی طلاق

مولانا ریاض احمد سلمیٰ ☆

سکران کو اگر اس درجہ کا نشہ لاحق ہو کہ اس کی عقل و تمیز سلب ہو چکی ہو، جو کچھ کہتا ہو اس کا اسے علم نہ ہو تو اس کی طلاق صحیح عقل و نقل کی روشنی میں واقع نہیں ہوگی، کیونکہ جملہ اقوال و عقود کی صحت کے لئے عقل و تمیز شرط ہے اور سکران ان دونوں سے عاری ہوتا ہے، اس کی طلاق یا دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوں گے، اسی امر کی تائید متعدد صحیح نصوص سے بھی ہوتی ہے، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب ماعز اسلمیؓ نے زنا کا اقرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کا منہ سونگھنے کا حکم دیا تاکہ یہ معلوم کریں کہ وہ سکران ہیں یا نہیں، اس دریافت کی بجز اس کے کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی کہ سکران کا اقرار صحیح نہیں اور جب اس کا اقرار صحیح نہیں تو مجنون کی طرح اس کے تمام اقوال باطل ہوں گے۔

نص اور اجماع دونوں ہی سے ثابت ہے کہ سکران کی عبادت، نماز وغیرہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی جس کی عقل بغیر نشہ مثلاً جنون بے ہوشی اور نبیذیا ایسے نشہ کے ذریعہ زائل ہو گئی ہو جو کسی مباح شئی کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا اس کے استعمال میں معذور ہو، مثلاً ایسا مشروب استعمال کر لیا جس کے نشہ آور ہونے کا اسے علم نہیں تھا یا اسے شراب نوشی پر مجبور کر دیا گیا، اختلاف صرف اس صورت

میں ہے جب بلا عذر شرعی حرام شے کے استعمال سے اس کے اندر نشہ پیدا ہوا ہو۔
یہ امر صحابہ کرامؓ کے درمیان مختلف فیہ ہے، حضرت عثمانؓ اور ابن عباسؓ سے بسند صحیح
عدم نفاذ ہی ثابت ہے، حضرت علیؓ کا قول بھی عدم نفاذ سے قریب تر ہے، البتہ حضرت معاویہؓ اور
ابن عمرؓ سے اثبات طلاق بسند صحیح ثابت ہے، لیکن مذکورہ صحابہ کرام فضل و مرتبہ اور نقاہت میں ان
دونوں پر فائق ہیں، نیز ان کے اقوال، ان سے زیادہ قوی اسانید سے ثابت ہیں، اس لئے
میرے نزدیک ان علماء کا موقف علی الاطلاق راجح و قوی ہے جو اس حالت میں طلاق کے عدم نفاذ
کے قائل ہیں۔

واضح رہے کہ اس اہم مسئلے میں مسلم معاشرہ کا جو نقشہ..... سو النامہ میں
کھینچا گیا ہے اور اثبات طلاق کے فتوے سے عدول کی جو علت پیش کی گئی ہے اس سے میں خود
بھی اتفاق کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے بعض صاحب تحقیق علماء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے، اس
لئے دور حاضر کے جو علماء اس طلاق کے نفاذ کے قائل ہیں، خواہ مشیتین کے دلائل سے اطمینان
کے باعث، یا کسی متعین مذہب کے التزام کے باعث، ان کے لئے مناسب ہے کہ اپنے اس
موقف پر نظر ثانی کریں اور علماء کے اس قول کی طرف رجوع کریں جو عقل و نقل کی رو سے راجح
ہونے کے ساتھ معاشرتی مصالح سے بھی آہنگ ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا حکم احادیث کی روشنی میں

مولانا محمد عطاء الرحمن مدنی ☆

مجنون کے بارے میں صحیح حدیث میں آیا ہے:

”رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن الضبي حتى يحتمل وعن المجنون حتى يعقل“ (ابوداؤد کتاب الحدود باب فی المجنون)۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ایک صاحب فقہ عالم کو طلاق مجنون کے عدم وقوع کے حکم پر طلاق سکران کو محمول کرنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ مجنون و سکران میں عدم شعور کی علت جامعہ موجود ہے، مزید اطمینان کے لئے حضرت عثمان کا اثر کافی ہے:

”وقال عثمان بن عفان: ليس لمجنون ولا لسکران طلاق“ (البخاری باب الطلاق فی الاغلاق والمکره والسکران والمجنون)۔

ہمیں اس طرز فکر کے مسائل کے حل پیش کرنے میں مذاہب فقہیہ کے تقید نے تنگی میں ڈال رکھا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ تمام اماموں کو اپنا سمجھیں اور ان کے نام پر گھڑے ہوئے مذاہب کو ترک کر کے بلا تقید ان کے فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے نصوص شرعیہ کے قریب ترین توضیح کے مطابق فتویٰ دیا کریں۔

☆☆☆

☆ صدر مجلس تحقیق علمی (شعبہ افتاء) مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

حالت نشہ کی طلاق نافذ ہوگی

مولانا ابوسفیان مفتاحی ☆

طلاق سکران کے وقوع کے باب میں عام علماء کرام اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حکم یہ ہے کہ سکران کی طلاق نافذ ہوگی، لہذا آج کے حالات میں اسی پر فتویٰ دیا جانا چاہئے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کے قول: "الطلاق مؤتان فامساک بمعروف أو تسريح بإحسان (الی قولہ تعالیٰ) **يُطَلِّقُهَا فَإِنْ عَلِلَّ لَه مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ**" (سورہ بقرہ: ۲۲۹-۲۳۰) کا عموم ہوگا، جس میں سکران وغیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اور سکران کے طلاق کو اس کے عموم سے خاص کرنے کی کوئی دلیل نقلی نہیں ہے، البتہ بچے اور معتوہ کی طلاق کو اس کے عموم سے خاص کرنے کی دلیل موجود ہے، بنا بریں ان دونوں کی طلاق واقع نہ ہوگی اور دلیل تخصص رسول اللہ ﷺ کی حدیث: "كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" ہے۔

نیز اگر سکران کسی کو تمہمت زنا لگا دے یا قتل کر دے تو سب کے نزدیک اس پر حد و قصاص واجب ہوتا ہے، حالانکہ یہ دونوں غیر عاقل پر واجب نہیں ہیں، تو جس طرح وجوب حد و قصاص کے لئے اس کی عقل کو قائم مانا گیا ہے ایسے ہی طلاق کے باب میں بھی اس کی عقل کو قائم مانا جائے گا، لہذا فتویٰ طلاق سکران کے وقوع ہی کا دیا جانا چاہئے، اس میں کسی طرح کی ترمیم مناسب نہیں ہے (بدائع الصنائع ۹۹/۳ و کذاتی فتح الباری ۹/۳۳۳)۔

☆☆☆

☆ جامعہ مفتاح العلوم، شاہی کٹرہ، بنو۔

طلاق سکران کا مسئلہ مختلف فیہ ہے

ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی ☆

”ثبت عن عثمانؓ أنه كان لا يرى طلاق السكران، وزعم بعض أهل العلم أنه لا مخالف لعثمان في ذلك من الصحابة“ (بدایۃ المجتہد لابن رشد بیروت ۶۲/۲ دار الفکر)۔

(حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے کہ وہ طلاق سکران کے قائل نہیں تھے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ میں سے کوئی حضرت عثمانؓ کا مخالف نہیں ہے)۔

طلاق سکران کا مسئلہ شروع سے مختلف فیہ رہا ہے، فقہاء حنفیہ میں جو اس کے قائل ہیں وہ بھی ازراہ زجر و تعزیر رائے رکھتے ہیں، اب جبکہ فی زمانہ اس فتویٰ سے زجر و تعزیر کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے، بلکہ اس سے بیوی اور بچے مصیبت میں پڑ جاتے ہیں تو اس فتویٰ کا کوئی موقع و محل Relevance نہیں رہ گیا، اس لئے مناسب ہوگا کہ حضرت عثمانؓ اور دوسرے ائمہ مجتہدین نیز حنفیہ میں سے طلاق سکران کے غیر قائلین کی رائے کے مطابق فتویٰ دیا جائے۔

☆☆☆

طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ

مولانا عبدالقیوم پالنپوری ☆

ہمارے تینوں امام حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب سکران کی طلاق کے وقوع کا ہے اور یہی راجح ہے، اور ماضی قریب کے ہمارے اکابر علماء ہند میں سے بھی کسی نے عدم وقوع طلاق سکران کا فتویٰ نہیں دیا ہے، لہذا مذہب غیر راجح پر فتویٰ دینے کی ضرورت شدیدہ (نا قابل برداشت تکلیف) کا تحقق جن علاقوں میں ہو، وہاں کے مقتیان کرام کے لئے جائز ہوگا کہ وہ عدم وقوع طلاق سکران کے قول پر فتویٰ دیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

”ولم یوقع الشافعی طلاق السکران، واختاره الطحاوی والکرخی،
وفی التاتاریخانیة عن التفرید، والفتویٰ علیہ، (الدر المختار) قوله: والفتویٰ
علیہ قد علمت مخالفتہ لسائر المتون، وفی التاتاریخانیة: طلاق السکران
واقع إذا سکر من الخمر أو النبیذ، وهو مذهب أصحابنا“ (رد المحتار ۲/۵۸۳)۔

☆☆☆

☆ خادم تدریس و افتاء، جامعہ ندویہ، دارالعلوم کاکوی، شامی گجرات۔

حالت نشہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

مفتی جمیل احمد ندوی ☆

۱، ۲- احقر مذکورہ باتوں سے پورے طور پر متفق نہیں۔ احقر کے نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ مسلم معاشرہ میں پچاس فیصد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں، غالباً صورت حال کی عکاسی میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، البتہ ۲۵ فیصد کسی حد تک مانے جاسکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلاسوچے سمجھے بلکہ بلا ارادہ بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے:

”عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: ثلث جدهن جدّ وھزلھن جدّ: النکاح والطلاق والرّجعة“ (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکاۃ المصابیح ۲/۲۸۸ باب الطلح والطلاق)۔ لہذا نشہ کی طلاق کے عدم وقوع کے لئے یہ دلیل باوزن نہیں۔

البتہ ایقاع طلاق کے لئے عاقل ہونا شرط ہے، اسی لئے مجنون یا معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی ۲/۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدہ پاکستان)۔ اور نشہ والا عاقل نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بالکل صحیح ہے کہ نشہ کی طلاق واقع کرنے سے نشہ کرنے والوں کو کوئی عبرت نہیں ہوتی کہ وہ اس کی وجہ سے نشہ کے استعمال سے رک جائیں، نشہ کی طلاق کے نفاذ کا حکم لگانے کی وجہ سے معاشرہ میں پیدا ہونے والے مفاسد زیادہ ہیں اور اس کا مقصد زجر حاصل نہیں ہوتا اور چونکہ یہ لوگ حقیقتاً عاقل نہیں، اس لئے احقر کا رجحان نشہ کی طلاق کے عدم وقوع کی جانب ہے۔

☆ بانی و مہتمم جامعہ عربیہ بین الاقوامی، نوابہ مبارکپور (یو پی)۔

نشہ کی حالت میں طلاق، اور موجودہ حالات کی رعایت

مولانا محمد امجد الدین قاسمی بڑودوی ☆

جہور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ قریب قریب اس پر متفق ہیں کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کا اعتبار و نفاذ ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہ و صاحبین اور حضرت امام مالک کا یہی مسلک ہے کہ سکران کی طلاق نافذ ہوگی (بخ القدر ۳۳۵/۳)۔

امام شافعی کا صحیح قول یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی اور امام احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے (بخ ۹۳/۲)۔

متعدد تابعین رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

جو حضرات عدم وقوع کے قائل ہیں ان کا مستدل حضرت عثمان ابن عفانؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے آثار ہیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا کہ پاگل اور بدست کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن ابی شیبہ نے اس کو صحیح سند سے حضرت وکیعؓ سے روایت کیا ہے۔

”وقال ابن عباس طلاق السکران والمکرہ لیس بجائز“ (رواہ بخاری)۔

موجودہ حالات میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ اگر جائز اور مباح شئی کے استعمال سے نشہ آجائے یا کوئی مضطر و مکرہ ہو تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

باقی ہر قسم کے سکر کی حالت میں طلاق واقع ہونی چاہئے۔

☆ دارالعلوم مرکز اسلامی، انگلینڈ، گجرات۔

نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اشبہ بالفقہ ہے

مفتی نسیم احمد قاسمی ☆

سکران کے تصرفات و معاملات

جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک سکران کی طلاق، اس کے عقود و معاملات اور اس کے افعال و اقوال تندرست شخص کی طرح نافذ قرار پاتے ہیں، البتہ اگر اس کی زبان سے اس حالت میں ارتداد کے کلمات نکل جائیں تو وہ معتبر نہیں ہوں گے اور اس کی بیوی استحساناً اس کی طرف سے بائند نہیں ہوگی (رد المحتار ۲/۴۲۳)۔

امام ابو الیث کے نزدیک سکران کے عقود و معاملات درست اور نافذ نہیں ہوں گے نہ تو اس پر طلاق لازم ہوگی نہ عتق، نہ خرید و فروخت اور نہ اس پر حد قذف جاری کی جائے گی، البتہ شراب کی حد اس پر جاری ہوگی، لیکن وہ عمل جسے وہ اپنے ہاتھ سے کرے گا، جیسے کسی کو قتل کر دینا یا چوری کرنا یا بدکاری کرنا تو ان میں سے ہر ایک کی حد اس پر جاری ہوگی (الانصاف ۱۸/۶۳۴)۔

فقہاء حنابلہ کی ایک جماعت کے نزدیک سکران کی عبارت صحیح نہیں ہوتی ہے، الانصاف میں ہے:

”قال جماعة من الأصحاب: لا تصح عبارة السکران“ (الانصاف ۱۸/۴۳۶)۔

طلاق سکران

طلاق سکران کا مسئلہ قرآن و حدیث سے منصوص نہیں ہے اور نہ یہ مسئلہ اجماعی ہے

☆ سابق نائب ناظم امارت شرعیہ، پٹنہ۔

بلکہ عہد رسالت ہی سے یہ مسئلہ فقہاء اور علماء کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے، طلاق سکران کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱- اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر کسی کی عقل نشہ آور یا اس کے ہم معنی کسی چیز کے استعمال کے بغیر زائل ہو گئی تو ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یعنی زوال عقل کا سبب نشہ آور چیز کا استعمال نہ ہو، بلکہ کوئی اور سبب ہو تو ایسے انسان کی طلاق نافذ نہیں ہوگی، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، سعید بن المسیب، حسن بصریؒ، نخعیؒ، شعبیؒ، ابو قلابہ، قتادہ، زہریؒ، یحییٰ انصاریؒ، امام مالک، ثوریؒ، امام شافعیؒ اور اصحاب رائے فقہاء کا یہی مسلک ہے۔

۲- اگر بھنگ یا افیون کو دوا کے طور پر استعمال کیا جائے اور اس کی وجہ سے نشہ آجائے تو حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر اکراہ کیا گیا اور کراہ کی وجہ سے اس نے شراب پی لی، یا حالت اضطراب میں شراب پی لی اور اسے نشہ آ گیا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک بھی سکران کی طلاق اس صورت میں واقع ہوگی جبکہ وہ شخص نشہ استعمال کرنے کی وجہ سے گنہگار ہو، اگر حالت اکراہ میں نشہ آور چیز استعمال کی گئی اور اس کی وجہ سے نشہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا حکم مجنون کا حکم ہوگا، اکثر فقہاء حنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے، فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ”الانصاف“ میں تحریر کیا گیا ہے۔

”فإما إن أكره على السكر فحكمه حكم المجنون ، هذا هو المذهب وعليه أكثر الاصحاب“۔

علامہ ابن عابدین نے تحریر کیا ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا گیا تو معصیت کے نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر بطور لہو لعب اور بالقصد اس آفت کو داخل کیا گیا تو وقوع طلاق میں تردد نہیں کرنا چاہئے اور تصحیح القدری میں جو اہر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر اس زمانے میں بھنگ یا افیون کے استعمال کی

وجہ سے نشہ آجائے تو بطور زجر طلاق واقع ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

۳۔ لیکن اگر سکران کا نشہ کسی حرام اور ممنوع چیز کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہو اور حالت نشہ میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی طلاق کے حکم کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں:

۱۔ ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی۔

۲۔ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وقوع طلاق کے قائلین

طلاق سکران کے بارے میں پہلا نظریہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی، صحابہ و تابعین اور ائمہ سلف کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔

عدم وقوع کے قائلین فقہاء

طلاق سکران کے سلسلے میں دوسرا نقطہ نظریہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگی، صحابہ و تابعین ائمہ سلف کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔



نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اور پیدا ہونے والے مفاسد

مولانا خورشید انور اعظمی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کا دور اول ہی سے اختلاف رہا ہے۔

جس سکران کے بارے میں اختلاف ہے وہ ہر ایک کے نزدیک زائل العقل ہے، اختلاف صرف اس میں ہے کہ اسے مجنون کے درجہ میں رکھا جائے یا نہیں، جن حضرات نے اسے مجنون کے درجہ میں رکھا ہے، اس کی طلاق کو واقع نہیں مانا اور جن لوگوں نے اس کی عقل کو بغرض زجر و تنبیح باقی مان کر مجنون کے درجہ میں نہیں رکھا، انہوں نے اس کی طلاق کو واقع قرار دیا۔ اگر وہ زائل العقل نہیں ہے تو اس صورت میں وہ مکلف کے درجہ میں ہے اور اس کے تمام تصرفات معتبر ہوں گے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب سکران اپنی عقل کے استعمال پر قادر نہیں ہے تو وہ اور فاقد العقل دونوں نتیجہ اور حکم کے اعتبار سے یکساں ہوئے، اس وجہ سے کہ اگر اس کے پاس اتنی مقدار میں عقل کا سرمایہ ہے کہ اس بنیاد پر اسے مکلف گردانا جاسکتا ہے تو اس کے تصرفات کے صحیح ہونے کے بارے میں کسی کا اختلاف ہی نہ ہوگا، شاید اسی طرح کی عبارتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام نے تحریر فرمایا:

”والعجب ما صرح به في بعض العبارات من أن معه من العقل ما يقوم

به التكليف إذ لاشك أن على هذا التقدير لا يتجه لأحد أن يقول: لا يصح تصرفاته۔“

(بعض عبارتوں میں اس طرح کی صراحتیں تعجب خیز ہیں کہ سکران کو اتنی عقل ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو سکے، کیونکہ بلاشبہ اس صورت حال میں کوئی بھی یہ نہیں کہہ پائے گا کہ اس کے تصرفات صحیح نہیں ہیں)۔

پھر یہ کہ سکر کے علاوہ کسی اور شئی سے عقل کے زائل ہونے کی حالت میں دی گئی طلاق کے واقع نہ ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے، جیسا کہ المعنی میں ہے۔

”أجمع أهل العلم على أن الزائل العقل بغير سكر أو مافی معناه لا يقع طلاقه۔“

(اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کی عقل سکر یا اس جیسی چیز کے علاوہ سے زائل ہوئی ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔

اسی طرح ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک بھی معتوہ اور مدہوش کی طلاق نہیں ہوتی، نیز علماء حنفیہ میں امام طحاوی، کرنفی، محمد بن مسلمہ، زفر اور صاحب النہایہ کے بقول امام ابو یوسف بھی ایک روایت میں اس حالت میں طلاق کو غیر واقع مانتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں راقم الحروف کی ناقص رائے یہ ہے کہ جو سکران نشہ کی اس حد کو پہنچ گیا ہو کہ اس کے زوال عقل کا یقین ہو جائے تو اس کی طلاق نہیں ہوتی اور اگر ایسا نہیں ہے، بلکہ صرف لڑکھڑاہٹ، بیہودگیوں اور بے حیائیوں ہی تک معاملہ ہو اور اس کی عقل زائل نہ ہوئی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی، اس وجہ سے کہ سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا حکم اگر علی الاطلاق لگا دیا جائے تو مفاسد کے خدا معلوم کتنے دروازے کھل جائیں گے۔

☆☆☆

عام حالات میں سکران کی طلاق واقع ہوگی

مفتی انور علی اعظمی ☆

سکر کی تعریف میں ائمہ حنفیہ سے دو روایتیں ہیں:

۱- ایسا سرور جو عقل کو زائل کر دے یہاں تک کہ آدمی زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے۔

۲- ایسا سرور جو عقل کو مغلوب کر دے اور آدمی بکواس کرنے لگے۔

پہلی تعریف امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے اور دوسری امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کی طرف۔

علامہ شامی نے کہا کہ اکثر مشائخ کا میلان دوسری تعریف کی طرف ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی معتبر ہے اور اس تعریف کی تائید حضرت علیؓ کے ایک اثر سے بھی ہوتی ہے۔

”إذا سکر ہذی“ رواہ مالک والشافعی (شامی ۵۸۲/۲)۔

سکران کی طلاق کو مطلقاً غیر نافذ قرار دینا بہت سارے نئے مسائل پیدا کرے گا۔

لہذا راقم السطور کے نزدیک بعض مستثنی صورتوں کو چھوڑ کر عام حالات میں سکران کی طلاق نافذ ہوگی، جمہور علماء اور جمہور صحابہ کا راجح مذہب بندہ کے نزدیک بھی راجح ہے (بدائع الصنائع ۱۵۸/۳)۔

مستثنی صورتوں میں ایک صورت یہ ہے کہ نیبذ پبی لی اور سکر کی بنا پر نہیں، بلکہ صداع کی

بنا پر عقل زائل ہوگئی اس حال میں اس کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا، اسی طرح کوئی نیا آدمی زردہ والا پان کھالے یا گل لگانے کی وجہ سے اس کی عقل خبط ہو جائے، اس حال میں اگر زبان سے طلاق کے الفاظ نکل جائیں تو تصدیق و تحقیق کے بعد اس کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسکر دوا استعمال کر لے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو اس حال میں طلاق نافذ نہیں ہوگی (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

☆☆☆

نشہ میں دی گئی طلاق اور موجودہ صورت حال

مولانا اختر امام عادل ☆

طلاق اسلام میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے اور اس کی اجازت اصولی طور پر صرف ان حالات میں ہے جن میں زوجین کے لئے طلاق کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہ جائے اور دونوں کے مفادات کا انحصار رشتہ ازدواج کے خاتمہ سے وابستہ ہو جائے۔

دماغی صحت کی شرط

اسی لئے فقہاء نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ طلاق دیتے وقت شوہر میں خیر و شر، نفع و نقصان اور صحیح و غلط کے فہم و امتیاز کی اہلیت و صلاحیت موجود ہوتا کہ وہ پوری طرح سمجھ بوجھ کر اپنے حق طلاق کو استعمال کرے۔

حافظ ابن ہمام نے عام اصولی ضابطہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”معلوم من کلیات الشرع أن التصرفات لا تنفذ إلا ممن له أهلية التصرفات وأذاناها بالعقل والبلوغ خصوصاً ما هو دائر بين الضرر أو النفع خصوصاً ما لا يحل إلا الانتفاع، مصلحة ضده القائم كالطلاق فإنه يستدعي تمام العقل به حکم به التميز في ذلك“ (عمدة الراية ۶۷/۲)۔

طلاق سکران کا مسئلہ عہد صحابہ میں بھی اختلافی رہا ہے، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہ تھا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی جبکہ حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ کی ناظم جامعہ ربانی منورہ اشرف سستی پور۔ ☆

رائے میں طلاق واقع ہو جاتی ہے (مرقاۃ شرح مشکا ۲۸۹/۶۵ نصب الرایہ ۳۲۳)۔

جو مسئلہ صحابہ کے درمیان اختلافی ہو جاتا ہے وہ بعد کے ادوار میں بھی اتفاقی نہیں بن پاتا، اسی وجہ سے بعد کے مجتہدین اور فقہاء کے درمیان بھی اس مسئلے میں اختلاف ہو اور زیادہ تر فقہاء کی رائے وقوع طلاق کے حق میں گئی، خود ائمہ اربعہ سے تین امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی (اپنے قول اصح کے مطابق) وقوع طلاق کی رائے رکھتے ہیں اور امام احمد تنہا عدم وقوع طلاق کی طرف گئے ہیں، خود امام احمد کی ایک روایت وقوع طلاق کی بھی ہے، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ جمہور ائمہ وقوع طلاق کی رائے رکھتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں تھوڑے لوگ عدم وقوع کی۔

اختلاف کا سبب

جن علماء نے طلاق سکران کے وقوع کی رائے قائم کی ہے، ان کے نزدیک معتوہ کا مصداق سکران نہیں ہے، جبکہ عدم وقوع کی رائے رکھنے والے حضرات سکران کو معتوہ کا مصداق سمجھتے ہیں۔

معتوہ کی تفسیر حدیث میں مغلوب العقل سے کی گئی ہے، لغت میں ”العبۃ“ کو تخرین کا ہم

معنی بتایا گیا ہے (مرقاۃ ۲۸۹/۶۵)۔

فقہاء کی اصلاح میں معتوہ کی تفسیر ان الفاظ میں آئی ہے:

”من كان قليل الفهم مختلط الكلام، فاسد التدبير، شبيهاً بالمجنون

وذلك لما يصبیه فساد في عقله من وقت الولادة“ (تواعد الفقہ ۴۹۳)۔

(جو کم فہم ہو، الٹ پلٹ باتیں کرتا ہو، نظم و تدبیر کا سلیقہ نہ رکھتا ہو، پاگل لگتا ہو اور اس

کا سبب پیدائشی طور پر دائمی عدم توازن ہو)۔

شراب کی سخت حرمت، اس سے پیدا ہونے والے جرائم اور معاشرہ کی موجودہ صورت

حال کو دیکھتے ہوئے جمہور ائمہ کا نقطہ نظر ہی زیادہ قرین مصلحت معلوم پڑتا ہے۔

حالت نشہ کی طلاق کو نافذ مانا جائے

مولانا محمد صادق ☆

اس سلسلے میں فقہاء کے دو مسلک ہیں:

مسلک اول

حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

اس کے قائلین یہ حضرات ہیں:

حضرت علی، حضرت معاویہ، رضوان اللہ علیہم اجمعین، ابو بکر الخلال، سعید بن مسیب، عطا، حسن بصری، ابراہیم نخعی، ابن سیرین، مجاہد، سفیان ثوری، شعبی، میمون بن مہران، حکم، ابن شبرمہ، سلیمان بن حرب، ائمہ میں سے امام مالک، امام شافعی (اصح قول میں) امام احمد بن حنبل (ایک روایت میں) امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ (ہدایہ ۴۹۱/۳، المغنی ۲۵۶/۸، عمدۃ القاری شرح البخاری ۱۹/۲۱۵، روضۃ الطالبین ۲۳/۶، المدوۃ الکبریٰ ۱۲/۲)۔

مسلک دوم

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس کے قائلین یہ حضرات

ہیں: حضرت عثمانؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ایک روایت میں قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعہ بن عبدالرحمن، امام لیث، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، حضرت عمر بن عبدالعزیز، یحییٰ انصاری، شوافع

☆ مبارک پورا عظیم گڑھ۔

میں سے امام مزنی، فقہائے حنفیہ میں سے امام زفر، امام کرنی، امام طحاوی، محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ
(المغنی لابن قدامہ ۲۵۶/۸، عمدۃ القاری شرح البخاری ۲۱۵/۱۹، نیز ان مساکک کے دلائل کے لئے دیکھئے: ترمذی
- (۳۹۶/۳)

احقر کے خیال میں اس زمانہ میں متعدد وجوہ سے مفتی بہ قول وقوع کا ہے، عدم وقوع
کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔
اگر سکران کی طلاق نافذ نہ کی جائے تو نشہ نوشی کی کثرت سے معاصی کا باب
روز افزوں کھلتا جائے گا۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق کا مسئلہ اور اختلاف اقوال

مولانا اعجاز احمد القاسمی ☆

کسی نے حرام نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور استعمال میں نہ تو وہ مضطر تھا اور نہ مکرہ اور نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں فقہاء کی دو رائیں ہیں:

۱- حضرت علیؓ، عبداللہ بن عباسؓ، معاویہؓ، سعید بن مسیب، عطاء، مجاہد، نخعی، سفیان ثوری، اوزاعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام محمد وغیرہم کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

۲- دوسری طرف عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، عمر بن عبدالعزیز، طاؤس، عبداللہ بن حسن، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، طحاوی، کرنفی، محمد بن مسلمہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا دوسرا قول بھی یہی ہے۔

دقوع طلاق کے دلائل

۱- حضرت علیؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ہے: "کل طلاق جائز الاطلاق المعتوه والصبی" (معتوہ اور بچہ کے علاوہ ہر شخص کی طلاق جائز ہے) اور سکران نہ تو معتوہ ہے نہ مجنون اور نہ صبی، لہذا اس کی طلاق واقع ہوگی۔

۲- الف- "سکران" پر تکلیف ثابت ہے، شرعاً تین آدمی مکلف نہیں ہیں: صبی

☆ قاضی شریعت دارالقضاء امارات شرعیہ مدرسہ محمود العلوم -

مجنون اور سونے والا اور سکران نہ تو مجنون ہے اور نہ سونے والا بلکہ وہ لائق مزا ہے، اگر وہ غیر مکلف ہوتا تو اس پر عقاب (حد) کا حکم نہ ہوتا اور جب وہ مکلف ہے تو اس کی طلاق نافذ ہوگی۔

ب۔ اسی وجہ سے آیت: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ“ میں سکران سے خطاب ہے، پس وہ مکلف ہے اور مکلف کا تصرف صحیح ہے۔

۳۔ شرب خمر سے گو عقل زائل یا مغلوب ہوگئی مگر اس نے اپنے قصد و اختیار سے فعل منہی عنہ کا ارتکاب کیا، پس وہ ان حالات کا خود ذمہ دار ہے، لہذا حکماً اور تقدیراً اس کو عاقل تسلیم کرتے ہوئے اس کی طلاق کوز جراً اور تو بیخا واقع کر دیا جائے گا۔

عدم وقوع کے دلائل

امام بخاریؒ نے حضرت عثمان غنیؓ کا یہ اثر تعلقاً ذکر کیا ہے: قال عثمان: ليس لمجنون ولا سكران طلاق“ (مجنون و سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے) اسی طرح امام بخاریؒ نے ابن عباس کا بھی قول: ”طلاق السکران والمستکره ليس بجائز“ ذکر کیا ہے جس کا حاصل بھی یہی ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۳۔ علامہ بن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران بھی نشہ کی حالت میں معتوہ ہے، لہذا اس کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی ”واحتج بأنهم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع قال: والسکران معتوه بسکره“ (فتح الباری ۴/۳۸۹، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع ۳/۱۷۹)۔

مذکورہ بالا دلائل و شواہد پر بحث و تمحیص کے بعد یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ ”سکران“ کی طلاق کا مسئلہ مجتہد فیہ ہے، عدم وقوع طلاق کے دلائل نسبتاً مضبوط اور ٹھوس ہیں، بالخصوص ان حالات میں جن کا تذکرہ سوالنامہ میں موجود ہے، جن فقہاء نے وقوع طلاق کا حکم دیا ہے ان کے دلائل میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آج کے یہ حالات ان حضرات کے

سامنے ہوتے تو وہ حضرات بھی وقوع طلاق کا حکم نہ دیتے۔

پس میری ناقص رائے میں عدم وقوع طلاق سکران اقرب الی الفقہ ہے، حضرت عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، عمر بن عبدالعزیز، زفر، امام طحاوی، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ایک قول نیز محمد بن مسلمہ وغیرہم کے قول پر فتویٰ دیا جانا چاہئے۔

☆☆☆

طلاق سکران میں مرجوح قول پر فتویٰ

مفتی سعید الرحمن فاروقی ✽

سوال میں درج تفصیلات سے مطلق اتفاق نہیں کیا جاسکتا جس کی وجوہات یہ ہیں:
الف۔ طلاق خواہ کسی حالت میں ہو عورت کے لئے عموماً دشواریوں اور مشکلات کا سبب ہوتی ہے۔

ب۔ ہندوستان میں ہزاروں میں ایک دو طلاق کے واقعات ایسے ممکن ہیں مل سکیں جس میں حدود شریعت کی رعایت کی گئی ہو۔

ج۔ طلاق کے واقعات حالت سکر میں کم، غصے، جذبات، انتقام لینے اور بھرپور حملہ کرنے کے ارادے سے زیادہ ہوتے ہیں، حالانکہ یہ امور مقاصد شریعت سے ہم آہنگ نہیں بلکہ متضاد ہیں اور ایسی حقیقت ہے جس سے انکار مشکل ہے۔

یہ سمجھنا کہ موجودہ حالات مطلقہ کے لئے زیادہ پریشان کن ہیں، اس لئے بھی صحیح نہیں ہے کہ جس وقت سے اس قول پر فتویٰ اور اکثر اہل علم کا اتفاق ہوا ہے اسی وقت سے ہی یہ پریشانیاں معاشرہ میں محسوس کی جاتی تھیں۔

سکران کے باب میں فقہاء کے اختلاف کا مدار اس کے ارادہ کا فہم و تدبر سے خالی ہونا ہے، اس لئے اگر سکران کی طلاق نافذ قرار نہ دی جائے تو مکروہ اور ہازل کی بھی طلاق نافذ قرار نہیں دی جاسکتی، حالانکہ اکثر کتب حنفیہ میں وقوع طلاق کا فتویٰ موجود ہے۔

الحاصل! سوال میں درج کردہ معاشرہ کی حالت موجودہ گذشتہ سے جدا نہیں ہے، نہ مطلقہ کے مسائل سکران کی طلاق کے غیر نافذ قرار دینے سے کم ہو سکتے ہیں، لہذا مفتی بہ قول سے انحراف کی کوئی شرعی ضرورت یا عقلی تقاضہ بظاہر موجود نہیں ہے۔

☆☆☆

نشہ میں مست شخص کی طلاق اور تصرفات و معاملات

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آواپوری ☆

نشہ میں مست شخص کے جمیع اقسام تصرفات و معاملات نافذ العمل ہوں گے، اس کی عقل معصیت والی چیز کے ارتکاب کرنے کی بناء پر زائل ہوگئی ہے، اس لئے تنبیہ کے طور پر اس کے زوال عقل کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے اور درحقیقت یہ شخص شرعی حکم کی روشنی میں مکلف ہے، فی الواقع ایسا شخص اگر کسی کے اوپر تہمت لگائے تو اس کے اوپر حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر کسی کو قتل کر دے گا تو اس کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ شریعت مطہرہ کا مخاطب ہے۔

”عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوہ المغلوب علی عقلہ“ (ترمذی ۲۲۶۱)۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عاقل و بالغ کی طلاق درست و نافذ ہے سوائے اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل مغلوب ہوگئی ہو)۔

”قال أصحابنا: طلاق السكران و عقودہ، و احکام أفعاله ثابتة كأفعال الصاحی“ (مختصر اختلاف العلماء ۲۳۰۲-۲۳۱)۔

(ہمارے علماء حنفیہ کا مسلک ہے کہ سکران کی طلاق اور اس کے عقود اور اس کے افعال کے احکام ثابت ہیں جیسے ہوشمند کے افعال)۔

طلاق سکران اور چند سماجی پہلو

مولانا عبداللطیف پالنپوری ☆

۱، ۲۔ طلاق سکران ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس کے بارے میں عہد صحابہ سے اختلاف چلا آرہا ہے، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بھی اس میں اختلاف ہے، دونوں نقطہ ہائے نظر کے لئے نقلی و عقلی دلیلیں موجود ہیں، لیکن چند وجوہ سے طلاق سکران کا وقوع راجح معلوم ہوتا ہے، (۱) حنفیہ میں سے ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد) طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں، چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

”وطلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وهو مذہب

اصحابنا“ (فتاویٰ تاتارخانیہ ۲۶۵/۳، جدید فقہی مسائل ۱۲۲/۲)۔

ماضی قریب کے ہمارے تمام اکابر نے طلاق سکران کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے، حالانکہ ان کے سامنے ہمارے معاشرہ کی پوری نوعیت واضح تھی، آج بھی پورے ملک میں معاشرہ کی ایسی نوعیت نہیں ہے کہ زجر کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

بعض حضرات نے یہ بات لکھی ہے کہ شریعت نے شراب کی سزا اسی کوڑے متعین کر دی ہے، اب محض اجتہاد کی وجہ سے اس پر مزید ایک سزا کا اضافہ کیونکہ کر دیا ہو سکتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ وقوع کی سزا بطور حد کے نہیں ہے کہ یہ اضافہ صحیح نہ ہو، بلکہ بطور زجر و مصلحت کے ہے، جیسا کہ حد زنا میں بطور زجر و مصلحت کے ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جاسکتا

☆ خادم اقامت والٹن ریس، جامعہ نذیریہ کاکوسی، گجرات۔

ہے، اسی بناء پر فقہاء نے بھی لزوم حد کے ساتھ وقوع طلاق کو لکھا ہے، چنانچہ شامی میں ہے:

”وفى البحر عن البيزانية: المختار في زماننا لزوم الحدود وقوع الطلاق“ (شامی ۲/۲۳۳)۔



حالت نشہ کی طلاق کے باب میں احوط مذہب

مولانا ابوالقاسم عبدالعظیم ☆

☆ طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں سلف کے آراء و اقوال پر مزید کسی قول اور دلیل کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے جواز و عدم جواز کے مابین کسی ایک رائے کو نافذ العمل بنا لینا اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئے اس اختلاف میں سے کسی ایک رائے کا پابند ہو جانا جب کہ اس مسئلہ میں کوئی نص شرعی موجود نہیں ہے اور یہ مسئلہ مجتہد فیہ بھی ہے، تو یہ ترجیح بلا مرجح ہے، خواہ اس میں ہندوستان کے موجودہ حالات اور معاشرہ کی رعایت کی گئی ہو یا عالمی معاشرہ کے حالات کی۔

☆ وقوع اور عدم وقوع کے اس اختلاف کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اعدل اور احوط ہے، امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

”وصح عن عمر بن عبد العزيز أنه أتى بسكران طلق فاستحلفه بالله لا إله إلا هو: لقد طلقها وهو لا يعقل، فحلف، فرد إليه امرأته وضربه الحد“
(زاد العاد ۵/۲۱۰، طبع مؤسسة الرسالة بيروت)۔

لہذا ہر دار لافقاء اور موثر عالم و فقیہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اقامت حد کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ عسرویسر کے درمیان معتدل راہ قائم ہو جائے۔

☆☆☆

☆ مؤ (یو، بی)۔

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور موجودہ حالات

مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

فریقین کے دلائل

حالتِ نشہ میں دی ہوئی طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ دورِ صحابہ و تابعین سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے، ذیل میں فریقین کے کچھ اہم دلائل پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

مانعین وقوع کے دلائل

ان حضرات کا استدلال وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا:

کل طلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوہ (ترمذی ۱۳۲۱)۔

(بچے یعنی نابالغ اور مغلوب العقل کے علاوہ ہر شخص کی طلاق نافذ ہوتی ہے)۔

یہ حدیث اگرچہ صرف ایک ضعیف واسطہ سے مرفوع ہے، اور بقیہ واسطوں سے موقوف ہے (حاشیہ بدائع الصنائع ۱۵۰/۳)، تاہم قیاس کے موافق ہے، کیونکہ تصرف کے صحیح اور نافذ ہونے کے لئے عقل شرط ہے، چنانچہ جس طرح پاگل اور نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح نشہ کی وجہ سے عقل کھونے والے کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی (فتح الباری ۳۲۱/۹)۔

قاتلین وقوع کے دلائل

علامہ ابن قیم جوزی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”زاد المعاد“ میں قاتلین کے دلائل کا

☆ جامعہ عربیہ اسلامیہ، کوپانگج، منکو۔

احاطہ کرتے ہوئے کل سات دلائل پیش کئے ہیں (زاد المعاد: ۹/۱۲۶۳ اردو نسخہ) جن میں دو دلیلیں نسبتاً قوی معلوم ہوتی ہیں:

۱- سکران مکلف ہے، اسی لئے نشہ کے دوران چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے (تعلیق الصبح ۶۸/۳) ، لیکن اس کی تردید یوں کی جاسکتی ہے کہ مباح چیز سے نشہ پیدا ہونے کے وقت بھی وہ مکلف ہوتا ہے، حالانکہ اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔ نیز ابن الممذرنے یہ کہہ کر اس دلیل کو ناقابل قبول قرار دیا کہ سونے والے پر بھی نماز کی قضا واجب ہوتی ہے، حالانکہ اس کی دی ہوئی طلاق کسی کے نزدیک واقع نہیں ہوتی (فتح الباری ۳۲۱/۹)۔

۲- قائلین وقوع کی دوسری دلیل جو اصل دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور فقہ کی تقریباً تمام کتابوں میں مذکور ہے، وہ یہ ہے کہ سکران حقیقتاً تو مفقود العقل اور قیاس کے مطابق غیر مکلف ہے، لیکن معصیت کا ارتکاب کر کے خود اپنی عقل زائل کرنے کی وجہ سے شریعت حکماً اسے مکلف ہی قرار دے گی اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ مانے کی تا کہ ارتکاب حرام کے نتیجہ میں بیوی کے نکاح سے نکل جانے پر اسے رنج و افسوس اور ندامت و پشیمانی ہو اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہے اور دوسروں کو بھی عبرت ہو (ہدایہ ۳۵۹/۲)۔

اس لئے کہ اس کی عقل ایک معصیت کے سبب زائل ہوئی ہے، لہذا اس کی تنبیہ کے لئے اسے حکماً باقی سمجھا جائے گا (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

مگر ابن جوزی کے بقول یہ دلیل بھی ناکافی ہے، کیونکہ اس کی سزا شریعت نے اسی کوڑے متعین کر دی ہے، پھر ہم اپنی جانب سے مزید اسے کوئی سزا نہیں دے سکتے (زاد المعاد: ۹/۱۲۶۵ اردو نسخہ)۔

دور حاضر میں طلاق سکران کا حکم

ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہی قاعدہ ”لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان“

کے پیش نظر ہندوستان اور ہر ایسے ملک میں جہاں طلاق کا وقوع شوہر کے لئے زاجر نہ بنے، طلاق سکران کے واقع نہ ہونے کا حکم لگایا جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر قائلین ہمارے معاشرہ کا مشاہدہ کرتے تو وہ بھی عدم وقوع کے قائل ہو جاتے۔

چنانچہ بہت سے اسلامی ممالک (مصر، عراق، مراکش، اردن، شام، سوڈان وغیرہ) کی عدالتیں جو پہلے طلاق سکران کے واقع ہونے کا فیصلہ کرتی تھیں، بعد میں شاید اسی زمانہ اور معاشرہ کی تبدیلی کے پیش نظر اب بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کو واقع نہیں مانتیں، جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب نے مجموعہ قوانین اسلام میں ان ممالک کو نظیر میں پیش کر کے پاکستانی عدالت کو بھی اس جانب متوجہ ہونے کی دعوت دی ہے (مجموعہ قوانین اسلامی ۲/۴۲۱، ۴۲۲)۔



موجودہ سماجی حالات اور حالت نشہ کی طلاق

مولانا ابو جندل قاسمی ☆

مسلم سماج اور معاشرہ کی حالت واقعی اس سلسلہ میں نازک ہے، طلاق کا ظالمانہ اور بے جا استعمال ہوتا ہے جو موجب فکر و تشویش ہے، لیکن یہ کہنا کہ پچاس فیصد طلاق کے واقعات کا سبب نشہ ہے، عام مشاہداتی واقعات کے خلاف ہے، بلکہ لڑائی جھگڑے میں طلاق کے واقعات زیادہ ہیں کہ جہاں میاں بیوی میں کوئی اختلاف ہو اور شوہر صاحب نے وقتی اثر سے فوراً تین گولیاں داغ دیں، پھر خود بھی پریشان رہتا ہے اور بیوی و معصوم بچوں کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ طلاق سکران کے وقوع میں شوہر کی تعزیر مقصود ہے اور شوہر پر طلاق کی وجہ سے مصائب کم آتے ہیں، بیوی اور بچوں پر زیادہ آتے ہیں، بظاہر تو طلاق سکران کے عدم وقوع کے سلسلہ میں معقول وجہ نظر آتی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ طلاق تو ہے ہی ایسی چیز کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ سے عورت زیادہ متاثر ہوتی ہے جبکہ مرد کم متاثر ہوتا ہے، طلاق فی السکر کی ہی یہ خصوصیت نہیں، بلکہ خیال یہ ہے کہ جن فقہاء نے یہ قول اختیار کیا ہے ان کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ شوہر بھی زیادہ متاثر ہوتا ہے تو بے جا نہیں، وجہ ہے کہ شوہر کمانے والا ہوتا ہے، دن کا اکثر حصہ کمانے میں اور مجلسوں میں گزار جاتا ہے، اس لئے اس کا تاثر زیادہ ظاہر نہیں ہوتا۔ جبکہ عورت کماتی نہیں، مجلسوں میں زیادہ بیٹھنا نہیں ہوتا، اس لئے اس کا تاثر

☆ خادم اللہ ریس والافتاء دارالعلوم ٹانڈہ راجپور یو پی۔

زیادہ ظاہر ہوتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرد بھی متاثر کم نہیں ہوتا۔

نیز یہ کہنا کہ ”طلاق سوچ سمجھ کر اور برے بھلے کے شعور کے ساتھ ناگزیر حالات میں استعمال کیا جانے والا حق ہے اور نشے میں مبتلا شخص اسے بے سوچے سمجھے استعمال کرتا ہے“ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے، مگر بات یہ ہے کہ بہت کم شاید زیادہ سے زیادہ دس فیصد واقعات ایسے ہوں گے جن میں طلاق کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا گیا ہو، ورنہ طلاق اکثر لوگ بے سوچے سمجھے ہی استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ استغناءات سے بھی اندازہ ہوتا ہے، نیز سوالنامہ میں بھی کہا گیا ہے کہ ”طلاق کا بے جا استعمال ہوتا ہے“ تو بے جا تو یہی ہے۔ سوچ سمجھ کر طلاق دینا تو ”بے جا“ نہیں بلکہ ”بجا“ ہے، لہذا:

”جمہور ائمہ حنفیہ کے قول کے مطابق احقر کی رائے بھی یہی ہے کہ طلاق سکران نافذ

ہو جائے گی۔“



نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اور دلائل

ذاکر سید قدرت اللہ باقوی ☆

۱- ہندوستان کی موجودہ صورت حال میں طلاق سکران بہت اہم مسئلہ ہے جس کی تا عاقبت اندیشی سے مرد و عورت مصیبتوں کے بھنور میں گھر جاتے ہیں، جب نشہ اترتا ہے، غصہ سرد ہو جاتا ہے اور جذبات ہموار ہو جاتے ہیں تو حل طلب کرنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، ظاہر ہے عدالت میں بہت سے مسائل ہوتے ہیں، کارروائی میں تاخیر ہو جاتی ہے، بعض اوقات اس طول و طویل تاخیر سے معاملہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ جاتا ہے خصوصاً صاحب اولاد عورت پر مصائب کا طوفان آ جاتا ہے، اس لئے طلاق سکران پر از سر نو غور و فکر کرنا بے حد ضروری ہے، ان شاء اللہ اکیڈمی کی یہ کاوش قوم و معاشرہ کے لئے مفید ہوگی۔

۲- ہندوستان کے موجودہ معاشرتی حالات میں طلاق سکران غیر نافذ قرار دی جائے

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

”قال عليه السلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون

والمعتوه وهو قليل الفهم، مختلط الكلام فاسد التدبير“ (القدری کتاب الطلاق حاشیہ
التتبع الضروری ص ۱۷۱)۔

یہی بات رمز الحقائق میں بھی موجود ہے: ”كل مسكر خمر“ (مسلم) اور

”الخمر ما خامر العقل“ (ابوداؤد) سکران کے عادات اور اقوال میں اعتدال باقی نہیں رہتا

اور نشہ سے عقل و دماغ، اقوال و حرکات اور جسم کے تمام فطری نظام متاثر ہوتے ہیں، ایسے شخص کی طلاق اعتدال کے حدود سے صادر نہیں ہوتی، فقہاء حنفیہ کے بعض اقوال کو معمول بہ بنا کر طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا جائے، اسی سے معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ہے اس پر عورت بھی مطمئن رہتی ہے اور معصوم بچوں کا ذہن و شعور بھی محفوظ رہتا ہے۔



طلاق سکران کا وقوع اور حالات کا تقاضا

مفتی وسیم احمد قاسمی ☆

چونکہ طلاق سکران کے متعلق کوئی نص نہیں ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور وقوع اور عدم وقوع طلاق دونوں جانب صحابہؓ میں سے اجل صحابہ ہیں، جیسا کہ کتابوں سے ظاہر ہے اور سوال کی تفصیل سے بھی ظاہر ہے کہ بلاشبہ حضرات صحابہؓ کا اجتہاد بعد کے تمام لوگوں کے اجتہاد سے اولیٰ و افضل ہے، عام حالات میں اور اسلامی بالادستی کے زمانہ میں وقوع طلاق کا قول جو کہ مفتی بہ ہے اور صاحبین کے نزدیک بھی مختار ہے اسی قول کو اختیار کرنا بطور عزیمت بہتر ہے، مگر چونکہ ہمارا زمانہ خصوصیت سے ہندوستان کے واسطے ابتلا کا زمانہ ہے اور وقوع طلاق سے حقیقتاً زجر کے بجائے اور بہت سے محرمات کا وجود ہوتا ہے، مثلاً شرابی کسی حکم شریعت کی پاسداری نہیں کرتا اور مطلقہ بیوی کو زبردستی رکھتا ہے جس سے زجر کے بجائے تضحیک شریعت ہوتی ہے۔

حقیر کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے، صاحب درمختار کی عبارت سے اس کی گنجائش نکلتی ہے:

”ولم یوقع الشافعی طلاق السکران واختاره الطحاوی والکرخي

وفي التاتاریخانیة عن التفرید والفتویٰ علیہ“ (درمختار ۲/۱۲۳)۔

(امام شافعی نے طلاق سکران کو واقع نہیں مانا ہے اور علامہ طحاوی اور کرخی نے اسی کو

پسند کیا ہے اور قاضی تاتارخانیہ میں تفرید سے منقول ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔
امام بخاریؒ نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کا قول اختیار کیا ہے جو حدیث مرفوعہ کے
حکم میں ہے:

”وقال عثمان: ليس لمجنون ولا سكران طلاق، وقال ابن عباس:

طلاق السكران والمستكره ليس بجائز“ (بخاری کتاب الطلاق)۔

☆☆☆

موجودہ مصلحت اور طلاق سکران

مولانا محمد صباح الدین ملک قاسمی ☆

۱- معاشرہ کی جس حالت اور جن احکام شرعی کا ذکر سوالات سے پہلے بطور صورتِ مسئلہ کیا گیا ہے، مجھے ان سے کلی اتفاق ہے۔

۲- طلاق سکران کو بنیادی طور پر غیر نافذ قرار دینا چاہئے، جیسا کہ قیاس کا تقاضا ہے اگر پہلے فقہاء کی ایک جماعت مدہوش شوہر کو تقدیراً عاقل سمجھ کر ازراہ زجر و تعزیر طلاق کو نافذ کرنے کی رائے رکھتی تھی تو وہ مصلحت موجودہ صورت حال میں نہیں پائی جاتی۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق کا عدم وقوع دلیل اور مصلحت

مفتی عبدالقیوم قاسمی ☆

زیر بحث مسئلہ میں سکران سے مراد وہ نہیں ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اور مرد و عورت کے درمیان فرق نہ کر سکے، اس کے بارے میں اجماعی طور پر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یہاں مراد صرف وہ سکران ہے جس کا اکثر کلام لغو ہو اور کیا کہہ رہا ہے اس میں تمیز نہ کر سکے۔

اگر شئی مسکر کا استعمال نشہ کی غرض سے عمدہ نہیں کیا گیا ہے، مثلاً شربت سمجھ کر شراب پی گیا اور نشہ طاری ہو گیا یا کسی نے زبردستی مسکر پلا دیا، ایسی کوئی چیز پی لی جو مسکر نہیں تھی لیکن نشہ طاری ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اگر مسکر کا استعمال عمدہ کیا ہے اور اس کا مسکر ہونا جانتا ہے تو ایسے شخص کی طلاق کے وقوع میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

الف- طلاق واقع ہو جائے گی، اسے صحابہ میں سے حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم، اکثر حنفیہ، مالکیہ، امام شافعی (قول صحیح) امام احمد (ایک روایت) سعید بن المسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، عمر بن عبدالعزیز وغیرہم حضرات نے اختیار کیا ہے۔

ب- طلاق واقع نہیں ہوگی، اسے صحابہ میں حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہم، امام زفر بن ہذیل، امام ابو جعفر طحاوی، حسن کرنی، محمد بن مسلمہ، امام شافعی (ایک قول) امام مزنی اور اسحاق بن راہویہ وغیر ہم حضرات نے اختیار کیا ہے۔

دونوں جماعتوں کے دلائل عقلیہ اور نقلیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قائلین عدم وقوع طلاق کے دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں مضبوط اور قوی تر ہیں، اور اس زمانہ میں اذنی بالعمل ہیں، اس کے بالمقابل جماعت اولی کے دلائل نقلیہ اور عقلیہ کمزور اور صراحت سے بالکل خالی ہیں۔



حالت نشہ کی طلاق موجودہ حالات میں

مولانا عبدالرشید قاسمی ☆

فقہاء کی رائے

ہدایہ (۲/۳۳۷) میں ہے:

”نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام طحاوی اور امام کرخی نے اس پہلو کو لیا ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ ارادہ کی صحت عقل پر موقوف ہے اور اس وقت وہ نشہ کی وجہ سے اس حالت میں ہے کہ اس کی عقل کام نہیں کرتی ہے، لہذا وہ ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی بطور دوا بھنگ پی لے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ عقل ایک ایسے سبب سے زائل ہوئی ہے جو معصیت اور گناہ ہے، لہذا وقوع طلاق کا حکم بطور تشبیہ کے باقی رکھا گیا ہے، چنانچہ اگر کسی کو دھوکہ سے شراب پلا دی جائے اور اس کی وجہ سے اس کو درد سر وغیرہ ہو جائے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو ہم بھی یہی حکم لگائیں گے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔“ مذکورہ بالا حوالہ سے امام کرخی (متوفی ۳۴۰ھ) اور امام طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کا قول نقل کیا گیا اس کے علاوہ امام زفر (متوفی ۱۵۸ھ) اور محمد بن مسلمہ کی بھی یہی رائے ہے“ (شامی ۲/۵۸۳ طبع مکتبہ نعمانیہ دیوبند)۔

فریق اول کے دلائل

۱- ”لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى“ (سورہ نساء: ۴۳) نشہ کی حالت میں نماز

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر۔

☆

پڑھنے سے روکنے کا تقاضہ یہ ہے کہ مکلف کا مکلف ہونا باقی ہے، اب جو بھی مکلف ہوگا وہ اگر لفظ طلاق بولتا ہے تو اس کی طلاق پڑ جائے گی۔

۲- حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”کل الطلاق جائز لإطلاق المعتوه المغلوب علی عقله“ (المحلی ۱۰/۲۱)۔

۳- آپ ﷺ نے فرمایا: ”ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النکاح، والطلاق والرجم“۔

۴- حضرت علیؑ نے فرمایا: ”ثلاثة لا لعب فيهن: الطلاق والعناق، والنکاح“ (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/۳۶۹)۔

۵- شرابی چونکہ شراب نوشی کے بعد اپنی عقل کو عمداً کھودیتا ہے لہذا اس کا حکم ان لوگوں کی طرح نہ ہوگا جو قدرتی طور پر عقل سے محروم ہو جاتے ہیں، لہذا بطور سزا اس پر طلاق واقع ہوگی۔

فریق ثانی کے دلائل

۱- بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت حمزہؓ حالت نشہ میں حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے، آپ لوگ تو میرے والد کے غلام ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا اور نکل آئے۔ ان پر اس لفظ کے بولنے سے اس کا حکم نافذ نہ کیا گیا حالانکہ اگر حالت صحت میں یہ لفظ بولا جائے تو کفر سے کم نہ ہوگا جیسا کہ علامہ ابن قیم نے اس تصریح کی ہے۔

۲- حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ”لیس لمجنون ولا لسکران طلاق“۔

۳- حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ”طلاق السکران والمستکره لیس بجائز“ (فتح الباری ۹/۳۸۸، دار الفکر)۔

۴- ”وثبت عن عثمان أنه کان لا یری طلاق السکران، ذهب بعض أهل العلم أنه لا یخالف عثمان فی ذلك أحد من الصحابة“ (فتاویٰ ۲/۲۶۳)۔

۵- مجنون، بیہوش، مجبوط العقل، سونے والا اور مباح چیز کے کھالینے سے نشہ میں مبتلا

ہونے والے شخص کی طلاق بالاتفاق واقع نہیں ہوتی، چونکہ یہ عقل اور ہوش سے محروم ہیں۔ لہذا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کا حکم بھی یہی ہو۔

فریقین کے دلائل پر ایک نظر

دلائل سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ فریق اول کی رائے زیادہ قوی اور مضبوط ہے اور ان کے پاس دلائل زیادہ ہیں، لیکن تنقیح و تنقید کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فریقین میں سے کسی کے پاس بھی کوئی صحیح اور صریح نص نہیں اور دونوں فریق کی رائے کی اصل بنیاد قیاس ہے، قیاس ہی کی بنیاد پر دونوں فریق وقوع طلاق اور عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں۔

مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے اس کی بھرپور گنجائش ہے کہ آج کی حالات میں اس طلاق کو غیر نافذ قرار دیں جو نشہ کی حالت میں دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ شوہر ہوش و خرد سے محروم ہو اور اس سلسلہ میں سید عثمان غنیؓ، لیث ابن سعد، اسحاق ابن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد ابن حنبل، (قول معتمدنی الہمدیہ) اور فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام ابو جعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد ابن سلمہ کی اس رائے کو معمول بہ بنایا جائے کہ طلاق سکران نافذ نہیں ہوگی اور یہ جائز ہے کہ ہم آج اس قول پر فتویٰ دیں۔



نشہ کی طلاق اور معاشرتی مصلحت

مولانا فرحت انصاری قاسمی اعظمی ☆

طلاق سکران اقوال فقہاء اور ائمہ مجتہدین

سعید بن المسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی، اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ یہ حضرات سکران کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں، امام شافعیؒ، کا قول صحیح بھی اسی کے مطابق ہے۔ جبکہ ابو سعید، طاؤس، عطاء، عکرمہ، عمرو بن عبد العزیز، لیث، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرنی، محمد بن مسلم رحمہم اللہ، اور صحابہ میں حضرت عثمان غنی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں (فتح الباری ۴/۸۹، فتح القدر ۳/۳۵، عمدة القاری، ۴/۳۵۱)۔

قائلین وقوع طلاق اور ان کے مستدلات

جو حضرات فقہاء اور ائمہ مجتہدین سکران کی طلاق کو نافذ مانتے ہیں ان کے پیش نظر یہ ہے کہ زوال عقل سبب معصیت ہے اور ارتکاب معصیت سے بچنے اور زجر و توبیح اور شرف و فساد کے سدباب کے لئے شریعت نے بطور سزا اس کو بقائے عقل تسلیم کیا ہے، جیسا کہ بیشتر حدود و اسی حیثیت کی حامل ہیں، نیز شوہر کی تعزیر بنیادی پہلو ہے تاکہ دوسروں کو اس جیسی حرکت و فعل پر عبرت و موعظت حاصل ہو (بدائع الصنائع ۱۵۹۳، فتح القدر ۳/۳۵، مجمع انہار ۳/۸۵، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۳۶۶)۔

☆ خادم اللہ رئیس والافتاء، جامعہ عربیہ عین الاسلام، نوادہ، مبارکپور۔

قائلین عدم وقوع طلاق اور ان کے مستدلات

جن فقہاء نے طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا ہے ان کے پیش نظر انسان کا فہم و شعور سے آراستہ ہونا ہے، اس لئے کہ عقل و شعور اور فہم و فکر اہلیت تصرف کے شرائط میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ مجنون، معتوہ، صبی کی طلاق کے واقع نہ ہونے پر اجماع ہے، کیونکہ وہ برے بھلے، قصد صحیح اور عقل و خرد سے محروم ہوتا ہے، پھر عدم وقوع طلاق سونے والے اور بے ہوش شخص کو بھی شامل ہے۔

یہاں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مذکورہ معذورین اور سکران کی بابت طلاق میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ ان میں سے کوئی اپنے حواس پر باقی نہیں ہوتا، تو جس طرح ان کی طلاق نہیں ہوتی سکران کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی (بدائع الصنائع ۱۵۸/۳، مجمع الأنہر ۱/۳۸۵، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۳۶۶، فتح القدیر ۳/۳۴۵، المحرر الرائق ۳/۲۴۸)۔

قول معمول بہ

معاشرتی مسائل و حالات اور مسلم عورتوں کی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حنفیہ میں سے امام کرنی، امام زفر اور امام طحاوی رحمہم اللہ کی آراء کو معمول بہ بنانا انہیں ہے کہ طلاق سکران نافذ نہیں ہوتی۔



فقہاء کی نظر میں طلاق سکران

مولانا محمد عزیز اختر القاسمی ☆

جو شخص نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی طلاق کے واقع ہونے میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آ رہا ہے، چنانچہ حضرت علی، عبد اللہ ابن عباس، امیر معاویہ رضی اللہ عنہم، امام مالک، سفیان ثوری اور اوزاعی وغیرہ حضرات اس کی طلاق کو واقع اور ثابت قرار دیتے ہیں، جب کہ حضرت عثمان غنی، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ اور فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام کرخی، امام طحاوی اور محمد بن مسلمہ وغیرہ حضرات ایسے شخص کی طلاق کو غیر واقع مانتے ہیں اور حضرت امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور امام مالک کا معتد علیہ مذہب یہی ہے، دونوں جماعتوں کے دلائل کے لئے دیکھئے: (بدائع الصنائع ۱۵۹۳، رد المحتار ۴۳۵، اعلیٰ السنن ۱۷۶/۱)۔

تبدیلی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں طلاق سکران کو غیر نافذ مانا جائے اور یہاں تبدیلی احکام کی ضرورت نہیں اور نہ ایک مقلد کو دوسرے امام کی اتباع کی ضرورت ہے، بلکہ ایک ہی مذہب و مسلک کے دو اقوال میں سے اب تک ایک پر عمل ہوتا رہا اور اب ضرورت داعی ہے کہ دوسرے قول پر عمل کیا جائے اور اس طرح عمل کرنے میں خروج عن الشریعت کا الزام ثابت نہ ہوگا۔

☆☆☆

☆ مدرسہ بالاساتھ، بیتا زمعی۔

طلاق سکران اور شریعت کا راجح پہلو

مولانا عطاء اللہ تاقی ☆

بحالت نشہ طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کی بحث میں تین نقاط نظر سامنے آتے ہیں:

- ۱- بحالت نشہ طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نشہ حرام شی سے ہوا ہو۔
- ۲- بحالت نشہ طلاق واقع نہیں ہوتی اگر حرام نشہ آورشی کا استعمال جبراً کرایا گیا ہو۔
- ۳- بحالت نشہ طلاق نہیں ہوتی خواہ وہ نشہ حرام شی سے ہوا ہو۔

پہلا نقطہ نظر

پہلے نقطہ نظر کی بنیاد اصلاً حرام شی کے استعمال پر ہے نہ کہ نشہ آورشی کے استعمال اور نشہ کی حالت پر۔ اسی بناء پر اگر جائز شئی یا دوا کے استعمال سے نشہ ہو جائے تو ایسی حالت میں طلاق کے عدم وقوع کا حکم دیا جاتا ہے۔

دوسرا نقطہ نظر

یہ نقطہ نظر حرام شی کے مطلق استعمال یا نشہ کی کیفیت کے مقابلہ میں معقلہ (مخمر) شخص کے اختیار یا عدم اختیار پر قائم ہے، اور حرام شی سے نشہ کی صورت میں جبکہ وہ نشہ حرام شی سے ہو مگر جبراً استعمال کرایا گیا ہو یا کیا گیا ہو، طلاق کے واقع نہ ہونے کا حکم بطور ایک استثناء پیش کرتا ہے۔

☆ جامعہ عربیہ امداد العلوم، کوپانج، ممب۔

تیسرا نقطہ نظر

تیسرے نقطہ نظر کی بنیاد استعمال نشہ کے اثرات پر قائم ہے، چنانچہ اس کیفیت و حالت کے سبب جو نشہ آورشی کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے (خواہ وہ کیفیت حرام شی سے ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہو) طلاق کے واقع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

طلاق سکران کے سلسلے میں دوسرا نقطہ نظر درحقیقت پہلے نقطہ نظر کا ایک استثنائی حکم ہے۔ پہلا نقطہ نظر ہی امت کے درمیان معمول بہ و مفتی بہ ہے۔ لیکن پہلا نقطہ نظر یعنی طلاق سکران کا نفاذ موجود سماجی تناظر میں اول مرحلہ میں غیر مناسب اور ناموزوں معلوم ہوتا ہے، اسی لئے اکیڈمی کے سوال نامہ میں طلاق سکران کا موجودہ سماجی تناظر میں ایک گہرا جائزہ لیا گیا ہے، اور اس کے ممکنہ پہلوؤں اور گوشوں کو اس انداز میں اجاگر کیا گیا ہے کہ تیسرے نقطہ نظر کی ترجیح اور تائید محسوس ہوتی ہے۔

طلاق سکران نافذ ہے

”وَأَمَّا السُّكْرَانُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَإِنَّ كَانُ سَكْرَهُ بِسَبَبِ مُحْظُورٍ بَانَ شَرِبَ الْخَمْرَ أَوْ النَّبِيذَ طَوْعًا حَتَّى سَكُرَ وَزَالَ عَقْلُهُ فَطُلَاقُهُ وَاقِعٌ“۔

(مخموں شخص جب بیوی کو طلاق دے تو اگر (الف) حرام شی مثلاً شراب یا نبیذ پی ہے (ب) اپنی طبیعت سے پی ہے (ج) اس کی عقل جاتی رہی ہے تو مخموں شخص کی طلاق واقع ہوگی)۔

مذاہب صحابہ

”عند عامة العلماء وعامة الصحابة وعن عثمان أنه لا يقع، وبه أخذ الطحاوي والكرخي وهو أحد قولي الشافعي“۔

(عام علماء اور صحابہ کی اکثریت نفاذ کی قائل ہے اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ طلاق

واقع نہیں ہوگی، امام طحاویؒ اور امام کرہیؒ نے اس کو پسند فرمایا ہے، یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

قرآن کریم سے دلیل

”لنا عموم قوله تعالى عزوجل: ”الطلاق مرتان إلى قوله سبحانه: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره“ من غير فصل بين السكران وغيره إلا من خص بدليل“۔

ہماری دلیل سورہ بقرہ کی آیات نمبر 229 اور 230 ہیں۔ ان آیات میں شوہر کے مخمور ہونے یا مخمور نہ ہونے کا اعتبار کئے بغیر طلاق کو واقع قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے اس عموم سے استثناء بغیر دلیل نہیں ہوگا۔

حدیث شریف سے دلیل

”وقوله عليه السلام: كل طلاق جائز لإطلاق الصبي والمعتوه“ (بدائع

الصنائع ۹۹/۳)۔

نیز حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص کی طلاق ہوتی ہے، سوائے بچے اور پاگل کی طلاق کے۔

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ طلاق سکران کا نفاذ قرآن کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے مؤید ہے اور صحابہ کا اجماع اس کی موافقت میں ہے، اس کے نفاذ کو مؤید بالقیاس کہنا سخت غلطی ہے۔

مختصر یہ کہ طلاق سکران کا نفاذ بھی منصوص مسئلہ ہے، موجودہ معاشرہ کی ذمتوں اور پیچیدگیوں کے پیش نظر اس سے عدول قطعاً مناسب نہیں اور نہ موجودہ حالات عدول کی بنیاد بن سکتے ہیں۔



طلاق سکران سے متعلق نصوص پر ایک نظر

مولانا جمیل احمد علی ☆

طلاق سکران کی صحت و عدم صحت پر کسی طرح کی رائے ذکر کرنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ ان چند نصوص شرعیہ کی طرف اشارہ کر دوں جن کی بنا پر ان دونوں مذاہب میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں مدلل سکے اور یہ کہا جاسکے کہ ملت اسلامیہ کو چاہئے کہ اس مسلک پر اپنے عمل کو شریعت پر عمل تصور کرے، جس کی تائید و توفیق بالا اشارہ ان نصوص شرعیہ سے ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”لا تقربوا الصلوة و أنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء ۴۳)۔

(لوگو! انشہ کی حالت میں نماز سے دور رہو یہاں تک کہ تم اپنی کہی ہوئی بات کو جان سکو)۔

حضرت ماعزؓ کی روایت میں آتا ہے کہ جس وقت انہوں نے اپنے کو خدمت نبوی میں تنفیذ حد کے لئے پیش کیا تھا اس وقت آپ نے ان کے متعلق پوچھا:

”أشرب خمرأ فقام رجل فاستككه فلم يجد منه ريح خمر“ (مسلم ۶۸۲)۔

(آپ نے پوچھا: کیا انہوں نے شراب پی ہے، ایک صحابی کھڑے ہوئے اور سونگھا تو

انہیں شراب کی مہک نہیں ملی)۔

حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس میں حضرت حمزہ نے شراب پی کر ان کے اونٹ کا پیٹ

پھاڑ کر کلیجہ نکال لیا تھا اور آپ ﷺ حضرت حمزہ کو کچھ ملامت کرنے کے لئے جس وقت تشریف لے گئے انہوں نے کہا:

”وہل أنتم إلا عبید لأبی فعر ف رسول اللہ ﷺ أنه ثمل فنکص رسول اللہ ﷺ علی عقبیہ القہقری“ (مسلم ۱۶۲/۲)۔

(حضرت حمزہ نے فرمایا: کیا تم سب میرے باپ کے غلام نہیں ہو، آپ نے جان لیا کہ وہ نشے میں ہیں پھر دبے پاؤں واپس ہو گئے)۔

مذکورہ بالا نصوص شرعیہ کے باوجود ایک غیر تشریحی چیز کو چھوڑنے کے لئے حرج و ضیق و تنگی کو داعیہ و سبب قرار دینے کی میرے ناقص علم کی حد تک کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ شارع علیہ السلام کے نسخہ ”فاسئلوا اهل الذکر“ پر عمل کے لئے ملت اسلامیہ خود مختار ہے بشرطیکہ معمول بہ اجتہاد کا خطا ہونا واضح نہ ہو۔

لہذا اسکران کی طلاق کے عدم وقوع پر ان نصوص کو واضح و صریح کہنے میں اگر تردد و تذبذب ہے تو انہیں اُس مسلک و مذہب کو ترجیح دینے میں مؤید سمجھنے میں تردد نہیں ہونا چاہئے جس کی طرف عدول کے لئے داعیہ و سبب کی تلاش و جستجو ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا وقوع اور وجہ ترجیح

مولانا محمد ارشاد القاسمی ☆

سکران کی طلاق جمہور کے نزدیک اور عند الحنفیہ مفتی بہ قول کے اعتبار سے واقع ہے۔ مذہب حنفیہ بھی یہی ہے۔ محیط کے حوالہ سے ہندیہ میں ہے: ”و طلاق السکران واقع وهو مذهب أصحابنا“ (ہندیہ مصری ۲/۳۵۳)۔

”من غاب عقله بالبنج والافیون فإنه يقع طلاقه“ (بحر الرائق ۳/۲۶۷)۔

مذاہب اربعہ میں راجح یہی ہے (الفقہ الاسلامی وادلہ ۷/۳۶۶)۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق میں عدول عن المذہب

مولانا محمد یوسف ندوی ☆

طلاق سکران کا حکم

یہ مسئلہ دور صحابہ سے مختلف فیہ رہا ہے، چنانچہ صحابہ کرام پھر تابعین عظام اور ائمہ و فقہاء میں اس کے نافذ ہونے اور نہ ہونے کے قائلین کی دو جماعتیں پائی جاتی ہیں، صحابہ میں حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت معاویہؓ اور تابعین میں سعید بن مسیبؓ، حسن بصریؓ، ابراہیم نخعیؓ، عامر شعبیؓ، ائمہ میں سے امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام اوزاعی، سفیان ثوری اور ایک قول امام شافعی و احمد کا بھی وقول طلاق کا ہے، جبکہ دوسری جانب صحابہؓ میں حضرت عثمان غنیؓ، جابر بن زیدؓ اور تابعین میں عکرمہ، عطاء ابو الشعثا، طاؤس، قاسم بن محمد، عمر بن عبدالعزیز، لیث، اسحاق بن راہویہ، امام مزنی، امام طحاوی، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا ایک قول عدم نفاذ کا ہے۔

علت قائلین وقوع

غور طلب بات یہ ہے کہ جو حضرات نشہ کی حالت کی طلاق کو نافذ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک اس حکم کی علت غالباً زحر و تنبیہ ہے، اسی لئے اگر مجبوری یا عذر کی وجہ سے شراب یا نشہ آورشی کا استعمال مباح ہو جائے، جیسے حلق میں لقمہ پھنس کر ہلاکت کا یقین یا ظن غالب ہو اور دیگر حلال مشروب یا تدبیر اسے نیچے اتارنے کی میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں اور بطور دوا و علاج

بعض صورتوں میں شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال مباح ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں اگر مسکر کے استعمال کے بعد عقل زائل ہو جائے اور اس حالت میں مرد اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ نافذ نہیں ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کی غرض زجر اور شوہر کو اس کی معصیت اور فعل حرام کی سزا دینا ہے، اسی وجہ سے مباح صورتوں میں طلاق واقع ہونے کا حکم جو بطور سزا ہے، نہیں لگایا جائے گا، لیکن موجودہ دور میں مطلقہ بلکہ ہزاروں کنواری لڑکیاں عمریں گزار رہی ہیں اور ان سے نکاح کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، طرح طرح کے مطالبات کے بعد کہیں جا کر رشتہ میسر آتا ہے، ایسی صورت میں مطلقہ کی شادی کی راہ میں پیش آنے والی رکاوٹوں اور دشواریوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انتہائی مشکل ہے اور بعد نہیں کہ عمر بھر اس کی شادی دوبارہ نہ ہو پائے۔

نیز دوسری جانب منشیات کی کثرت و بہتات کا یہ عالم ہے کہ گلی کوچوں ہی نہیں بلکہ عصری تعلیم گاہوں میں اس کے عادی اور متوالے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں، شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال فیشن بن چکا ہے، حکومت کی جانب سے بجائے اس کی روک تھام کے اسے فروغ دیا جاتا ہے، اس پر کوئی سزا نہیں ہے، بلکہ نت نئے طریقوں سے اسے زیادہ رائج اور مقبول بنانے کے لئے گویا کہ ایک مقابلہ ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں نشہ کی حالت میں طلاق بہ کثرت ہونے لگی ہیں، اگر دیکھا جائے تو حقیقتاً حکم طلاق سے سزا مجرم کو نہیں بلکہ اس کی بے گناہ بیوی اور معصوم بچوں کو ملتی ہے جو اس ناکردہ گناہ کی سزا میں اکثر زندگی بھر درد بردر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، ان کی کفالت، تعلیم، تربیت، تہذیب و تہذیب سب برباد ہو کر رہ جاتے ہیں تو وقوع طلاق کا جو منشاء و عرض ہے اس کے بالکل برعکس نتیجہ برآمد ہوتا ہے شوہر جو مجرم ہے وہ تو آسانی سے دوسری شادی رچاتا ہے اسے کوئی دقت و زحمت، تنگی و سختی اٹھانی نہیں پڑتی جبکہ مستحق سزا مجرم وہی ہے۔

ان حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ اس مسئلہ میں ان صحابہ و فقہاء کے قول کو اختیار کر کے

اس کا شرعی حل تلاش کیا جائے جو اس کو غیر نافذ مانتے ہیں اور مسلم معاشرہ میں پھیلنے والے اس فساد اور ناسور کو ختم کیا جائے، جب احکام شرعیہ میں اسکے نظائر موجود ہیں کہ اشد ضرورت اور اضطرار کی صورت میں دوسرے مسلک کے امام کے قول کو فتویٰ کے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے جیسے مفقود الخیر کی بیوی کے مسئلہ میں حنفیہ، امام مالک کے قول پر فتویٰ دینے کی اجازت دیتے ہیں تو اس صورت میں جبکہ حضرت امام شافعی، امام احمد کے معتمد قول کے مطابق نیز امام کرخی، امام طحاوی کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ رد المحتار میں بعض کتب سے اس کا مفتی بہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اسے اختیار کیا جاسکتا ہے۔

حالات و زمانہ کا تغیر، اخلاق و احساس ذمہ داری کا انحطاط، مطلقہ عورت کے نکاح ثانی کی مشکلات، عدالتی کارروائیوں کا طویل و دشوار الجھاؤ اور طلاق کے بعد معصوم بچوں کی بد حالی و پریشانی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان اور ایسے ممالک جہاں بے راہ روی عام، شراب و منشیات فیشن ہیں اور اس کی ترویج و عام و مقبول کرنے کے وسائل بکثرت ہیں شراب نوشی پر کوئی سزا نہیں، بلکہ ہر طرح اس کی پرورش اور اشاعت کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے طلاق کے متعدد واقعات نشر کی وجہ سے پیش آتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ، لیث بن سعد، اخطق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) علماء شوافع میں امام مزنی، امام ابو ثور، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو اپنایا جائے اور اس پر فتویٰ دیا جائے تاکہ ان پریشانیوں کا خاتمہ ہو اور عورت کو ان مشکلات سے بچایا جائے اور ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے پیروکاروں کے لئے اسی کے قبول کرنے میں ان کے لئے خروج من المذہب بھی لازم نہیں آتا کہ امام احمدؒ کا معتمد مذہب اور امام شافعی کا ایک قول اور حنفیہ میں امام طحاوی اور امام کرخی کا نقطہ نظر نشر کی حالت کی طلاق کے عدم نفاذ کا ہے۔



طلاق سکران اور اختلاف ائمہ

مولانا شویر عالم قاسمی ☆

بغیر ضرورت کے محض سرور اور مستی کے لئے شراب پی جائے اور نشہ آجائے تو اس صورت میں طلاق دینے سے طلاق پڑے گی یا نہیں؟ صحابہ تابعین اور ائمہ حضرات کے درمیان اس میں اختلاف ہوا ہے۔

پہلی روایت: طلاق واقع ہو جائے گی، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہی منقول ہے، شعبی، نخعی، امام مالک، ثوری، اوزاعی، امام ابوحنیفہ و صاحبین اور امام شافعی کا ایک قول ہے (دیکھئے: المغنی ۸/۲۵۵)۔

دلائل

۱- ”لقول النبی ﷺ كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه“۔

۲- ”لأن الصحابة جعلوه كالصاحي في حد القذف“۔

۳- ”قال ابن عباس: طلاق السكران جائز“ (المغنی ۸/۲۵۵، ۸/۲۵۶)۔

دوسری روایت: طلاق واقع نہ ہوگی، حضرت عثمانؓ کا یہی قول ہے، یہی عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ الانصاری، لیث، اسحاق، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا صحیح مذہب ہے (المغنی ۸/۲۵۶)۔

دلائل

۱- ”قال عثمان: ليس لمجنون ولا لسکران طلاق“ (اعلاء السنن ۱۱/۱۷۵)

مطبع ادارۃ القرآن کراچی پاکستان۔

۲- ”لأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم“۔

۳- ”لأنه مفقود الإرادة أشبه المکره“

۴- ”لأن العقل شرط التكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أو نهی

ولا يتوجه ذلك إلى من لا يفهمه، ولا فرق بين زوال الشرط بمعصية أو

غيرها“ (المغنی ۸/۲۵۶)۔

میرا ذاتی خیال اور رائے یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے مسلک کو جو عند الحنفیہ

مفتی بہ ہے باقی رکھا جائے اور حالت سکر میں وقوع طلاق نافذ ہو۔

☆☆☆

طلاق سکران اور ائمہ کا نقطہ نظر

مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی ☆

معاشرہ کی حالت سے متعلق جو تفصیلات درج ہیں ان سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا، واقعی لڑکیوں کی پہلی شادی اہم ہے، چہ جائے کہ مطلقہ کی شادی اور یہ بات بھی معقول ہے کہ سکران چونکہ نشہ میں ہوتا ہے اور اس کی عقل مختل ہو جاتی ہے اس لئے اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے، ائمہ کا اختلاف آثار اور اجتہاد پر مبنی ہے، اسی لئے مسئلہ مجتہد فیہ ہے، لہذا موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے عدم وقوع کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جبکہ فقہ حنفی کا بھی ایک قول ہے، لہذا معاشرہ کی ایک ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

☆☆☆

☆ خادم مدرسہ نور العلوم مدھولیا نیپال۔

نشہ کی طلاق کا وقوع اور زجر و توبیح

مولانا محمد یعقوب قاسمی ☆

۱- موجودہ حالات میں معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالت پر نظر رکھتے ہوئے میں مذکورہ جملہ تفصیلات سے بالکل یہ متفق ہوں، اسی مسئلے پر عمل کیا جائے اور امت کو اسی کی ترغیب دی جائے۔ ہمارے فقہاء حنفیہ طلاق سکران کو مطلق واقع کرتے ہیں، وہ فرماتے: ”انہ زال بسبب هو معصية فجعل باقيا حکما زجرا له“ (الہدایہ ۳۳۹/۲ کتاب الطلاق)۔

اگر بطریقہ زجر و عقوبت طلاق سکران واقع کر دی جائے تو زجر و عقوبت مرد کے ساتھ خاص نہیں ہوتا، بلکہ اس کی وجہ سے عورتوں کو کافی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خصوصاً ہندوستان کے دور حاضر میں جبکہ لڑکیوں کی شادی کے لئے ایسی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے جس سے پورا معاشرہ پریشان ہے۔

نیز جو لڑکیاں نالائق شوہروں کے ساتھ ہوتی ہیں ان کے شوہر اگر شراب پی کر طلاق دے دیں تو وہ ایسے حالات میں بھی فرقت گوارا نہیں کرتی اور معاملہ کو دبا کر باہم ازدواجی زندگی گزارتی ہیں، اگر طلاق سکران واقع کر دی جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے زانی اور زانیہ ہوں گے، پھر ایسی زجر و عقوبت کیوں کی جائے جس سے بے قصور عورت پر ناقابل برداشت پریشانیاں آئیں، جبکہ زجر و عقوبت کے لئے شریعت کی مقرر کردہ حد تعذیری کافی ہے۔

لہذا ان دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے کیوں نہ طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا جائے، جبکہ

دو صحابہ اور امام کرخی و امام طحاوی کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ طلاق سکران واقع نہ ہوگی۔ اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، اس لئے کہ ارادہ کا صحیح ہونا عقل کے ساتھ ہے اور وہ شخص زائل العقل ہے، پس ایسا ہو گیا جیسے اس کی عقل بھنگ یا دوا سے زائل ہو گئی ہو۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق

مولانا محمد ارشد قاسمی

طلاق سکران کے باب میں علامہ کاسانی اور علامہ ابن تیمیہ یہ دونوں اپنے اپنے مسلک کے مطابق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عام صحابہ کا یہی مسلک ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں مسلک عام صحابہ کا ہو جائے، یہ تو تعارض ہے، البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ عام صحابہ کا نہیں، بلکہ یہ ان دونوں کا اپنا مسلک ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب کافتویٰ عرض میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل نہیں ہیں جب کہ ”نظام الفتاویٰ“ میں مفتی نظام الدین صاحب کا ایک فتویٰ بہت ہی صراحت کے ساتھ مفصل اور مدلل موجود ہے جس میں وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل یقینی طور پر ہیں، ممکن ہے انہوں نے رجوع کیا ہو جس کا علم مجھے نہ ہو۔ اس کے بعد بات آتی ہے فیصد پر، تو جہاں تک طلاق سکران کا فیصد ہے تو اس سلسلہ میں جب ہم نے مرکزی دارالافتاؤں سے رابطہ قائم کیا تو دارالعلوم دیوبند میں حضرت مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی نے مجھے بتایا کہ یہاں کا فیصد جو ہے مشکل سے ایک فیصد ہوگا، حضرت مفتی مظفر صاحب سے پوچھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک فیصد یا بہت زیادہ توسع سے کام لیا جائے تو دو فیصد ہوگا، اسی طرح مفتی حنیف صاحب جو کہ ”ریاض العلوم گورنری“ کے مفتی رہ چکے ہیں اور اس وقت بیت العلوم سرانے میر کے شیخ الحدیث ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ چالیس سالہ دور میں ایک فیصد بھی مشکل سے نکلے گا۔

یہ تو فیصد کے متعلق بات ہوئی، اسی طرح ندوۃ العلماء میں مفتی ظہور صاحب سے رابطہ کرنے پر پتہ بھی چلا کہ ایک فیصد بمشکل ہوگا، اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہمارے ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ یہ کہا گیا ہے کہ آج کے دور میں سزا کی مختلف مصلحتیں ہیں، یہاں سزا کی ایک مصلحت یہ ہے کہ وہ مبتلی بر کی اصلاح کا ذریعہ بنے، اسی طرح ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شخص چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد وہ دوبارہ چوری کرتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے اگر صرف سزا اور اصلاح مقصد ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم نہ ہوتا کہ اس کا پاؤں کاٹا جائے یا پھر سہ بارہ چوری میں مزید اور سزا دی جائے، سکران کے سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اصلاح کا یہی نیا فتویٰ حالات کے تحت دیں تعلیم کو عام کیا جائے، جہالت کو دور کیا جائے، اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جائے اور علماء اسی طرح عملی طور پر دوسری جدوجہد کریں۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

آپ نے جو حضرات صحابہ کے آثار کی نسبت سے جو تعارض والی بات فرمائی ہے دراصل بہت سے مسائل میں ایسا ہوتا ہے کہ نسبت میں اپنے علم و تحقیق کے مطابق تحقیق کرنے والا بسا اوقات پوری جماعت کی طرف کسی مسئلہ کی نسبت کر دیتا ہے بعض مرتبہ دو آراء تھوڑے بہت فرق کے ساتھ تفصیلات میں ہوتی ہیں اور ایک رائے ایک آدمی کے علم میں آئی اور اس کے تحقیق پر اعتماد کیا اور اسے لکھ دیا اور دوسری بات دوسرے محقق کے علم میں آئی اور انہوں نے ویسا ہی لکھ دیا، تو ایسا علم و تحقیق کے باب میں ہوتا رہتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ اور دوسرے بعض حضرات کے قول جو تفصیل یہاں آئی ہے، ظاہر ہے کہ مقالہ نگار حضرات نے باحوالہ اس کو لکھا ہے، یہ باہم معارض نہیں ہیں، جہاں تک سوال ہے مفتی نظام الدین صاحب کی

رائے کا ذکر عرض میں آیا اور آگے جو آپ نے تفصیل فرمائی ہے، تو یہ بات پہلے آپ کی ہے کہ اصلاً یہاں گفتگو دلائل کی جو ترتیب و تحقیق ہے اس کی بنیاد پر نہیں، بلکہ ماحول و معاشرہ اور ہمارے جو حالات ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مقالہ نگاران کہ جن کی تعداد ستر کے اوپر ہے اس میں تقریباً دو ٹکٹ حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہے، اگرچہ اس میں کچھ حضرات قطعی طور پر، یعنی مطلقاً عدم وقوع کو کہتے ہیں، لیکن ایک بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جو اصلاً اس بات کے قائل ہیں کہ طلاق واقع ہوتی ہے، لیکن سوال میں جو ترتیب پیش کی گئی ہے، جو پس منظر رکھا گیا ہے، جو مقصد ہے ذہن میں اس کی وضاحت کی گئی ہے، اس کے مد نظر اس میں یہ رائے بہت سے حضرات نے اپنائی ہے اور جیسا کہ آپ نے بھی ابھی سماعت فرمایا ہے کہ بعض حضرات نے تفصیل بھی کی ہے، جیسے مولانا جنید صاحب وغیرہ، لہذا مفتی صاحب کی ایک رائے جو آپ ان کے فتاویٰ کے حوالہ سے نقل کر رہے ہیں جس میں وقوع کی بات آئی ہے اور یہ دوسری رائے سوال کے مد نظر ہے، مفتی صاحب، اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت سے رکھے وہ اکیڈمی کے سوالوں کا جواب بڑے اہتمام سے اور بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم سب کے مقابلہ میں کہیں جلدی اور پوری تحقیق کے ساتھ بھیجا کرتے ہیں، لہذا کوئی اعتراض ان کا اس پر نہیں ہے۔

مفتی سعید الرحمن فاروقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، سکران کے طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ یا اقوال جو ذکر کئے گئے ہیں اس کی بنیاد خاتون سے رفع حرج ہے، لیکن ایک حرج تو یہ پیدا ہوگا، ایک حرج دور ہوگا تو دوسرا حرج یہ پیدا ہوگا کہ عامۃً جو لوگ طلاق دیں گے وہ اسی کو اپنا بہانہ بنا لیں گے اور ایسے واقعات میرے سامنے خود پیش آئے ہیں، پوچھا گیا طلاق دی، کہا ہاں، کتنی دی، الفاظ یاد ہیں، یاد ہیں، کس وقت دیا تھا یاد ہے اس کے بعد کہا کہ ہم نے نشہ میں طلاق دی تھی، تو عامۃً ایسا مزید بڑھ

جائے گا کہ طلاق دینے کے بعد آدمی اپنے آپ کو حربے کے طور پر اس عذر کو پیش کرے گا کہ نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے اس لئے اگر ایک حرج دور کیا جانے کے لئے اس کو اختیار کیا جائے تو دوسرا حرج عام طور پر عموماً بلوی کی وجہ سے پیدا ہوگا۔ اس لئے مفتی بہ قول سے عدول کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، دوسری بات جو میں سمجھتا ہوں کہ جن حضرات کا عدم وقوع کا قول ہے اس کی بنیاد ہے کہ عورت کو سزا نہیں، بلکہ مرد کو سزا نہیں، بلکہ ساری سزائیں عورت پر گزرتی ہیں اس سے اتفاق نہیں ہے، اس لئے کہ عورت کو بعض مرتبہ شرابی سے نجات ملتی ہے، راحت ملتی ہے اور مرد کو یہ سزا ملتی ہے کہ معاشرہ اس کی بدتمیزی کی وجہ سے آئندہ کوئی اس سے اپنی لڑکی کو اور اپنے خاندان کو اس سے متعلق اور منسوب نہیں کرنا چاہتا، اس طرح زندگی بھر وہ آج کے بگڑے ہوئے معاشرہ میں بھی مردود سمجھا جاتا ہے کہ اس نے نشہ کیا اور بیوی کو اس حالت میں طلاق دی اور یہ آدمی ایسا نہیں کہ اس کے حوالہ کوئی اپنی لڑکی کر سکے، آئندہ پھر یہ طلاق دے گا پھر یہ مصیبتیں آئیں گی، تو اس طرح وہ اپنی سزا کو بہر حال بھگتے گا کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی رشتہ کرنے کے لئے ہی تیار نہ ہو اور اس خاتون کے لئے یہ عذر ہوگا کہ وہ بہت شریف تھی مہذب تھی اور اس کا کوئی جرم نہیں ہے، شوہر نے بد عقلی بدحواسی میں طلاق دی ہے، شریف ہے، لہذا اس کا رشتہ کہیں ہو جانا چاہئے تو اس کے لئے تو ہمدردی ہوگی، مگر شوہر کے لئے کسی طرح کے معاشرہ میں کوئی ہمدردی نہیں ہوگی، اس طرح سے شوہر کی یہ سزا ہوگی، یہ اگرچہ شرعی طور پر تعزیر کے حد میں نہیں، مگر معاشرتی طور پر یقیناً مطلوب ہے اور اس سے شراب کے چھوٹنے کی امید بھی کی جاسکتی ہے، لہذا مفتی بہ قول سے عدول کی وجہ ضرورت کو بیان کرنا میں سمجھتا ہوں کہ درست نہیں ہے، ہم ممبئی میں ہیں وہاں کے دارالافتاء میں میرے پاس بھی مفتی عزیز الرحمن صاحب کے پاس بھی جب کہ ممبئی کا ماحول بہت بگڑا ہوا ہے وہاں شراب عام ہے، لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس واقعہ یہ ہے کہ سو میں ایک یا دو ہی یہ سوال آتا ہوگا کہ نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، نشہ کا جو معیار قائم کیا گیا ہے، وہ قول

ہے: ”من لا یفرق بین السماء والأرض والرجل والمرأة“ اور ہڈیان پر جو مجموعی صورت حال ہے اس میں بھی عجیب بات ہے کہ اگر آدمی نشہ کی حالت میں ہو تو میرا مشاہدہ یہ ہے کہ نشہ کے باوجود وہ احترام سے سلام کرتا ہے، بہت ساری باتوں کو سمجھتا ہے اور بہت سارے احوال سے باخبر ہوتا ہے صرف وہی ”من لا یفرق بین السماء والأرض“ ہو سکتا ہے جس نے پہلی بار شراب پی ہو یا شراب معمول سے کہیں زیادہ پی لی ہو، ایک اور بات عرض ہے کہ اس سلسلہ میں عامۃً شرعی قانون کے علاوہ قانون بھی یہ ہے کہ اگر کسی نے شراب کی حالت میں کوئی جرم کیا ہو تو اس کا معاوضہ ہونا چاہئے، شریعت نے بھی مواخذہ کیا ہے اس کا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ عدول کی نہ ضرورت ہے، نہ ایسے احوال، بلکہ شاید اسلامی قانون کی ہمہ گیری میں ہمارے اس حکم کے بعد تھوڑا فرق پیدا ہو کہ اچھا اگر وہ شرابی کسی کو قتل کر دے تو شریعت سزا دے گی یا نہیں، کسی کے ساتھ بدتمیزی کرے، گالیاں دے تو اس کو سزا ملے گی یا نہیں اگر طلاق مانی نہیں جاتی یا مکلف قرار نہیں دیا جاتا تو دوسری چیزوں میں اسے مکلف کیسے قرار دیا جاسکے گا؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سنجیدگی سے فقہ اکیڈمی کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایک حرج کے رفع کرنے کے بعد دوسرے بہت سارے حرج اور بہت ساری مشکلات خود شریعت کے لئے اور عوام کے لئے پیدا نہ ہوں۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب:

یہ تو صحیح ہے کہ رخصت کا جب کوئی پہلو آدمی کے سامنے آجاتا ہے تو بہت جلد اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، طلاق کے جو مسائل سامنے آتے ہیں اور استفسار ہوتا ہے تو اس میں ظاہر ہے کہ طلاق دینے والے جن لوگوں سے قضیہ کا تعلق ہوتا ہے وہ طرح طرح کی باتیں ایسی کرتے ہیں، جس کو وہ گویا اپنے آپ کو اپنی مصیبت جو آپڑی ہے اس سے نکالنا چاہتا ہے، لیکن

ظاہر ہے کہ اس قسم کا کوئی فیصلہ اگر کیا جاتا ہے تو اس میں یہ بات نہیں کہی جائے گی اور نہیں کہی جانی چاہئے، جس کے سامنے استفتاء آئے گا وہ اس کی تحقیق کرے گا، قضیہ دارالقضاء میں جاتا ہے تو تحقیق ہوتی ہے دارالافتاء میں مسئلہ آئے گا تو ظاہر ہے کہ مفتی کی ذمہ داری ہے کہ اپنی وسعت بھر معلومات کرے، اطمینان حاصل ہونے کے بعد ہی کہ آیا یہ طلاق کس حالت میں دی گئی نشہ کی حالت میں دی گئی، غصہ کی حالت میں عام طور سے طلاق دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں بعض جزئیات جو غصہ کے دیوانگی کے حد تک پائے جانے کے ہیں جس میں عدم وقوع طلاق کی بات آتی ہے ظاہر ہے وہاں استفسار و تحقیق کے بعد ہی مفتی حکم لگا تا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو فرمایا کہ بھائی سزا کا پہلو تو یہاں عورت کے حق میں نہیں سمجھ میں آتا، عام طور سے یہ بات ہمارے معاشرہ کے اندر لوگوں کے علم میں رشتہ وغیرہ کے نسبت سے پائی جاتی ہے، اس میں بہر حال جو بات فرمائی گئی تھی عورت کے لئے یہ ہوگا کہ وہ مجبور و معذور تھی، ہوا رشتہ ٹوٹا وغیرہ وغیرہ اس اعتبار سے اس کا رشتہ جلدی ہو سکتا ہے، حالات ایسے نہیں ہیں اب تو معاشرہ ایسا ہو گیا ہے کہ آپ کا سابقہ پڑتا ہوگا کہ بچی کا رشتہ پہلے مرحلہ میں جب ہونا ہے، لوگ بات کرنے کے لئے آتے ہیں یونہی ابتدائی مرحلے میں انکار کر دیتے ہیں تو بچی عیب دار قرار پاتی ہے۔ معاشرہ ہمارا ایسا بھی ہو گیا ہے کہ کسی کے رشتہ گولڑکی کے رشتہ کہنے لوگ گئے اور خدا نخواستہ کسی وجہ سے وہاں شادی نہیں ہو سکی، اس کے نتیجہ میں بھی بچی عیب دار بن جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ لڑکی یا وہ عورت جس پر طلاق کا دھبہ لگ چکا ہو بہت کم لوگ ہمدلے معاشرہ میں اس کو دوبارہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، اس لئے بہر حال ابھی تو گفتگو ہو رہی ہے جو فیصلہ ہوگا اس میں اس کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

ایک بات پھر سے عرض ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ شخص شرابی یا نشہ کا عادی ہے تو آپ مفتیان کرام ہیں، آپ ہی فرمائیں کوئی اپنی لڑکی دینے کے

لئے تیار ہوگا؟

مگر آج کل سب کچھ ہوتا ہے، مرد کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہے، بہت سی صورتیں موجود ہیں، لڑکی والے کن کن بنیادوں پر رشتہ کر دیتے ہیں یہ لڑکی والے سے پوچھا جاسکتا ہے، سب ہوتا ہے۔

مولانا ریاض احمد

ابھی اس سے پہلے یہ عرض کیا گیا کہ طلاق سکران کے عدم وقوع کی علت عورت سے رفع حرج ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر یہ بات کہی گئی میں اس کی تائید کے لئے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ طلاق سکران کے عدم وقوع کے سلسلہ میں عورت سے رفع حرج یہ ایک جزوی امر ہے، ورنہ اس کی بنیادی وجوہات دوسرے ہیں، ان میں سے پہلی اور بنیادی وجہ یہی ہے کہ جملہ افعال کی صحت کے لئے عقل سلیم شرط ہے اور سکران ان دونوں سے عاری ہوتا ہے، اسی بنیاد پر اس کی طلاق یا اس کے دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوتے، چنانچہ نص اور اجماع دونوں سے ہی ثابت ہے کہ سکران کی عبادت صحیح نہیں اور اس کی علت خود قرآن کے بیان کے مطابق اس کا اپنی کہی ہوئی بات کا عدم شعور ہے اور جس شخص کی عدم عقل کے باعث عبادت باطل ہو اس کے دوسرے عقود بدرجہ اولیٰ باطل ہوں گے، لیکن اس کے خلاف نہیں ہوتا، اسی بنیاد پر تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی جس کی عقل بغیر نشہ مثلاً جنون، بیہوشی اور نیند یا ایسے نشہ کے ذریعہ زائل ہوگئی ہو جو کسی مباح شے کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا اس چیز کے استعمال میں وہ معذور ہو، مثلاً ایسا مشروب استعمال کر لیا جس کے نشہ آور ہونے کا اسے علم نہیں تھا یا اسے شراب نوشی پر مجبور کر دیا گیا تو صرف یہ صورتیں متفق علیہ ہیں، مختلف فیہ صورت صرف یہی ہے کہ وہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی حرام شے کا استعمال کر لے اور اس کی وجہ سے اس کو نشہ پیدا ہو اس میں اختلاف کیا گیا

ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس طرح سے مباح شئی کے استعمال سے یا اس استعمال سے جس میں وہ معذور ہو اس کی عقل زائل ہوتی ہے، اسی طرح حرام شئی کے استعمال سے اس کی عقل زائل ہوتی ہے اور مباح شئی کے استعمال پر اس کی طلاق کے عدم وقوع کی جو علت فقہاء نے ذکر کی ہے وہ یہی کہ اس کو عقل نہیں ہے، تمیز نہیں ہے، اس لئے واقع نہیں، اب یہاں پر بھی اس کی عقل و تمیز سلب ہو چکی ہے۔

ایک چیز اور یہ بات جو کہی گئی کہ سکران اگر کوئی جرم کر لے تو اس صورت میں وہ مستحق عقاب ہوتا ہے، میں اس کے تعلق سے یہ کہنا چاہوں گا کہ سکران اپنے اسی جرم پر مستحق عقاب ہوتا ہے جن سے اجتناب کا بحالت تکلیف وہ مکلف تھا، شراب پینے سے پہلے جن جرائم کے اجتناب کا وہ مکلف تھا اس وجہ سے اس میں عموم پیدا کرنا یہ چیز بہر حال درست نہیں۔

نیز ایک تیسری چیز ہے فقہاء نے جو یہ بات کہی ہے کہ اس کی سزا کے طور پر یہ ہے کہ اس کی طلاق نافذ کر دی جائے تو یہ بات تو بہت ہی بدیہی ہے کہ شراب نوشی یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت میں متعین ہے اور نصوص کی صراحت کے مطابق یہ سزا نفاذ طلاق اور زوجین کے درمیان تفریق کے لئے قطعاً رکھی ہی نہیں ہے۔ پورے کتاب و سنت کے ذخیرے میں اس طرح کی کوئی مثال فراہم نہیں ہو سکتی ہے دوسری بات یہ کہ عرض میں بہت سے مقالہ نگاروں کے حوالہ سے یہ بات کہی گئی کہ حضرت علیؑ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حضرت علیؑ کا وہ کونسا اثر ہے جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، ان کا ایک اثر جسے امام بخاریؒ نے صحیح میں تعلقاً ذکر کیا ہے، اور اسی کو امام بغویؒ نے مسئلہ بیان کیا ہے وہ اثر ہے: ”کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه“ یہ اثر ہے اگر اس سے استدلال ہے لفظ معتوه سے تو بہر حال یہ استدلال بھی درست نہیں ہے، اس لئے کہ معتوه کو مغلوب علی عقلہ کہا جاتا ہے اور سکران بھی مغلوب ہوتا ہے اپنی عقل پر، لہذا جو لوگ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علیؑ اس

کے وقوع کے قائل تھے وہ اس کی وضاحت کریں۔

ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين۔

طلاق سکران کے مسئلہ پر ناچیز کی رائے اکثریت کے ساتھ ہے، لیکن ایک خلش میرے ذہن میں رہی جس کو میں اس مجمع کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر شوہر اور عورت کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو کہ کس مسئلہ کو مانیں تو کیا ہم بیوی کو اختیار دیں اس کا کہ وہ مثلاً یہ مانیں کہ طلاق واقع ہوگئی، اس کو قبول کر لے؟ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ شوہر کے سلسلہ میں بھی واقع نہیں ہوئی، دوسری یہ کہ اگر تعزیر ہی مقصود ہے تو کیا بیوی کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ اگر وہ سمجھتی ہے کہ علاحدگی سے اس کی تعزیر ہوگی تو وہ علاحدگی اختیار کرے، الگ ہو جائے، اس کو اختیار دیا جائے، یا اگر وہ ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس کے ساتھ رہ سکے، یہ دو باتیں تھی۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، میرے نزدیک طلاق سکران کے عدم وقوع کے دلائل روایت اور درایت دونوں ہی پہلوؤں سے زیادہ قریب ہیں، بمقابلہ وقوع کے، جہاں تک روایت کا سوال ہے تو ”مغنی“ کے حوالہ سے وہ بات آچکی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ، من حدیث علی رضی اللہ عنہ ہے تو روایت کے پہلو سے تو اس کو تقویت حاصل ہوتی ہے، دوسرے نصوص کے لحاظ سے بھی وہ بات آچکی ہے کہ جب قرآن شریف میں یہ کہا گیا ہے کہ ”یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون“ (سورہ نساء: ۴۳)، تو سوال یہ ہے کہ جب حالت سکر میں نماز ادا نہیں ہوتی ہے تو طلاق کیسے واقع ہو سکتی ہے؟ دوسری بات جو حدیث سے ثابت ہے حضرت ماعز اسلمی اور غامدیہ کے واقعہ میں وہ بہت ہی معنی خیز ہے، اس

مسئلہ کی تفہیم میں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ بھائی دیکھو کہ ان کے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے، اس کا مطلب یہ تھا کہ شراب کی بو کا آنا اس بات کے لئے معلوم کرنا ہے کہ ان کو اس حد سے مستثنیٰ قرار دیا جائے، گویا وہ اس وقت حکم شرعی کے مکلف قرار نہیں پائے تو اور جن نصوص میں یہ کہا گیا ہے الطلاق مرتان، یا یہ کہ ”فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان“ (سورہ بقرہ: ۲۲۹) وہ عام حالات کے لئے ہے، ان دلائل کی روشنی میں اس عام کو خاص کیا جانا چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ سوال اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں ”أوفق بالمصلحة“ رائے کیا ہے؟ اور اس سلسلہ میں حضرات علماء کرام کو اور پینل رائے بنانے کی زیادہ فکر ہونی چاہئے، بمقابلہ اس کے کہ ہمارے بزرگوں کی رائے سے استفادہ ضرور ہونا چاہئے، لیکن اس پر انحصار نہیں ہونا چاہئے، میرے نزدیک ہندوستان کے موجودہ حالات میں مصلحت اس کی متقاضی ہے کہ عدم وقوع کی رائے دی جائے، اور یہ دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ جیسا کہ خود مولانا اسعدی صاحب نے فرمایا ہے کہ بہر حال معاشرہ کی گراؤٹ کے تحت شراب نوشی کا استعمال بڑھا ہے اور نوجوان طبقہ میں بھی خاصا اس کا اثر ہو گیا اور خوشحال طبقہ میں بھی اس کا اثر ہو گیا ہے، اب دوسرے ایک یہ کہ طلاق واقع ہو جائے اور بیوی یا اس کی شادی کا مسئلہ کھڑا ہو جائے اور شادی کے مسئلہ کے بارے میں بار بار کہا جا رہا ہے، لیکن اس سے بڑا مسئلہ بچوں کا ہے اور مسلمانوں کے جو بچے جرائم اطفال کا شکار ہو رہے ہیں بچہ مزدوری کر رہے ہیں اور وہ مختلف نشہ کی عادتوں میں ملوث ہو رہے ہیں قلبی کام کر رہے ہیں ہم سب اس سلسلہ میں میڈیا سے واقف ہیں ان کو اس کا اندازہ ہے تو اس بنا پر ضرر کا پہلو بہت ہی غالب ہے تو سوال عورت کے صرف مفاد کا نہیں ہے، بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے معاشرت کا سوال ہے، ان کے بچوں کے مستقبل کا سوال ہے، میرا ذاتی تجربہ ہے علی گڑھ کے اندر ہندوستان میں پندرہ کروڑ لوگ جھگیوں میں رہتے ہیں، چھوٹے مکانوں میں رہتے ہیں جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے سب لوگ جانتے ہیں، ذاتی

طور پر مجھ کو یہ بات معلوم ہے کہ صرف علی گڑھ میں بہار کا غریب طبقہ جو رکشہ وغیرہ چلاتا ہے جھگیوں میں رہتا ہے اس جاڑے کے موسم میں وہ سردی سے بچنے کے لئے شراب پیتا ہے اپنی غربت کی وجہ سے زمین پر سوتا ہے، اور اس کی سردی سے بچنے کے لئے شراب پیتا ہے، یہ میری ذاتی معلومات ہے، اب دو سوال یا تو وہ شرابی شخص جس نے شراب پی کر اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ وہ شرابی بھی ہے اور اسی حالت میں اپنے بچوں کی پرورش اور کفالت بھی کر رہا ہے، اگر ہم طلاق کو واقع قرار دیں تو اس کا جو حال ہے جیسا رہے گا ویسے ہی رہے گا یا بہتر یہی ہو سکتا ہے کہ طلاق نافذ نہ ہو، کیونکہ اس کے نتیجہ میں جو بیوی بے سہارا ہوتی ہے اس سے بڑھ کر بچے بے سہارا ہو رہے ہیں، ہمارے حضرات علماء کرام کو اس بات پر بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ جرائم اطفال اس وقت ہندوستان میں بہت سنگین مسئلہ ہے اور اس میں ہمارا اثر بہت زیادہ ہے تو عدم وقوع کی دلیل اس مصلحت کو بھی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے کہ مسلمان معاشرہ خواتین کے بے سہارا اور ان کے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں کو جرائم اطفال سے بچایا جائے، اس کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ شراب نوشی کی تمام برائیوں کے اعتراف کے باوجود اس طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ متفقہ دیا جانا چاہئے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

نشہ کی حالت میں طلاق کی بابت اوسط کا جو سوال تھا اس میں کچھ حضرات نے وضاحت کی ہے اور بعض حضرات نے تحریریں بھی بھیجی ہیں، اس میں جن حضرات کی گفتگو سامنے آئی ہے اس میں اور بعض مقالہ نگار حضرات نے اس پہلو کو لیا بھی ہے کہ اس میں بعض قبائل، بعض آبادیوں اور بعض مقامات میں اوسط جیسے ابھی مولانا سلطان احمد صاحب نے فرمایا اس قسم کے لوگ اور اس طرح بعض خاص علاقوں میں چلتے پھرتے بھی ہمارا گذر ہوتا ہے تو ہم وہاں کھلے عام

یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہاں شراب نوشی کا اوسط زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے نتیجے میں یہ مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اور یہ جو بات بار بار آرہی ہے کہ ہمارے ماحول و معاشرے کے جو حالات ہیں اس کے پس منظر میں یہ سوال ہے اس میں ظاہر ہے کہ صرف یہ بات ملحوظ نہیں ہے اور نہ ہی رہنی چاہئے کہ جس عورت کو طلاق ہو جاتی ہے دوبارہ اس کا رشتہ نہیں ہوتا، مسئلہ صرف اس کی ذات تک نہیں رہتا آج کل خاص طور سے جب رشتہ ختم ہو جاتا ہے تو مکمل دو گھرانے ٹوٹ جاتے ہیں اور عورت اور اس کے ساتھ بچے اور بکثرت ایسا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ لحاظ بھی نہیں ہوتا ہے کہ بچے ہیں کیا ہیں اور طلاق ہو جانے کے بعد پھر نہ تو باپ اور نہ اس کے گھر والے مرد کے ان بچوں کی ذمہ داری اڑھنے کو۔ حالانکہ شرعاً ان پر ذمہ داری ہوتی ہے۔ تیار ہوتے ہیں، تو بات صرف عورت کی تہا نہیں ہے کہ اس کا رشتہ نہیں ہوگا اس کے پیش نظر یہ سوال ہے، بلکہ اس کے ساتھ جو اور سارے مسائل ہیں بچوں وغیرہ کے جن کی وجہ سے لوگ اس قسم کے بہانے تلاش کرتے ہیں یا سہارے لیتے ہیں بعد میں طلاق دے دی اور پھر اس کے بعد احساس ہو رہا ہے یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ابھی جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا موضوع ہے طلاق سکران، یعنی نشہ کی حالت میں طلاق کا واقع ہونا اور بتایا گیا کہ اس کا اوسط مختلف دارالافتاء اور مفتیان حضرات کے یہاں ایک فی صد یا دو فی صد ہے، طلاق کے ضرر کا جہاں تک تعلق ہے جس سے عورت یا اس کے بچوں کو پہنچتا ہے تو فی نفسہ طلاق کی کثرت یا بیجا طلاق ہمارے معاشرہ میں کن وجوہ کی بنیاد پر زیادہ ہیں اس کو دیکھنا چاہئے، غصہ میں طلاق دی جاتی ہے، تلک اور جہیز نہ ملنے کی وجہ سے طلاق دی جاتی ہے، دوسری شادی کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دی جاتی ہے، میرا

خیال ہے کہ اگر دیکھا جائے مختلف دارالافتاء میں تو جس کا فیصد زیادہ نکلے گا، جہاں تک طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کی بات ہے سب سے پہلے مسئلہ یہ ہے کہ دارالافتاء میں عملی شکل کیا ہے ایک شخص دور دراز سے لکھتا ہے کہ میں نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیا یا کوئی دوسرا لکھتا ہے کہ خالد نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیا ایک دو تین جو بھی طلاق واقع ہوئی یا نہیں، تو جن مفتی حضرات نے یا لکھنے والے نے مقالہ نگار حضرات نے کہا کہ سکر ایسا ہو کہ جس میں ہوش و حواس زائل ہو جائے اس کی تحقیق کی کیا شکل ہوگی مفتی تو لکھتا ہے بصحت سوال بصحت سوال یہ میرا جواب ہے اور آپ کہیں کہ اگر اس کو عدم وقوع کا فتویٰ مل گیا کہ تم نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیا ہے تو واقع نہیں ہوئی تو بشرط صحت سوال کو تو کوئی نہیں پڑھے گا وہاں وہ دکھلائے گا لوگوں کو کہ دیکھئے میرے پاس فتویٰ آ گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور وہ جھگڑے کا سبب بنے گا، گاؤں میں کہ تو نے تو نشہ کی حالت میں دی نہیں ہے اس کو بہانہ بنایا ہے، ہم نے تجھ کو نشہ کی حالت میں دیکھا نہیں، اگر لوگوں کے سامنے اس نے طلاق دی ہے، تو اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ مفتیان کرام جو اس ابتلاء میں آئیں گے جن کے پاس سوالات آئیں وہ اس کی تحقیق کریں کہ واقعی اس کی عقل زائل ہوگئی تھی یا نہیں، جیسا کہ غضب مفرط میں ہوتا ہے، آپ غضب مفرط کا مسئلہ مطالعہ کیجئے، ایسا غصہ جس میں اس کو یہ ہوش نہ رہے کہ میں کیا بول رہا ہوں اور نہ وہ پہچان سکے لوگوں کو، اگر کوئی ثابت ہو جائے یہ بات قاضی کے نزدیک یا مفتی کے نزدیک تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اسی طریقہ سے سکر کی حالت میں اگر سکر اس درجہ کا ہے کہ وہ ماں باپ بہن بھائی کو بھی نہیں پہچانتا جو بولتا ہے اس کا ہوش نہیں رہتا... جیسی طلاق واقع ہو سکتی ہے، عام مسئلہ اگر اس کو بنا دیجئے گا کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ہے تو لوگ طلاق دیں گے اور جب ان کو جھنجھوڑا جائے گا کہ تم نے غلط کیا یہ کیا تو پھر آ کر کہیں گے کہ صاحب ہم نے تو نشہ کی حالت میں طلاق دے دیا تھا، یہ ہمارے یہاں دارالافتاء میں اکثر ہوتا ہے، طلاق

کے بارے میں کہتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں دیا جب تحقیق کی جاتی ہے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نشہ کی حالت میں نہیں دیا، بلکہ عام حالات میں دی ہے، اس لئے اس پر کافی احتیاط کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ جن فقہاء کی تصریحات آپ کے سامنے آئیں مولانا مفتی جنید عالم صاحب نے خصوصیت کے ساتھ جو سکر کی تعریف کی ہے اور شرط لگائی ہے وہ خود ہی مفتی ہیں وہ بتائیں کہ تحقیق کی شکل کیا ہوگی دارالافتاء اس کی تحقیق کرے گا یا مسئلہ قضاء میں جائے گا، تحقیق کا فرض انجام دینا قاضی کا کام ہے، ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے شراب پی اور شراب پینے کے بعد مجھ پر اتنا زیادہ نشہ آیا کہ میں سمجھ نہیں پایا اور میں نے طلاق دے دی، جناب یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں تو اس کا دعویٰ ثابت کیسے ہوگا کہ اس نے شراب پی یا نہیں پی، پینے کے بعد اس کو نشہ آیا یا نہیں آیا حلال اور حرام کا مسئلہ پیدا ہوگا اس کی تحقیق ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ حالات کی جو بات کہی جاتی ہے اس کی وجہ سے مسائل نہیں بدل سکتے، مسائل میں آپ تسہیل کر سکتے ہیں، شکل نکال سکتے ہیں، ورنہ تو میں نے بتا دیا آپ کو کہ طلاق سکران کے مقابلہ میں بیجا بے وجہ طلاق، غصہ میں طلاق اور جہیز نہ ملنے کی وجہ سے طلاق اور دوسری شادی کرنے کے لئے طلاق، ساس سسر سے لڑائی اور سالی سے جھگڑے کی بنیاد پر طلاق اس کا اوسط زیادہ ہے طلاق سکران کے مقابلہ میں، اس لئے طلاق سکران میں عام فتویٰ نہیں دینا چاہئے کہ طلاق سکران واقع ہوتی ہی نہیں ہے، بلکہ اس بنیاد پر کہ اگر سکر ثابت ہو جائے مفتی کے نزدیک یا مفتی اس مسئلہ کو قاضی کے پاس بھیج دے اور عند القضاء اگر ثابت ہو جائے تب وہ طلاق واقع نہیں ہوگی ورنہ طلاق واقع ہوگی۔

مولانا عتیق احمد بستوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران کے موضوع پر جو عرض مسئلہ پیش ہو اس میں دلائل

کا بڑی حد تک احاطہ کر لیا گیا ہے، یہ بات کہی گئی تھی مسئلہ اس کا نہیں ہے کہ ہم کس قول کو دلیل کے ضعیف ہونے کی بنیاد پر چھوڑیں یعنی طلاق سکران کے بارے میں کوئی آیت صراحتاً موجود نہیں ہے، استنباط کرنا الگ مسئلہ ہے کہ کسی آیت سے استنباط ہم کریں، اور نہ کوئی حدیث مرفوع ہے، اگر حدیث مرفوع کوئی ہو تو اسے آپ بیان کریں، حدیث مرفوع بھی نہیں ہے، جہاں تک میرا اپنا مطالعہ ہے، اور رہی بات صحابہ کرام کے اقوال کی تو صحابہ کرام کے اقوال مختلف ہیں، اور آثار دونوں طرف ہیں، بلکہ اگر آپ آثار کو دیکھیں گے صحت سند کے اعتبار سے تو عدم وقوع کے جو آثار ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں، یعنی سند کی بنیاد پر، باقی ثابت دونوں ہیں، دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سلسلہ میں جو گفتگو ہم لوگ کر رہے ہیں اور مزید کریں گے، اس میں یہ یاد رکھنا ہے کہ یہ دونوں مسالک شروع سے صحابہ کرام کے دور سے چلے آ رہے ہیں اور دونوں قابل احترام مسالک ہیں اور دونوں کے پاس دلائل ہیں، ان دلائل میں مناقشہ اور اس پر گفتگو، پھر ترجیح یہ ہمارا مقصد نہیں ہے، سوال کا بنیادی نقطہ اور مرکزی یہ ہے کہ جو مسئلہ کتاب اللہ سے ثابت نہیں ہے، اس کے بارے میں حدیث مرفوع موجود نہیں ہے اور آثار صحابہ مختلف ہیں، ائمہ مجتہدین کے درمیان دونوں رائیں پائی جاتی ہیں، تو اس صورتحال میں اگر ہندوستان کے موجودہ حالات میں واقعی یہ ضرورت ہے اور صحیح بھی ہے طلاق سکران کو واقع مان لینے کی بنیاد پر تو کیا ہم دوسری رائے کو اختیار کر سکتے ہیں؟ بات وہیں پہنچتی ہے کہ ہمارے فقہ اکیڈمی میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مختلف علوم کے ماہرین سے مدد لی جاتی ہے، یہاں ضرورت تھی کہ یہاں سماجیات کے ماہرین بھی ہوں، کچھ تجزیہ نگار بھی ہوں، جنہوں نے اعداد و شمار جمع کئے ہوں، یعنی مختلف علاقوں میں نشہ کی بنیاد پر طلاق کی شرح کیا ہے؟ اس کا کوئی تجزیہ میرے خیال میں اب تک ہمارے پاس نہیں آیا ہے اور تجربات مختلف، لوگ بیان کر رہے ہیں، کہیں دو فیصد کی بات کہیں زیادہ کی بات، کہیں کم کی بات، لیکن

ایک بات بہت صاف ہے کہ ہمارے جن حضرات فقہاء نے اور جمہور فقہاء نے نشہ والی طلاق کو واقع قرار دیا ہے، اس کی تفصیلات کو جب آپ پڑھیں گے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس کو واقع ہونے کی جو بنیاد ہے وہ اصلاً شوہر کو تعزیر کرنا ہے کہ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، معصیت کا ارتکاب کیا ہے اور معصیت کے ارتکاب کی بنیاد پر اس کی عقل زائل ہوگئی، لہذا اس کو عاقل کے حکم میں مان کر اس کی طلاق کو واقع مانا جاتا ہے، اسی لئے اگر جائزہ چیز کے استعمال سے نشہ ہو گیا یا نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا، اگر وہ کیا گیا یا اسے علم نہیں ہے کہ نشہ آور چیز ہے پی گیا بعد میں نشہ آ گیا، ان ساری شکلوں میں اتفاق ہے کہ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اس طلاق میں نکتہ کیا ہے کہ جب جان بوجھ کر ایک نشہ آور چیز کا استعمال اس نے کیا، یعنی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا اور اس کے نتیجے میں اس پر نشہ طاری ہو گیا تو اس صورت میں اگر وہ طلاق دیتا ہے تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس پر غور کرنا ہے پھر دوبارہ آپ حضرات سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ جو حضرات اصحاب افتاء ہیں خاص طور پر جو مختلف علاقوں میں کام کیا ہے یا افتاء کا کر رہے ہیں، ایک تو وہ طلاق کی فیصد کی وضاحت کریں کہ کیا صورت حال ہے، اگر مسلمانوں میں الحمد للہ نشہ بالکل نہیں ہے یا ایک فیصد سے بھی کم ہے یہ خوشی کی بات ہے، لیکن اس کے لئے تجزیہ کی ضرورت ہے، اعداد و شمار کی ضرورت ہے۔

ایک بات مجھے عرض کرنی ہے کہ طلاق سکران کے تعلق سے اگر ہم اس کو اختیار کرتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی تو اس میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں جس کا ذکر بعض حضرات نے کیا ہے لوگ غلط بیانی کریں گے اور فوراً جب طلاق کا مسئلہ پیش آئے گا اس سے کچھ کہا جائے گا وہ کہے گا کہ اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی، اس سلسلہ میں ہمیں عرض کرنا ہے کہ اگر غلط بیانی ہی کرنے کا ارادہ ہے، اس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اور اللہ کے یہاں جو ابہی کا احساس نہیں ہے تو ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ چھپا جاتا ہے کہ

میں نے طلاق دی ہے اس نے طلاق دی ہے، لیکن انکار کر جاتا ہے، کثرت سے ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں، مفتی کا کام تو یہ ہے کہ اس کا معاملہ دیانت کے اوپر ہے، ایک آدمی آتا ہے سوال کرتا ہے یا سوال بھیجتا ہے، تو اگر وہ آپ کے پاس آ رہا ہے تو جتنا بھی آپ جھنجھوڑ سکیں کہ بھی تم اللہ کے یہاں جو ابدہ ہو گے جو صحیح صورت حال ہے وہ بیان کرو، وہ صحیح صورت حال بیان کرے گا اس کی روشنی میں آپ کوئی فیصلہ کریں گے، کوئی فتویٰ دیں گے، تو مفتی بہر حال اگر تحقیق کرنے کی پوزیشن میں ہے مستفتی سے، تو زیادہ بہتر صورت ہے اور اگر بذریعہ تحریر استفتاء آ رہا ہے بالکل گول مول سی بات ہے تو وضاحت طلب کر سکتے ہیں، چاہے تو لکھ کر بھیج دیں کہ اس کی وضاحت کی جائے، بہر حال یہ ایک الگ مسئلہ ہوا کہ اس کی تحقیق کیسے ہوگی اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے گی، لیکن یہ مرحلہ بعد کا ہے، پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ کیا واقعی صورت حال ایسی ہے کیا واقعی نشہ کی طلاق کی شرح اچھی خاصی ہے جس کی بنیاد پر اس مسئلہ کے بارے میں ہم غور کریں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ نشہ کی طلاق کے واقع ہونے کی بات جو ہمارے فقہاء نے فرمائی ہے وہ تعزیر کے طور پر ہے اور اس کا انکار مشکل ہوگا کہ آج کل کے حالات میں عام طور پر طلاق بجائے شوہر کے لئے سزا ہونے کے عورت کے لئے سزا بن رہی ہے، شاذ و نادر واقعات ہیں کہ طلاق شوہر کے لئے تعزیر اور سزا بن رہی ہو، لیکن عام حالات میں طلاق کے جو واقعات ہوتے ہیں اور طلاق کے بعد مشکلات زیادہ پیدا ہوتی ہیں عورتوں کے لئے اور بچوں کے لئے اور عورت کے ذمہ داروں کے لئے سزا ہو جاتی ہے، اس سے شاید آپ حضرات اتفاق کریں گے، ہاں کچھ ایسے واقعات بھی ہیں جہاں ہو سکتا ہے کہ شوہر کے لئے بھی تعزیر بن جائے، بہر حال ان خاص نقاط پر ہمیں بحث کو جاری رکھنا ہے، اس سلسلہ میں ایک بات اور میں عرض کر دوں کہ مسلم پرسنل لا بورڈ میں نکاح و طلاق کے مسائل کے بارے میں بورڈ کی طرف سے کچھ علماء مقرر ہوئے تھے جنہوں نے بڑی محنت سے اور بڑا وقت لگا کر کے بڑی جانفشانی کے ساتھ،

عرق ریزی کے ساتھ دفعہ وار ایک مسودہ تیار کیا، اس میں بھی یہ مسئلہ بہر حال زیر بحث آیا ہے اور کئی رائے اختیار کی گئی ہے، یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ مولانا برہان الدین صاحب اس کے ایک اہم رکن تھے وہ یہاں موجود ہیں، مولانا نے اس میں محنت کی ہے، کافی وقت لگایا ہے مولانا وضاحت فرمائیں گے اس سے ہم کو روشنی ملے گی اور باقی حضرات جو کسی مسئلہ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہیں پہلے اس کا فیصلہ کر دیا جائے طلاق ہوگی یا نہیں ہوگی لیکن جو غصہ اور جھگڑے میں طلاق ہوتی ہے وہ نوے، بانوے فیصد ہے تو وہ زیادہ ہمارے لئے مضر ہے اور نقصان دہ ہے، مولانا نظام الدین صاحب دامت برکاتہم کی بصیرت افراد بات کے ساتھ میں جو اشکال مولانا نے پیش کیا ہے وہ اور مولانا عبدالکریم پارکھی صاحب کی وہ بات کہ جب تک دو آدمی شاہد نہ بنے جب تک علماء دستخط نہ کریں تب تک طلاق ہونا ہی نہیں چاہئے، شاید وہ ایک دم طلاق کے مسئلہ کو بالکل مقید کر دے گا۔

اس کے علاوہ میری ایک خصوصی عرض یہ ہے کہ اگر اس موثر مجلس میں طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو عوام میں علماء میں نہیں، عوام میں خصوصاً علماء کے احترام حق کا شدید خطرہ ہوگا، اس لئے کہ علماء ہند میں خصوصاً اپنے اکابرین میں کسی کی رائے آج تک وقوع کے خلاف میری نظروں میں اور میری معلومات میں نہیں ہے، بہت سارے لوگوں کو جنہوں نے ابھی کل تک یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ تمہاری بیوی تمہارے لئے حرام ہے، انہیں آج کی تاریخ میں عوام کی نظر میں یہ بات آئے گی کہ اب عالموں نے جائز کر دیا ہے اور حلال کر دیا ہے، کل تک جو خاتون حرام تھی آج سے وہ ہمارے لئے جائز اور حلال ہوگی، اس طرح سے شریعت کا عوامی سطح پر ایک بے وزن ہونے اور مذاق بننے کا خطرہ ہوگا، اس کی عزت، بلکہ پورے دین پر فرق آسکتا ہے، اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ علماء کے مفتی بہ اقوال سے جو پورے ہندوستان کا مسئلہ ہے، تمام اکابرین کا مسئلہ ہے اس سے انحراف کی نہ ضرورت ہے، نہ تقاضا ہے، بلکہ اور بھی دوسرے خطرات اور

حرجات ہیں اس کا خیال کیا جائے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

مفتی نے جو باتیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بات فرمائی ہے کہ طلاق کے واقع ہونے کے لئے دو گواہوں کی شرط لگادی جائے تو مسئلہ بہت ہی آسان ہو جائے گا، اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی اس قسم کی اور باتیں کہی ہیں، سوال یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اس حد تک ہم آمادہ نہیں ہیں کہ بھائی جو ازکا جو قول ہے اس کو اختیار ہم کریں تو پھر اس طرح کے اقوال جن کو شاید بھی کہنا مشکل ہے ان کا ذکر کرنا اس مجمع میں شاید مناسب بات نہیں ہے۔

مولانا محفوظ الرحمن شاہین جمالی

مجھے ایک بات یہ کہنی ہے کہ صبح کی نشست میں حضرت قاضی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہمیں مسئلہ پر اس طرح غور کرنا چاہئے کہ آج متحد دین اور مغرب زدہ ذہن جو ہے ہمارے خلاف جو کچھ کہتا ہے اس میں یہ بات خاص طور سے شامل ہے کہ مغرب کا ذہن اسلام کے نظام طلاق کو قبول نہیں کرتا ہے، وہ اعتراض کرتا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں یہ کیا طریقہ ہے کہ طلاق طلاق کہہ دیا اور طلاق ہو گئی اور خاندان بگڑ گیا، وہ چاہتے ہیں کہ طلاق کا نظام ہی مرتفع ہو جائے تو کیا ہم لوگ دراصل متحد دین کے لئے آگے کار تو نہیں بن رہے ہیں اس مسئلہ میں عدم وقوع کا قول کر کے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

بہر حال یہ مولانا شاہین جمالی صاحب کی بات ہے، مجھے ایک بات عرض کرنی ہے میں سمجھتا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہمارے عثمان غنی صاحب جو مفتی بھی ہیں انہوں نے سکر کی جب یہ مسئلہ آیا کہ اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو تحقیق کی، تحقیق کے بارے میں جب یہ

پتہ چل گیا کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، جیسے دس مسئلہ میں ایک مسئلہ ایسا ثابت ہو گیا تو انہوں نے عدم وقوع کا حکم دیا اور پورے تحقیقی حوالہ سے اس کا جواب دیا، اس طرح یہ بات مفتیان کرام پر چھوڑیے کہ ان کے پاس ایسا سکر اگر ثابت ہو جائے جو واقعی وہ معذور ہو چکا تھا اس کی عقل زائل ہو چکی تھی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ثابت ہونا آسان نہیں ہے، لیکن اگر ثابت ہو جائے اس کے سامنے تو کسی مسئلہ میں وہ عدم وقوع کا حکم دے سکتے ہیں، کتاب وسنت کے حوالہ کے ساتھ اور فقہاء کے اقوال کے ساتھ اور اپنے تحقیق کے ساتھ، لیکن عام طریقے پر جو لوگ آکر کہیں کہ میں نشہ کی حالت میں طلاق دیا یا کوئی دوسرے لوگ کہیں تو بغیر تحقیق عدم وقوع کا فیصلہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اگر ایسا کوئی کہے گا تو اگر تحقیق نہ ہو تب بھی وقوع طلاق کا فیصلہ ہوگا۔

بہت سے حضرات کے ہمارے پاس نام ہیں اور انشاء اللہ حتی الامکان ان کو گفتگو کا موقع دیا جائے گا، ابھی جیسا کہ مولانا عتیق احمد صاحب نے فرمایا کہ جو گفتگو کی جائے اس میں سوال کا جو پس منظر ہے جو مقصد ہے اس میں محدود رہنے کی کوشش کی جائے، یعنی اس اعتبار سے تفصیل اور گفتگو دلائل کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سوال اس بات کا ہے کہ آپ اپنے اپنے ماحول اور معاشرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ آیا یہ کوئی معاشرہ کی مشکل ہے، اس مشکل کے حل کے لئے یہ قول قوی سے مفتی بہ سے قول ضعیف کی طرف عدول اگر آپ قرار دیں، یہ کوئی مذہب کی بات نہیں خود فقہ حنفی کا قول ہے اور مفتی بہ بھی ہے، یعنی کچھ حضرات کے نزدیک سہی، آیا جو حضرات گفتگو کرنا چاہتے ہیں ان کی رائے میں یہ مناسب ہے یا نہیں، اس لئے کہ وقت بھی کافی ہو رہا ہے، آپ اور حضرات اس دائرہ اور سوال کے دائرہ میں رہتے ہوئے گفتگو فرمائیں، دلائل کی نسبت سے گفتگو نہ فرمائیں اس میں کافی بات آچکی ہے۔

مولانا شفیق احمد صاحب مظاہرہ می آسنسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم، دارالافتاء میں آنے والے فتاویٰ جن کا تعلق سکران سے ہے ان

کی فیصد کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ سکران کے متعلق طلاق کا جو معاملہ آتا ہے اس میں بعض وقت لوگ خود ایسے آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ طلاق حالت نشہ میں دی ہے، لیکن کچھ دیر کے بعد جب اس سے ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد پوچھا گیا کہ بھائی آپ نے کیا کھایا کیا پیا کیا اس طریقہ سے تو آہستہ آہستہ وہ بھول گیا کہ اس نے نشہ میں کہا تھا اور طلاق دی تھی وہ اپنی ساری باتیں بتاتا ہے کہ میں نے یہ کھایا تھا یہ پیا تھا وغیرہ وغیرہ تو ایک حالت تو یہ ہے، دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ بجائے خود طلاق دینے والے کے ان کے بچے ان کی بیوی آتے ہیں دارالقضاء میں اور معاملہ پیش کرتے ہیں روتے ہوئے کہ بھائی اس طرح کا معاملہ ہوا اور رات اس طرح بات ہوئی اور پی کر کے آئے اور مار پیٹ کیا اور گالیاں دیں اور پھر طلاق بھی دیدی، اس طرح کے معاملات عام طور پر آتے رہتے ہیں اور جب اس بات کی تحقیق کی جاتی ہے کہ واقعی اس کا نشہ اس طرح کا نشہ تھا کہ وہ بجائے اپنے گھر کے دروازہ کھٹکھٹانے کے دوسرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا دوسرے نے لا کر اسے گھر پہنچایا اور جب گھر آئے تو وہی گالی گپتا بکنا شروع کیا اور الجھنا شروع کیا اور اسی میں پھر یہ طلاق والی بات بھی آئی تو اس طرح کے معاملات پیش آتے ہیں اور واقعی یہ پریشانی ہو جاتی ہے۔

مولانا ابوبکر قاسمی

مجھے کہنا یہ ہے کہ وقوع طلاق کے سلسلہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ مرد پر تعزیر نہیں ہوتی عورت پر تعزیر ہوتی ہے تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ مرد کو بھی تعزیراً نکاح ثانی کے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ اس سے دلوائے جائیں، چنانچہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب نے اس طرح کا فیصلہ کیا ہے، خود میرے سامنے کئی معاملہ اس طرح کا آیا میرے ذمہ تو اصل فتویٰ وغیرہ کی ذمہ

داری ہے، لیکن گاؤں میں رہتے ہوئے اس طرح کی نوبت آئی کہ نشہ میں دے دیا میں نے لوگوں سے کہا کہ اس طرح کا اس سے خرچ دلویا جائے تو ماشاء اللہ لڑکی کی شادی بھی ہوئی اور لوگوں نے اس کا اچھا اثر لیا تو اس لئے مرد پر تعزیراً نکاح ثانی کے اخراجات واجب کئے جائیں، اس پر میرا خیال ہے کہ غور کیا جائے، اور ایک بات مجھے یہ کہنی ہے کہ مولانا عتیق صاحب نے کہا کہ وقوع طلاق کے سلسلہ میں قرآن میں عدم وقوع کے سلسلہ میں اشارہ نہیں ملتا ہے یا صراحت نہیں ہے تو صراحت تو نہیں ہے، لیکن دلائل کی جو ہمارے یہاں قسمیں ہیں عبارتہ النص، دلالة النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص، اس پس منظر میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اشارۃ النص سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ خمر کے سلسلہ میں جو تین آیت ہے اس میں بالکل جو آخری آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اس میں خمر کے سلسلہ میں ہے کہ ”إنما یزید الشیطان أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ“ (سورہ مائدہ: ۹۱) یہ موجب بغض و عداوت کیوں ہے؟ دوسرے یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے درمیانی جو ایک آیت ہے کہ ”لا تقربوا الصلاة وأنتم سکاری“ (سورہ نساء: ۴۳) اس آیت کو پیش کیا ہے تو ان کو یہ بات معلوم ہونا چاہئے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط ہے۔

مولانا ابوالعاص و حیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران کے سلسلہ میں دلائل سے قطع نظر چند معاشرتی مصالح کو سامنے رکھ کر میں کچھ باتیں عرض کر رہا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا جائے تو اس سے معاشرتی نقصان یہ ہو سکتا ہے کہ شراب نوشی کی ہمت افزائی ہوگی اور دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان کا معاشرہ ایسا تو نہیں ہے جہاں اسلامی حدود کا نفاذ ہوتا ہے، شرابی کو اور کوئی سزا تو نہیں دی جاسکتی یہاں، لہذا اگر سکران کی طلاق کو واقع مان لیا جائے تو

یقیناً ازدواجی زندگی سے محرومی کی وجہ سے اس کی ازدواجی زندگی کا نشیمن اجڑ گیا، لہذا یہ اس کی سزا بھی ہوگی اور ممکن ہے اس خوف سے آئندہ شراب نوشی سے اجتناب بھی کرے گا، اور دوسری بات یہ ہے کہ معاشرتی مصالحوں کے پیش نظر ہی اگر سکران کی طلاق کو واقع نہ مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو ہم مجبور کریں گے کہ وہ شرابی کے ساتھ زندگی گزاریں، ظاہری بات ہے کہ شرابی کے ساتھ جو بیوی زندگی گزارے گی جو بچے زندگی گزاریں گے آپ خود غور کر لیں کہ اس بیوی کی تربیت کیا ہوگی، بچوں کی تربیت کیا ہوگی؟ اور بچوں کی اخلاقیات کی جو سطح ہے وہ خراب ہو جائے گی، اس لئے معاشرتی مصالح کے جو تقاضے ہیں میری نظر میں دو تین ان کے پیش نظر طلاق سکران کو واقع ماننا چاہئے۔

اور ایک بات یہ اکیڈمی کی طرف سے پوچھی گئی کہ استفتاء کس طرح کے آتے ہیں تو مجھے بھی دس بارہ سال سے فتاویٰ لکھنے پڑتے ہیں اور سدھارتھ نگر میں جو مختلف تحصیلیں ہیں اور سدھارتھ نگر وغیرہ سے بھی استفتاء میرے پاس ادھر آئے ہیں ان دس بارہ سال کے عرصے میں اس میں طلاق سکران کا کوئی استفتاء نہیں ہے، ایسے استفتاء تو ضرور آئے ہیں کہ عورت شرابی مرد سے خلع کرانا چاہتی ہے اور اس نے یہ درخواست کی ہے کہ میرا شوہر شرابی ہے فضول خرچی کرتا ہے، یہ ہے وہ ہے بچوں کے حقوق نہیں ادا کرتا، کیونکہ جو شرابی ہوگا وہ بچوں اور بیوی کے حقوق کیسے ادا کرے گا، ہمارے حقوق ادا نہیں کرتا، اس لئے میں خلع کرانا چاہتی ہوں، اس طرح کے استفتاء تو آتے ہیں، لیکن کسی شرابی نے طلاق دی ہو میرے پاس ایسا کوئی استفتاء نہیں آیا ہے۔

مفتی نسیم احمد قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران پر یہ گفتگو چل رہی ہے اور اس سلسلہ میں مقالات کا خلاصہ بھی ہمارے سامنے آچکا ہے اور مختلف حضرات نے مناقشے میں حصہ لیتے ہوئے اپنی آراء

کا اظہار کیا ہے، اس سلسلہ میں چند باتیں جو کہیں گئی ہیں ان سے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں، جن حضرات کے نزدیک سکران کی طلاق میں اصل وقوع ہے، یعنی وہ کہتے ہیں کہ اس کو واقع قرار دیا جائے وہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ عدم وقوع کے قول کو نہ مانا جائے، اس لئے کہ خواہ مخواہ عدول ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سوچنا غلط ہے، اگر ہم عدم وقوع کی بات کو مانتے ہیں تو یہ بھی فقہ حنفی ہی کا قول ہے اور یہ عدول نہیں اور نہ ہی قول ضعیف یا قول شاذ کو اختیار کرنا ہے، بلکہ فقہ حنفی کے مستند علماء اور خاص طور پر بعض شارحین اور اصحاب متون نے صراحت کیا ہے کہ یہ قول مفتی بہ ہے، اس میں عدول کی صورت نہیں پائی جا رہی ہے، بلکہ صرف یہ شکل ہوتی ہے کہ دو اقوال مل رہے ہیں جن میں سے ایک قول کو ہم بر بنائے حاجت و ضرورت، سماجی مصالح کے پیش نظر قبول کرتے ہیں، اس لئے عدول کی بات صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح سے مفتی سعید الرحمن صاحب کی طرف سے یہ بات کہی گئی کہ اگر آپ طلاق کے عدم وقوع کی بات کہتے ہیں تو اسی طرح سے آپ کہہ دیجئے کہ اگر وہ قتل کرتا ہے یا اس طرح کے جو دیگر احکام ہیں وہ احکام بھی واقع نہیں ہوں گے، میں سمجھتا ہوں کہ اصحاب علم کو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے، ان تمام کے بارے میں تفصیل ہے اور یہ تفصیل ہماری فقہ کی کتابوں میں موجود ہے، سکران کے سلسلہ میں تین اقوال ہیں میں صرف اختصاراً عرض کر دیتا ہوں کہ ایک قول تو یہ ہے کہ سکران کی طلاق اور اس کے تمام عقود و تصرفات اس کی عبادت صحیح اور درست قرار پائے گی جمہور احناف کا یہی مسلک ہے، چنانچہ امام طحاوی نے اختلاف العلماء میں ذکر کیا ”قال اصحابنا طلاق سکران و عقودہ و احکام افعالہ ثابتہ کافعال“..... اور دوسرا جو قول ہے اس میں فرق کیا گیا ہے، طلاق اور دوسرے تصرفات میں، یہ امام سفیان ثوری کی رائے ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سرے سے عقود و معاملات اور طلاق کوئی بھی چیز سکران کی واقع نہیں ہوگی، یہ رائے امام ابولیس کی ہے، جہاں تک یہ بات کہی گئی کہ عام طور پر جو لوگ سکران کی طلاق کو واقع

قرار نہیں دیتے ہیں وہ حضرات زجر اُ کی بات کہتے ہیں کہ اس میں چونکہ شوہر کو سزا اس کی تعزیر ہے، لیکن یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ جن فقہاء نے زجر اُ کی تعبیر اختیار کی ہے ان حضرات نے طلاق سکران کے عدم وقوع کے لئے اس کے دلیل کے طور پر ذکر نہیں کیا اور نہ علت کے طور پر، بلکہ صرف یہ حکمت کا تذکرہ کیا ہے، نہ کہ دلیل اور علت کا، اس لئے اس کو بہت زیادہ پکڑنے کی ضرورت نہیں اور بعض ہمارے اکابر نے یہ کہا کہ اگر طلاق سکران کے عدم وقوع کی بات کرتے ہیں تو گویا کہ متحد دین کے آگہ کار بننے کی بات ہوگی، میں کہہ رہا ہوں کہ بہت جسارت اور جرأت کی بات ہے، جب ایک مسئلہ میں فقہاء کے دو اقوال ہیں اور صحابہ کے دور میں بھی اس کی نظیریں اور تابعین کے دور میں بھی ہیں اس دور میں بھی ہیں تو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس وقت قطع نظر دلائل سے، ظاہر ہے کہ دونوں طرف دلائل ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دلائل کی قوت و ضعف کا فیصلہ کرنا بہت آسان کام نہیں ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہمارے پاس وہ مبلغ علم نہیں ہے کہ ہم فقہاء کے ان دلائل کے درمیان محاکمہ کر سکیں، بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ جو سوال میں نکتہ اٹھایا گیا ہے اس کے پیش نظر آیا اس دور میں عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا جاسکتا ہے یا نہیں کیا جاسکتا ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اگر ہم عدم وقوع کی بات کو اختیار نہیں کرتے ہیں اور وقوع کی طرف جاتے ہیں، جیسے ہمارے مولانا ابرو العاص صاحب نے ابھی یہ کہا کہ وقوع کے سلسلہ میں جو مفاسد پیدا ہوتے ہیں اس سے زیادہ مفاسد پیدا ہوں گے عدم وقوع میں، یعنی عورت کا شرابی کے ساتھ رہنا اور بچوں کی اخلاقی تربیت وغیرہ، لیکن ہمیں اس نقطہ نظر سے بھی سوچنا چاہئے کہ جب ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا ہے اور وہ مطلقہ ہو جاتی ہے اور یہ نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دیا ہے تو جو اس وقت ہمارا ہندوستانی معاشرہ اور سماج ہے اس معاشرہ میں عورتوں کے ساتھ، بچیوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس میں خاص طور پر مطلقہ عورتوں اور بیوہ خواتین کے ساتھ وہ ہم سب پر عیاں اور روشن ہے، میکہ

والے خدا نخواستہ جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے بچے دوسری اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بلکہ خود اس عورت کے لئے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت ایک اہم ترین مسئلہ بن جاتا ہے، بہت دشواری پیدا ہوتی ہے، نہ باپ قبول کرتے ہیں، نہ سسرال والے، اس سلسلہ میں البتہ یہ بات ضرور قابل تحقیق ہونی چاہئے کہ ہم جب سکری کی بنیاد پر، نشہ کی بنیاد پر عدم وقوع کی بات کریں گے تو اس کی بنیاد کیا ہوگی؟ واقعی اس نے نشہ استعمال کیا تھا نہیں کیا تھا، ظاہر ہے جب ہم حکم لگا رہے ہیں نشہ کی وجہ سے عدم وقوع کا تو نشہ کا وجود بہر حال ضروری ہے اس سلسلہ میں حضرت امیر شریعت کی جو رائے آئی کہ تحقیق مفتی کو کرنی چاہئے کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی یا نہیں، جہاں پر نظام قضاء ہو وہاں تو آسان کام ہے اور خود امارت شرعیہ کے دارالافتاء میں مفتی جنید صاحب بتائیں گے کہ ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح کے مسائل میں شوہر سے پوچھا جاتا ہے اور تحقیق کی جاتی ہے کہ اس نے کیا کیا دو گواہوں کے ذریعہ یا جو بھی شکل ہو، بہت آسان ہے نظام قضاء یا علماء کی جماعت، یا جس آبادی سے استفتاء آیا ہو وہاں علماء سے کہا جائے کہ اس سلسلہ میں ثبوت فراہم کریں اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے تو اس طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ کیا جانا چاہئے۔

مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ابھی بات آئی ہے کہ وقوع اور عدم وقوع کے دلائل سے قطع نظر معاشرہ میں جو حالات ہیں ان کے اعتبار سے غور کیا جائے، تو میرا خیال یہ ہے کہ معاشرہ میں عورتیں دو قسم کی ہیں، بعض وہ عورتیں ہیں جو شوہر کی ظلم و زیادتی کی شکار ہیں اور علاحدگی کی صورت میں جو مصیبتیں آسکتی ہیں وہ ساری مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے وہ تیار ہے، لیکن جس ظلم کی وہ شکار ہے اس ظلم سے وہ ٹکلتا چاہتی ہے اور مشکل یہ ہے کہ اس پر جو زیادتی ہوتی ہے،

اس پر جو ظلم ہوتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی شہادت نہیں ہوتی ہے، بہت سی باتیں رات کی تنہائی میں پیش آتی ہیں یا شوہر کے گھر یہ باتیں ہوتی ہیں، شوہر کے گھر والے یا اس کے پڑوس والے اس کے گواہ ہوتے ہیں اور وہ عدالت میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں یا نہیں آتے ہیں، تو عورت اپنے ظلم و زیادتی کو ثابت کر کے شوہر سے چھٹکارا حاصل کر سکتی تھی دارالقضاء کے ذریعہ، اس کے لئے یہ موقع نہیں ہوتا تو اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے دوسری عورتیں بھی ہیں کہ جن کے حقوق شوہر کے شرابی ہونے کے باوجود ادا ہوتے ہیں وہ علاحدگی نہیں چاہتی ہیں تو طلاق کے وقوع کی بابت صرف وہی عورتیں دارالافتاء میں آتی ہیں مسئلہ پوچھنے کے لئے جو علاحدگی نہیں چاہتی ہیں اور ان کو علاحدگی کے بعد پریشانیاں سامنے ہوتی ہیں، لیکن جو عورتیں چھٹکارا چاہتی ہیں شوہر سے ان کو دارالافتاء میں آنے کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے، بلکہ ان کو چھٹکارا مل گیا ہے، وہ اپنی دوسری راہ اختیار کرتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ بیوہ عورتوں کی شادی کی جو دشواریاں بتائی جا رہی ہیں، واقعات کی روشنی میں یہ پوری طرح سے صحیح نہیں ہیں، بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ بیوہ، مطلقہ عورتوں کی شادیاں کنواری لڑکی سے پہلے ہو جاتی ہیں، اصل دیکھنا یہ ہے کہ جب معاشرہ میں دونوں قسم کی عورتیں موجود ہیں تو اگر ہم صرف ان عورتوں کی رعایت میں کہ جو مصیبتوں سے دوچار ہونے والی ہیں ہم طلاق کے عدم وقوع کا حکم لگاتے ہیں تو گویا ہم ان مظلوم عورتوں کو پھر ظلم کی چکی میں پینے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں جن کو اتفاق سے شوہر کے طلاق کی وجہ سے موقع ان کو مل گیا تھا، ان کو نجات مل چکی تھی، اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے یہ حکم لگایا جائے اور فتویٰ تو یہی دیا جائے کہ طلاق سکران کی واقع ہوگی، البتہ مستثنیات ہیں، جیسا کہ طلاق غضبان کے سلسلہ میں آتا ہے کہ عام فتویٰ یہی ہے کہ غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوگی، لیکن اگر کسی کا غصہ اس منزل تک پہنچ گیا ہے جو جنون کی حد کو چھونے لگا ہے تو وہاں پر ہمارے مفتی حضرات فتویٰ دیتے ہی ہیں کہ طلاق واقع نہیں

ہوگی، اس لئے آج بھی یہ حکم دیا جائے کہ طلاق سکران بھی واقع ہوگی، البتہ جزئی طور پر اگر کوئی واقعہ ایسا آتا ہے کہ جس میں انتہائی نشہ کی حالت میں اس نے ایسا کیا ہے اور جس کی وجہ سے پریشانیاں بڑھتی ہیں تو پھر عدم وقوع کا فتویٰ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مفتی جنید عالم ندوی قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں دونوں طرح سے باتیں آئیں، اور میں دلائل کی روشنی میں ایک قول کو راجح قرار دینا کسی قول کو مرجوح قرار دینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں اور نہ حالات کے اعتبار سے عدول کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، دو نقطہ ہائے نظر ہیں فقہاء کے، دونوں پر جب ہم سنجیدگی سے غور کرتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے، حقیقت میں دونوں متفق ہیں، اس لئے ہم اور آپ جہاں تک میں نے سمجھا ہے وہاں تک کہہ رہا ہوں کہ اختلاف لفظی سمجھتا ہوں حقیقت میں اختلاف نہیں ہے، جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے ان کے نزدیک سکر کی جو تعریف ہے مفتی بہ قول کے مطابق وہ یہ ہے کہ نشہ غالب آجائے، نشہ کی وجہ سے اس کا کلام مخدوش ہو جائے گڈمڈ ہو جائے اور بکواس بکنے لگے اور یہی صاحبین کا قول اور مفتی بہ قول یہی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس حالت میں طلاق واقع ہوگی، مناسب بھی ہے کہ طلاق واقع ہو، اس لئے کہ اس حالت میں اس کی عقل باقی ہے اور جب عقل باقی ہے تو احکام کا مکلف ہے اس کی طلاق واقع ہو جانی چاہئے، لیکن جب اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان تمیز نہیں کر پاتا اور مرد و عورت کے درمیان تمیز نہیں کر پاتا اپنے بیگانے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تو ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بھی اس کی عقل محفوظ باقی نہیں، لہذا طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے، جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ عقل باقی نہیں ہے اور احکام کا مدار عقل پر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابتدائی مرحلہ میں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ یہ زمین ہے یہ آسمان ہے یہ مرد ہے یہ

عورت ہے یہ اپنے ہیں یہ بیگانے ہیں اور طلاق دینا یاد ہے اور کیا کہہ رہا ہے کیا نہیں کہہ رہا ہے اس کو معلوم ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی عقل محفوظ ہے اس کی عقل باقی ہے، لہذا جو حضرات عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی اس حالت میں طلاق واقع ہو جانی چاہئے، اسی وجہ سے میں نے یہ اپنی رائے بھی دی ہے اور میری رائے بھی آگئی ہے۔

جہاں تک مسئلہ تحقیق کا ہے تو میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علامہ شامی نے ابن القیم کے حوالہ سے طلاق غضبانہ کی تین صورتیں بیان کی ہیں، جیسا کہ حضرت قاضی صاحب نے بیان کیا اس میں ایک وہ صورت جب کہ عقل کھو چکا ہو اور زمین و آسمان کے درمیان تمیز باقی نہ رہ سکے تو ایسی حالت میں اس کو مجنون کا درجہ دیا گیا اور طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا گیا ہے، جب ہمارے پاس سوال آتا ہے کہ ایک شخص نے حالت غضب میں طلاق دیدی تو ہم یہ جواب لکھتے ہیں کہ حالت غضب میں طلاق پڑ جاتی ہے، لہذا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہوگی، البتہ ایک مستفتی سوال بھیجتا ہے کہ میرا غصہ انتہائی درجہ کو پہنچا ہوا تھا مجھ کو پتہ نہیں تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں کیا نہیں کہہ رہا ہوں، مجھے طلاق دینا یاد نہیں ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں ہوئی تو ہم لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ جنون کی حد تک اس کا غصہ چڑھا ہوا تھا، اس لئے اس حالت میں اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی، اسی طریقہ سے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی طلاق طلاق اور وہ کہتا ہے کہ میری نیت ایک طلاق دینے کی تھی دوسری اور تیسری دینے کی نہیں تھی، بلکہ اس سے تاکید میری مراد تھی، تو فقہاء نے یہ صراحت کی ہے کہ دیائے ایک طلاق واقع ہوگی دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوگی، جب سوال آجائے دارالافتاء میں تو جواب یہ لکھتے ہیں کہ مکرر طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ اگر سوال کے ساتھ وہ شخص کہتا ہے کہ میری نیت تاکید کی تھی طلاق دینے کی نہیں تھی مزید تو اس کا جواب ہم لکھتے ہیں کہ دیائے ایک طلاق واقع ہوئی دوسری اور تیسری نہیں ہوئی، مفتی دیانت پرفتویٰ دیتا ہے قضاء پر نہیں، قاضی کا

کام ہے تحقیق کرنا تحقیق کرے، اب ہمارے ساتھ مسئلہ آتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نشہ کی حالت میں تھا اور میرا نشہ اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ زمین ہے، آسمان ہے مردو عورت ہیں، اور میری عقل محفوظ نہیں تھی باقی نہیں تھی اس کو طلاق دینا یا نہیں ہے، تو میری رائے یہ ہے کہ مفتی یہ جواب لکھے گا کہ اگر تمہارا یہ کہنا صحیح ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مولانا اختر امام عادل

بسم اللہ الرحمن الرحیم، میں دو تین باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، مفتی جنید صاحب نے جو بات فرمائی کہ اختلاف لفظی ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی، اختلاف اسی حد کے بارے میں ہے جب انسان کو تیز ختم ہو جائے آسمان وزمین کے بارے میں یا یہ کہ یہ اس کی چادر ہے یا اس کی چادر ہے یا اس کا یا اس کا جوتا ہے، عورت ہے کہ مرد ہے تو اختلاف اسی حد کے بارے میں ہے، اسی حد پر جب نشہ پہنچ جائے تب ہی اختلاف ہے، وہ صورت اختلافی ہے ہی نہیں جب انسان کے اندر یہ کیفیت پیدا نہ ہو، دوسری بات یہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ غور طلب بات ہے کہ مغلوب العقل کی طلاق کے عدم وقوع پر فقہاء کا اجماع ہے علامہ عینی نے نقل کیا ہے پھر آخر کیا بات تھی کہ یہ اتفاقی بنیاد سامنے رہتے ہوئے جمہور ائمہ و فقہاء نے سکران کی طلاق کو واقع قرار دیا؟ تیسری بات، مسئلہ مجتہد فیہ ہے، مسئلہ افضل غیر افضل کا نہیں، بلکہ حلت و حرمت کا ہے، یعنی عدم وقوع طلاق کا مطلب ہے کہ عورت شوہر کے لئے حلال ہے اور وقوع طلاق کا مطلب ہے کہ عورت حرام ہوگی، ایسے مواقع پر فقہاء کا عام مزاج یہ ہے کہ احتیاطاً ترجیح حرمت کے پہلو کو دی جاتی ہے، ایک چوتھی بات یہ میرے ذہن میں آرہی ہے کہ مولانا سلطان صاحب نے ایک روایت کا حوالہ دیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: نشہ کا پتہ چلاؤ تاکہ مکلف ہونے نہ ہونے کا فیصلہ ہو، اس طرح کی روایتوں میں غور کا ایک پہلو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہو جب کہ شراب کی حرمت نازل نہ ہوئی ہو، جب کہ ہمارا موضوع بحث وہ نشہ ہے جو ناجائز چیز کے

استعمال سے پیدا ہو، جائز چیز کے استعمال سے پیدا نہ ہوا ہو۔

مولانا ابوجندل قاسمی

یہ بات کہی جا رہی ہے کہ دلائل سے ہٹ کر واقعات کو دیکھنا چاہئے اور معاشرہ کو، حقیقت بات یہی ہے کہ طلاق سکران کے واقعات بالکل نہ کے درجے میں ہیں، ہم بھی یہی کام کرتے ہیں، اور فتویٰ دینے کا کام ہم بھی کرتے ہیں، لیکن ایک فتویٰ بھی اب تک ایسا نہیں آیا جس میں اس طرح کا سوال کیا گیا ہو، بلکہ لڑائی جھگڑے کے واقعات زیادہ ہیں جب مسئلہ بیوی بچوں کا ہے یا آپ کہہ رہے ہیں کہ دلائل سے ہٹ کر کے بیوی بچوں کے مسئلہ پر غور کرنا چاہئے تو بیوی بچوں کا مسئلہ اس کے علاوہ دوسری طلاقوں میں جو زیادہ ہے ان میں اہم ہے، اس میں غور و فکر کرنا چاہئے، طلاق سکران جب نہ کے درجہ میں ہے تو اس سلسلہ میں غور و فکر کرنا ہی بے سود ہے۔

مولانا صابح الدین قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، میں غور و فکر کے لئے صرف ایک نکتہ آپ تمام حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، کیونکہ جو پس منظر ہے جو حالات ہیں اور جس میں غور کرنا ہے وہ سوال یہ ہے کہ طلاق سکران، کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ واقعہ نہ قرار دیا جائے اس کو تو ابھی جو دلائل کا موازنہ ہوا ہے اس میں قرآن و سنت اور پھر اقوال صحابہ اور اس کے بعد قیاسی دلائل پر بات آ کر رکی ہے، قیاسی دلائل کے سلسلہ میں وقوع طلاق کے حق میں یہ سوال اٹھایا گیا اور اس سوال کی تائید حاصل کی گئی ہے کہ گویا عدم طلاق ہو اس سے، وہ سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں اور جو جرائم ہوتے ہیں یا اور جو عقود وغیرہ کوئی سکران کرتا ہے تو شریعت اس کو معتبر قرار دیتی ہے یا نہیں، میں یہ سوال رکھنا چاہتا تھا لیکن مفتی نسیم صاحب نے یہ بات ایک قول سے واضح بھی کی کہ امام لیث کا یہ قول ہے کہ وہ اس کو معتبر قرار نہیں دیتے عقود وغیرہ کو یہ تو بہت اچھی بات ہے

جو واضح ہوگئی بات، میں اس سلسلہ میں یہ بات کہنا چاہ رہا تھا کہ ایک چیز اور جس پر غور کرنا چاہئے وہ یہ کہ انتہائی نشہ کی حالت میں جس کی تعریف ابھی کی گئی ہے مفتی زید صاحب نے کی تو کیا انسان جو جرائم کرتا ہے تو جرائم و طرح کے ہو سکتے ہیں ایک قولی اور ایک فعلی تو کیا انسان نشہ کی حالت میں کوئی جسمانی جرم بھی کرتا ہے، سوال یہ اٹھایا گیا تھا کہ اگر کوئی شرابی مدہوش شخص اگر قتل کرے تو کیا شریعت اس پر حد قتل نافذ کرے گی تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ سوچنے کی چیز ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں کوئی قتل بھی کر سکتا ہے یا نہیں، میں اس سلسلہ میں تین باتیں غور کے لئے رکھ رہا ہوں وہ یہ کہ قرآن میں جب ذکر کیا گیا ہے اور جس سیاق میں ”حتی تعلموا ما تقولون، لا تقر بوا الصلاة“ والی تو اس میں جو جرم ہے وہ قولی جرم ہے، ”حتی تعلموا ما تقولون“ قول کی بات ہے، اور وہ جو حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس میں حضور ﷺ نے ایک زانی کے ساتھ فرمایا تھا کہ اس کو دیکھو وہ بھی اصل میں قولی بات ہے، اور تیسری بات وہ کہ جب حد شرب، حد شرب خمر کی بات آئی تو حضرت علیؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے حد قذف سے اس کو مشابہت دی، اور قذف بھی ایک قولی جرم ہے اور وہ جو ایک بات آئی ہے کہ معاملات اور بیوع اگر سکران کی طرف سے ہوں تو اس سلسلہ میں بھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سکران سے کوئی بیع کر بیٹھتا ہے تو اس میں دوسرے فریق کی غلطی ہے کہ وہ سکران سے کیوں آخر بیع کر رہا ہے، میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جتنی بھی مثالیں وہ سب یہ بتا رہی ہیں کہ جو شخص نشہ میں ہوتا ہے وہ جو جرم کرتا ہے وہ سب قولی نوعیت کے ہیں اور یہاں جو زیر بحث ہے طلاق، طلاق بھی قولی نوعیت کی بات ہے، اس سلسلہ میں یہ سوال اٹھانا کہ کیا اس قولی نوعیت کے جرم میں جو شرابی کر بیٹھتا ہے اس میں شریعت اس کو معتبر مانتی ہے یا نہیں تین جگہوں پر یہ معلوم ہوا کہ اس کو معتبر مانتی ہے، ایک نماز کے معاملہ میں جو قولی بات ہے ایک اس حدیث کے واقعہ میں جس میں پوچھا گیا تھا زانی کے بارے میں، اور ایک قذف کے معاملہ میں غور کرنا چاہئے کہ آیا

یہ نکتہ بھی کارآمد ہے۔

مولانا ضمیر احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، کافی دیر سے طلاق سکران کے سلسلہ میں یہ بات کبھی جا رہی ہے کہ اس کا وقوع آج کل زیادہ ہے اور یہ مشکل مسئلہ بن کر رہ گیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس مشکل کا معیار کیا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہاں پر ہندوستان کے مرکزی دارالافتاؤں کے ذمہ دار موجود ہیں اور ان سے جو تعداد فتاویٰ کی معلوم کی گئی ہے، مظاہر علوم ہے، دارالعلوم ہے، ندوہ ہے تو ان حضرات نے بتلایا ہے جیسا کہ ابھی مفتی ارشد صاحب نے بتلایا کہ وہاں یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ صرف ایک فیصد اس کا تناسب رہا ہے، ظاہری بات ہے کہ جب نادرے فیصد دوسرے اسباب کی بنیاد پر طلاق ہوگی اور ایک فیصد صرف سکران کی وجہ سے طلاق ہوگی تو اس کو مشکل کا معیار قرار نہیں دیا جاسکتا، دوسری بات یہ کہنا کہ دلائل کو چھوڑو، کیوں صاحب دلائل کو کیوں چھوڑا جائے، فقہ تو نام ہی اس کا ہے کہ دلائل سے بحث کی جائے، قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے ”الطلاق مرتان“ فرمایا ہے تو اس میں کوئی استثناء نہیں کیا گیا، ہاں استثناء اگرچہ وہ ضعیف حدیث سے کیا گیا ہے، ”کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله“، اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کے اوپر حکم لگایا، ”وقال: هذا حدیث لا نعرفه مرفوعاً إلا من حدیث عطاء بن عجلان“ ٹھیک ہے ایک ہی طریق سے اور وہ بھی جو ضعیف طریق ہے اس کو مرفوع قرار دیا گیا ہے، لیکن علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح نقایہ میں لکھا ہے: ”ولا یقطع أن کونه ضعیفاً عنده لا یستلزم ضعفه عند غیره بل به“، تو معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں جو الطلاق مرتان فرمایا گیا ہے وہ اصل دلیل ہے طلاق کی، اور جو اس سے جو استثناء حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے گو وہ روایت ضعیف ہے صرف استثناء طلاق معتوه مغلوب العقل کا کیا گیا ہے، یہ بات بھی پیش نظر ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ

کے زمانہ میں طلاق اس قدر کثرت سے استعمال ہوتی تھی کہ صحابہ کے ابتدائی دور میں پائے جاتے تھے، لیکن حضور ﷺ وہ روایت جو ضعف کے درجہ میں ہے یا ایک ہی طریق سے نقل اس میں صرف معنوی اور مغلوب العقل کی طلاق کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اور ایک بات یہ ہے کہ جب سکران اپنا استفتا پیش کرتا ہے تو اس کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے اور اس کا اس بات کی وضاحت کر دینا کہ اس نے کتنی طلاق دی ہے قوی دلیل ہے اس بات کی کہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحب^{۲۷}

بات یہ نہیں کہی جا رہی ہے کہ دلائل کو چھوڑ دیجئے، بات یہ کہی جا رہی ہے کہ یہ سوال قدیم ہے صورت حال کوئی نہیں ہے، لیکن جو حالات ہمارے معاشرے کے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے دلائل سے قطع نظر، دلائل کی صحت و قوت اپنی جگہ پر، حالات کے پیش نظر آیا کوئی گنجائش سمجھ میں آتی ہے، اس کی وضاحت کی جائے، یہ بات کہی جا رہی ہے۔

مولانا زبیر احمد قاسمی

طلاق بحالت نشہ واقع ہونا یہ ہمارا معروف مطلب ہے سوال تو یہ نہیں ہے، مسئلہ یہ ہے ہمارے یہاں کہ عورت کی حالت وقوع طلاق کے حکم کے نتیجے میں معاشرہ کے اندر اکثر گویا مظلومانہ ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی ہے یہی دو سوال ہے، بعض لوگوں کو احساس ہے کہ واقعہ ایسا ہی ہے، اکثر عورت بڑی مظلوم بن جاتی ہے اس کی زندگی دشوار گزرتی ہے، لیکن ہمارے ذہن میں اب ایک بات قاضی عبدالجلیل صاحب کی ایک رائے سے پیدا ہوئی، کہ اگر ہم عدم وقوع طلاق کا فیصلہ کرتے ہیں تو بلاشبہ ایسی عورتوں کے حق میں شاید یہ فیصلہ مفید ہو، لیکن ہمارے معاشرہ میں ایسی بھی عورتیں ہیں جو یقیناً کسی شوہر شرابی سے چھٹکارا کو ہی اپنے لئے بہتر سمجھتی ہے اس کے لئے

کیا حل ہوگا، ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ واقعہ اکثر کیا ہے، ایک ہے مثلاً ضرر اخف اور اشد، اگر اکثریت واقعہ کے اعتبار سے ایسی عورتوں کی ہو کہ ایسے مظالم سے چھٹکارا پانے میں ہی اس کا خیر ہے تو اس کی رعایت ہونی چاہئے جو ہمارا مطلب تھا پہلے سے، لیکن آج اگر معاشرہ کی بری حالت کے نتیجہ میں اکثریت عورتوں کی وہی ہوگئی ہے اگر ان کے شوہر کے حالت نشہ کی طلاق کے وقوع کا ہم فیصلہ کرتے ہیں اکثریت ایسی عورتوں کی نکلتی ہے جن کی زندگی دشوار گزرتی ہے تو میرے خیال میں اکثریت کا جائزہ لے کر کے عدم وقوع کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

مفتی محمد زید مظاہری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، فقہاء احناف نے دلائل کی روشنی میں طلاق سکران کے وقوع ہی کو صراحتاً ترجیح دی ہے، جہاں تک زجر و توبیخ اور سزا کا تعلق ہے جس کو بعض فقہاء نے ذکر کیا ہے تو یہ اصل مسئلہ کی علت نہیں، بلکہ حکمت ہے، اور حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر، لہذا حکمت یعنی زجر و توبیخ کے فقدان سے بھی حکم پر اثر نہ پڑے گا، کیونکہ مسئلہ کے اصل دلائل کتاب و سنت اور آثار ہیں جس کو صاحب ہدایہ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے، جہاں تک تعلق ضرورت اعذار، حالات کا ہے جس کی کچھ تفصیل الحلیۃ النازحہ وغیرہ میں موجود ہے تو اس وقت ایسے حالات نہیں جس کی بناء پر اس مسئلہ میں فقہاء کی ترجیحی اور مفتی بہ قول سے غیر مفتی بہ قول کی طرف عدول کیا جائے۔

مولانا ظفر عالم ندوی

ہمیں جو باتیں عرض کرنی تھی ہمارے چند دوستوں نے کہہ دی ہیں، البتہ ایک دو باتیں مزید یہ کہنی ہے کہ ابھی دوران مناقشہ طلاق کی جو دیگر وجوہات بیان کی گئی ہیں بلاشبہ یہ درست ہیں تاہم طلاق جن وجوہات کی بناء پر ہوتی ہے ہمارے ہندوستانی ماحول میں یقیناً اس سے سنگین مسائل پیدا ہوتے ہیں اس لئے ہمارے علماء کی ذمہ داری ہے کہ ان سنگین مسائل و مشکلات سے

بچنے کے لئے طلاق کے تمام وجوہات و اسباب کو دور کرنے کی کوشش کریں، لیکن ساتھ ساتھ سکرنان کی طلاق سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کو عدم وقوع قرار دے کر دور کر دی جائیں۔ دوسری بات یہ کہنی ہے کہ کسی فیصلہ کے لینے پر جو خدشات ظاہر کئے جا رہے ہیں، میرے خیال میں خدشات و خطرات سے بالاتر ہو کر اصلاً روح شریعت اور بنیاد پر نظر رکھ کر فیصلہ کر لیا جائے، اور جو خدشات ظاہر کئے جا رہے ہیں وہ انشاء اللہ خود بخود دور ہو جائیں گے۔

مفتی نذیر احمد کشمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم، سکرنان کی طلاق کے وقوع کے قول کو چھوڑ کر عدم وقوع کے قول کو اختیار کرنے کا محرک، یا تو دلائل ہو سکتے ہیں یا حالات، دلائل سے بحث نہ کرنے کی بات بار بار کہی گئی، اب رہے حالات، حالات کا تعین دار الاقارن میں آنے والے فتاویٰ سے ہو سکتا ہے، لیکن اب تک کسی بھی دارالافتاء کی طرف سے یہ بات نہیں کہی گئی کہ پچاس فیصد بھی طلاق سکرنان کے واقعات پائے جا رہے ہیں، میں کشمیر میں کام کرتا ہوں دس پندرہ سال سے وہاں کرتا رہا ہوں اب تک ایک فیصد بھی نشہ کی حالت کے طلاق کا واقعہ ہمارے سامنے نہیں آیا، اس لئے اس معمول بہ اور مفتی بہ قول کو چھوڑ کر دوسرا قول اختیار کرنا تجھی بہتر ہوگا جب رفع ضرر کی ضرورت پیش آئے اور رفع ضرر کی ضرورت تب ثابت ہوگی جب اس کا تناسب تقریباً نصف یا اس سے زائد ہو، اور جب یہ ثابت نہیں ہو پارہا ہے کہ سکرنان کی طلاق کے واقعات نصف درجہ میں یا اس سے کچھ زائد ہوں تو گویا ضرورت کا تحقق نہیں ہو اور جب ضرورت کا تحقق نہیں ہو رہا ہے تو پھر معمول بہ اور مفتی بہ قول کو چھوڑ کر غیر مفتی بہ قول کو اختیار کرنا غالباً بہتر نہ ہوگا۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحب

میں مولانا جنید صاحب سے گزارش کروں گا کہ امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ کا جو

دارالافتاء ہے اس کا اوسط یا دارالقضاء قاضی عبدالجلیل صاحب تشریف رکھتے ہیں بیان کریں۔

مفتی جنید عالم ندوی قاسمی

تقریباً پندرہ بیس فیصد ہے، دارالافتاء امارت شرعیہ میں تقریباً پندرہ بیس فیصد ہے، لیکن میں ایک بات بتا دوں کہ عام طور سے نشہ کی حالت میں طلاق دینے والے ہمیشہ طلاق دیتے رہتے ہیں اس لئے وہ فتویٰ بھی نہیں پوچھتے، طلاق دیدیا رکھ لیا، عام طور سے دارالافتاء میں وہ آتے بھی نہیں، طلاق چونکہ عام معمول ہوتا ہے طلاق دی رکھ لیا طلاق دیدیا رکھ لیا۔

مولانا شفیق احمد مظاہریؒ

عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ نشہ کی طلاق واقع ہوتی ہے، اس لئے لوگ دارالافتاء کی طرف کم رجوع کرتے ہیں، وہیں مقامی علماء سے پوچھ لیتے ہیں اور وہ پریشانی بہر حال قائم ہو جاتی ہے معاشرہ میں۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ

قاضی عبدالجلیل صاحب وضاحت فرمائیں۔

ہم لوگوں کے دارالقضاء میں تو وہ عورتیں آتی ہیں جو ظالم شوہروں سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہیں، ہمارے یہاں فتویٰ پوچھنے کے لئے کوئی نہیں آتی ہے، اس لئے استفتاء کا اوسط کیا ہے وہ میں نہیں بتا سکتا۔

مولانا اسلم قاسمی

میں عرض کرنا یہ چاہتا ہوں کہ جو حضرات عورتوں کی ہمدردی میں بات کر رہے ہیں تو

ان کی ہمدردی میں سے کتنا اچھا ہوتا کہ میراث میں سے حصہ دلایا جائے اس موضوع سے ان کا حل نکل سکتا تھا باقی جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے تو مفتیوں سے کوئی فتویٰ نہیں پوچھے گا خود ہی فتویٰ دے لیگی یہ سمجھ لیجئے۔

مولانا یعقوب قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، محترم حضرات! طلاق کی شرح فیصد کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کسی علاقے میں کتنی طلاقیں واقع ہوتی ہیں کس اعتبار سے، نشہ کے لحاظ سے، تو ہمارے یہاں ”جامعہ امداد العلوم زید پور“ کے اندر جو دارالافتاء ہے وہاں پر طلاق کے سلسلہ میں جو مسائل آتے ہیں تو منشیات کے استعمال کرنے کے سلسلہ میں آتے ہیں، وہاں پر منشیات کا استعمال عام ہے، بہت سے لوگ جو ہیں وہ گا جا پیتے ہیں حشیش پیتے ہیں انیوم کا استعمال کرتے ہیں، کوکین کا استعمال کرتے ہیں اور رات کے وقت اپنے گھروں پر جاتے ہیں اور اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اس کے بعد وہ پھر مدرسہ آتے ہیں دارالافتاء طلاق کے سلسلہ میں فتوے کے سلسلے میں، تو بہر کیف ان کو عام طور سے لوگ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے بعد گھر جاتے ہیں اور چھپا لیتے ہیں اور جس طرح سے پہلے وہ آپس میں ازدواجی زندگی گزارتے تھے ویسے اپنی ازدواجی زندگی گزارتے ہیں تو اگر ہم طلاق منشیات کے استعمال کرنے سے چاہے وہ شراب ہو یا کوکین ہو، حشیش ہو اس کے استعمال کرنے کے بعد اگر کوئی طلاق دیتا ہے اور اس طلاق کو ہم واقع قرار دے دیتے ہیں تو ظاہر بات ہے وہ لوگ جو طلاق کو چھپا لیتے ہیں اور آپس میں ازدواجی زندگی گزارتے ہیں تو ظاہر بات ہے وہ زانی اور زانیہ ہوں گے تو اس کا گناہ کس کے سر ہوگا؟

دوسری بات یہ کہ ابھی ایک صاحب نے اپنی رائے کے اظہار میں یہ کہا کہ طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے، بلکہ نکاح ثانی کو لازم قرار دیا جائے، میرے خیال میں یہ فضول چیز ہے،

ایک صاحب نے کہا کہ اگر طلاق کو واقع قرار دیا جائے تو جرائم کے اندر اضافہ ہوگا، میرے خیال سے جرائم کو روکنے کے واسطے بہت سے ذرائع ہیں اس کا استعمال کیا جائے انشاء اللہ جرائم کے اندر کمی آسکتی ہے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو دلائل آچکے ہیں طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں، میرا خیال یہ ہے کہ ایسی طلاق کو معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالات کے پیش نظر آج کل موجودہ دور میں اس طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے اور آج کل کے بگڑتے ہوئے معاشرہ کے پیش نظر امام طحاویؒ، امام زفرؒ، شیخ ابوالحسن کرخیؒ اور دیگر صحابہ کے اقوال پر عمل کیا جائے یہی بات اچھی ہوگی کہ طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے۔

مفتی سعید الرحمن فاروقی

میری ایک گزارش تھی مولانا سے کہ اس وقت جو مقالات کی تلخیص پیش کی گئی تھی اس میں دو تہائی ایک طرف اور ایک تہائی ایک طرف کہا گیا تھا، لیکن اس وقت بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ معاملہ برعکس ہو گیا ہے، اس لئے اس پر دوبارہ غور کر لیا جائے، دوسرے جو مولانا نے ”کمل طلاق جائز“ والی روایت پیش کی اس میں مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے اندر جو افراد ہیں اگر اس پر غور کیا جائے تو خود وہ حدیث دلیل ہے طلاق سکران کے واقع ہونے کے لئے۔

مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

میں پہلا سوال یہ کرتا ہوں مفتی سعید صاحب سے کیا ان کا جواب اکیڈمی کو موصول ہو گیا تھا آپ نے جواب بھیجا تھا اس مسئلہ کے بارے میں۔

اصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ دشواری پیش آتی ہے یعنی اکیڈمی کے پاس جو مقالات پہنچیں گے بہر حال اسی کی روشنی میں تلخیص تیار ہوگی، یہ شکایت ہم کو رہی ہے پہلے بھی اور ہم عرض کرتے رہے ہیں کہ اگر ہمارے اصحاب افتاء جو اپنی جگہ بہت مصروف ان کے بہت اہم مشاغل

ہیں اتنا تھوڑی زحمت کر لیں کہ جو وقت دیا گیا ہے جواب دینے کا، جو کئی مہینہ کا ٹائم ہوتا ہے ایک دو روز کا نہیں ہوتا وقت نکال کر کے اپنی رائے کم سے کم بھید یا کریں وقت کے اندر، تو اس میں بڑی آسانی ہوگی، ظاہر بات ہے کہ جب آپ کی رائے یہاں نہیں پہنچے گی بہت سے حضرات ایسے ہیں تو پھر یہاں گفتگو اور مسئلہ شروع ہوگا، بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جو گفتگو ہمارے سامنے آئی ہے مختلف حضرات کی، تو دونوں موقف اس مسئلہ میں ہیں پہلے سے چلے آ رہے ہیں ان تمام کا احاطہ بڑی حد تک ہو گیا ہے، اصل مسئلہ یہی ہے کہ کیا واقعی اس وقت ہمارے معاشرہ کا کوئی اہم مسئلہ ہے کیا واقعی نشہ کی طلاق کی شرح اچھی خاصی ہے؟ اگر ایک فیصد دو فیصد کی بات ہے تو شاید اتنا اہم مسئلہ نہ ہو، لیکن اگر مسئلہ پندرہ اور بیس فیصد تک کا ہے تو ہمارے لئے یہ بات بہت قابل غور ہے، اس لئے اس سلسلہ میں بہر حال کمیٹی جو بنائی جائے گی وہ اس بات کو اپنے سامنے رکھے کہ اب تک جو آراء کا اظہار ہوا ہے اور تجزیہ کا اظہار ہوا ہے، اس سے بات مختلف معلوم ہوتی ہے، کچھ علاقوں میں میرے خیال سے رواج زیادہ ہوگا وہاں نشہ کی طلاق کی شرح زیادہ ہے اور کچھ علاقوں میں نشہ کا استعمال کم سے کم ہے الحمد للہ، خوشی کی بات ہے وہاں نشہ کی طلاق کی شرح بہت کم ہے، تو بہر حال بہت سے حضرات میرے خیال سے باقی ہیں ابھی اور موضوع ایسا ہے کہ جس میں آپ حضرات بولیں جو آپ کو بولنا چاہئے، لیکن یہ میں درخواست پھر کروں گا آپ حضرات سے کہ جو باتیں بار بار کہی جا چکی ہیں، عرض میں آ چکی ہیں کسی اور نے کہہ دی ہے، یعنی ہماری بات کی ترجمانی ہو چکی ہے کسی اور کی زبان سے تو اس کا اعادہ اور تکرار نہ کریں، ہاں کوئی اہم نکتہ ایسا ہو جس کی وضاحت ضروری ہے اور کوئی نیا اضافہ کریں ہمارے علم میں جس سے کمیٹی کو روشنی ملے اپنی تجاویز کی ترتیب میں تو بہتر رہے گا (مستقیق بستوی)۔

مفتی جمیل احمد ندیری

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو اوسط پوچھا گیا تھا میں بھی اپنا تجربہ بتا دوں تقریباً اٹھارہ

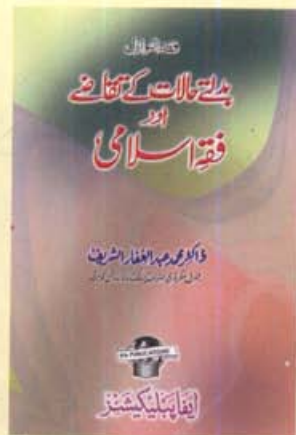
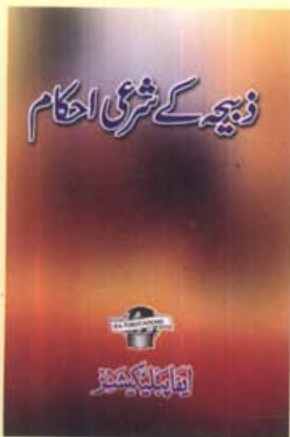
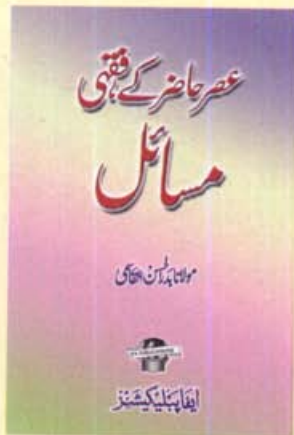
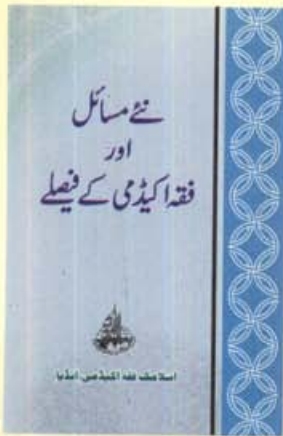
سالوں سے مجموعی اعتبار سے میں فتویٰ نویسی سے منسلک ہوں اور میرا خیال ہے کہ بارہ تیرہ سے زیادہ نشہ کی طلاق کے واقعات میرے سامنے نہیں آئے اور مجھ کو تو اندازہ ہوتا ہے کہ ایک فیصد بھی نہیں ہے جو مجھ سے متعلق معاملہ ہے اس میں میں بتاؤں میرا تجربہ کہ میرے پاس نشہ کی طلاقوں کے واقعات ایک فیصد بھی نہیں آئے ہیں، دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو مناقشہ ہوا ہے نشہ کی طلاق کے سلسلہ میں تو میں نے تو یہ لکھا تھا کہ موجودہ حالات کے تحت، یعنی دلائل میں محاکمہ کئے بغیر میں مصالح کے تحت یہ لکھا تھا کہ طلاق کے عدم وقوع کی بات میں نے لکھی تھی، لیکن موجودہ حالات کے پس منظر میں جو مناقشہ ہوا ہے، مباحثہ ہوا ہے اس سے میرے رجحان میں تبدیلی آئی ہے اور میرا ذہن اب یہ بنا ہے کہ نشہ کی طلاق کو واقع ہو جانا چاہئے اور اگر کچھ کیا بھی جائے تو ایک دم آخری سطح جبکہ نشہ والے کو یہ بھی نہ پتہ چلے کہ میں تالی میں گرا ہوں یا بستر پر بیٹھا ہوا ہوں اور میں نجاست کھار ہا ہوں کہ حلوہ کھار ہا ہوں، اگر اس حد تک وہ پہنچ جاتا ہے تو یہ قول اختیار کیا جاسکتا ہے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

بڑی اچھی بات ہے مولانا جمیل احمد ندیری صاحب نے فرمایا یعنی یہ بات طے ہے کہ ہم نے کوئی رائے طے کر لی ہو اور اس کے لئے ہم اصرار کریں خواہ مخواہ یہ مسئلہ نہیں ہے، بلکہ حالات کیا ہیں، صورت حال کیا ہے، اس کا تجزیہ کرنے کے بعد ہم کوئی رائے قائم کرتے ہیں اور اگر ہم کو معلوم ہوا کہ ہمارا تجزیہ صحیح نہیں تھا حالات یہ نہیں ہیں تو ہم رائے دوسری تبدیل کر لیتے ہیں، علماء کا یہ شعار رہا ہے، حضرت تھانویؒ کے یہاں یہ سلسلہ تھا، مستقل ترجیح المراجح کا، بہت سے مسائل میں انہوں نے فتویٰ دیا، پھر بعض حضرات کے توجہ دلانے سے کہیں انہوں نے رجوع کیا حالات کی اطلاع ملنے پر یا دلائل کی بنیاد پر یہ اہل علم کی ایک خاص علامت رہی، ایسا انشاء اللہ فقہ

اکیڑی میں بھی ہوگا اور ہمیشہ ہوتا رہے گا، اب میں سمجھتا ہوں کہ مزید لمبی بحث کرنے کے بجائے صدر اجلاس حضرت مولانا محمد برہان الدین سنہلی تشریف فرما ہیں اور مولانا نے فقہ میں بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور بڑا کام کیا ہے بورڈ کے زیر سایہ، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلمات سے ہم لوگوں کو مستفید فرمائیں۔

☆☆☆



IFA Publications

161 - F, Basement, Joga Bai, Post Box No - 9708, Jamia Nagar, New Delhi - 110025

Tel : 26981327, 26983728 Email: ifapublications@gmail.com